خادم اہلسنّت قاری محمد اجمل نقشبندی رضوی

فہرست

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقریظ

العبد الفقیر پیرزادہ محمد اکرم رضا فاضل جامعة صداه للعلوم الاسلامیة عراق فاضل جامعة مستنصریة بغداد عراق درست هذا کتاب مسمی به حتف رسالة یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من بعض الاقتباسات ووجدت فیه دلائل کثیرة من کتب المشاهیره و مزین بالعلم المولف قاری علامه محمد اجمل نقشبندی رضوی واقول هذا کتاب من اعظم الکتب فی موضوع هذا وسیکون مفید للعامة الناس وخاصة للطلاب دینیة فی المدارس العربیة

فقیر ابو مہیمن پیرزادہ محمد اکرم رضا

۲۰-۶-۲۰۰۲

الحمد لله رب العالمين والصلوٰة والسلام على من كان نبيا
و آدم بين الماء الطين وعلىٰ آله وصحبه وحزبه وعترته
اجمعين اما بعد حتف رسالة "يا رسول الله" صلى الله تعالىٰ
عليه وآله وسلم من بعض الاقتباسات فوجدته اجل برهان
ساطع و اقوى حسام قاطع لظهور المتحر دين و ادل دليل
راغما انوف الملحدين وكل ما جاء به المولف الفاضل
قارى محمد اجمل نقشبندى رضوى المنقد المميز فى
هذالكتاب من النصوص فهو حق وصدق صارم جج
اللصوص ومن ناظر المولف المنيف فى جميع ما كتبه فهو
لحجوج ومرقوع لما لا مزير عليه وجزى الله المصنفً وان
يجعل سعيه مشكوراً وينتفع العياد به نفعا كثيراً وان يكون
تاليفه المبارك ذخيرة للمغفرة من الله وتعالىٰ
ليوالحسنات جز الله تعالىٰ احسن الخير

شہنشاہ خطابت ضیغم اسلام پیر سید محمد عرفان شاہ صاحب مشہدی
آف بھکی شریف

تقریظ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قاری محمد اجمل نقشبندی رضوی کی تصنیف ''نعرہ رسالت'' کو چیدہ مقامات سے ملاحظہ کیا۔ عوام اہل اسلام کے لیے بہت مفید ہے۔ خواص کے لیے بھی باعث سرور ہے۔ انشاء اللہ جل شانہ کرے زور قلم اور زیادہ

راقم

سید محمد عرفان مشہدی ناظم اعلیٰ مرکزی جماعت اہل سنت پاکستان

بھکی شریف

تقریظ

مجاہد ملت، نازش اہل سنت

حضرت علامہ الحاج پیر محمد افضل قادری صاحب مدظلہ العالی

مرکزی امیر عالمی تنظیم اہل سنت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ حبیبہ سیدنا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین۔

توحید کو اگرچہ درجہ میں رسالت سمیت تمام عقائد اسلامیہ پر فضیلت و برتری حاصل ہے۔لیکن رسالت کو توحید سمیت تمام عقائد و احکام اسلامیہ کے لیے دلیل کی حیثیت حاصل ہے۔

شرع شریف میں ''رسالت'' لغوی معنی کے اعتبار سے محض سفارت اور پیغام رسانی کا نام نہیں، بلکہ مخلوقات میں سب سے قوی اور بلند ترین منصب اور

بے شمار فضائل وکمالات کا نام ہے اور سید المرسلین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو اللہ تعالیٰ کے وہ ممتاز رسول ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے نہ صرف تمام انبیاء و رسل کی عظمتوں اور فضیلتوں کا مجموعہ بنا دیا ہے بلکہ اس پر مستزاد بے شمار امتیازی شانیں عطا فرمائی ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقامات رسالت میں سے ایک شان یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسی اقویٰ نورانیت اور ایسی اعلیٰ روحانیت عطا فرمائی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ساری کائنات کا مشاہدہ فرماتے ہیں اور اپنی امت کے ایک ایک عمل بلکہ دل کے مخفی ارادوں سے بھی واقف اور باخبر ہیں۔

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"انا ارسلناک شاھدا" (''القران'' سورہ فتح ۸ پارہ ۲۶)

''ہم نے آپ کو شاہد (کائنات کا مشاہدہ کرنے والا یعنی حاضر و ناظر) بنا کر بھیجا ہے۔

اور ارشاد فرمایا:

"النبی اولیٰ بالمومنین من انفسھم" (''القرآن' سورہ احزاب ٦' پارہ:۲۱

''یہ نبی مومنوں کے ان کی جانوں سے بھی زیادہ قریب ہیں۔

اور ارشاد نبوی ہے:

"ان اللہ تعالیٰ رفع لی الدنیا فانا انظر الیھا والیٰ ماھو کائن

فیھا الیٰ یوم القیامة کانی انظر الیٰ کفی ھذہ" (طبرانی)

"بے شک اللہ تعالیٰ نے کائنات کو میرے سامنے رکھ دیا ہے تو میں کائنات اور کائنات میں قیامت تک جو کچھ ہونے والا ہے' کو اس طرح دیکھتا ہوں جیسے اپنی اس ہتھیلی کو دیکھتا ہوں۔

یہی وجہ ہے کہ نماز میں دنیا بھر کے مسلمان آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب بنا کر "السلام علیک ایہا النبی" کے الفاظ سے سلام عرض کرتے ہیں اور عہد نبوی و دور صحابہ سے لے کر آج تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کی خوشی کے اظہار اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے امداد حاصل کرنے کی غرض سے نعرہ رسالت (یا رسول اللہ) امت کا معمول ہے۔

دشمنان اسلام نے اسلام کے خلاف سب سے خطرناک سازش یہ کی کہ مقامات رسالت کی نفی اور انکار پر ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا' تا کہ مقام مصطفیٰ کو لوگوں کی نگاہوں میں حقیر سے حقیر کر کے "آیۃ اللہ الکبریٰ" اور "دلیل اسلام" کو کمزور سے کمزور کر دیا جائے۔ چنانچہ نجدی وہابی گروہ جسے مقامات رسالت کی نفی کے لیے ہی پیدا کیا گیا تھا' نے دیگر مقامات رسالت کے انکار و نفی کے ساتھ ساتھ حضور دانائے غیوب صلی اللہ علیہ وسلم کی شان حاضر و ناظر کا بھی انکار کیا اور اس انگریزی عقیدہ کے ضمن میں نعرہ رسالت کا نہ صرف انکار کیا بلکہ صحابہ کرام اور امت مسلمہ کے اس مبارک و مسنون نعرہ کو کفر و شرک سے تعبیر کیا۔

میں فاضل نوجوان حضرت مولانا قاری محمد اجمل نقشبندی کو خراج تحسین پیش

کرتا ہوں کہ انہوں نے نعرہ رسالت کے اثبات کے لیے یہ کتاب تصنیف کر کے عقیدہ نبوت و رسالت کی شاندار خدمت انجام دی ہے' اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس کتاب کو مبارک فرمائے - آمین!

بجاہ حبیبہ الکریم علیہ وعلی آلہ وصحبہ افضل التحیۃ والتسلیم

فقیر باب غوثیہ: محمد افضل قادری

امیر عالمی تنظیم اہل سنت و خادم جامعہ قادریہ عالمیہ

دعائیہ کلمات

حضور قبلہ عالم پیر طریقت' رہبر شریعت' حضرت پیر سید میر طیب علی شاہ بخاری دامت برکاتہم العالیہ سجادہ نشین آستانہ عالیہ حضرت کرمانوالہ شریف (اوکاڑہ) کی پرسوز دعا جو آپ نے فرمائی۔

اللھم صل علیٰ سیدنا محمد وعلیٰ آل سیدنا محمد وبارک وسلم وصل علیٰ جمیع الانبیاء والمرسلین وعلیٰ ملآئکتک المقربین و علیٰ عبادک الصالحین وعلیٰ اھل طاعتک اجمعین و رحمنا معھم برحمتک یا ارحم الرحمین ٥ اللھم یا رب بجاہ نبیک المصطفی وحبیبک المرتضیٰ طھر قلوبنا من کل وصف یباعدنا عن مشاھدتک ومحبتک وامتنا علیٰ السنۃ والجماعۃ والشوق الیٰ لقائک یا ذالجلال والاکرام

ترجمہ: یا اللہ رحمتیں اور برکتیں نازل فرما ہمارے سردار محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی آل پر اور رحمتیں اور برکتیں نازل فرما تمام نبیوں و رسولوں پر' مقرب فرشتوں پر' نیک بندوں پر اور تمام تابع فرمان بندوں پر اور اے سب سے زیادہ رحم

فرمانے والے ان تمام کے ساتھ ہم پر بھی اپنی تمام رحمتیں نازل فرما۔ (آمین)

اے اللہ! ہمارے پروردگار! اپنے برگزیدہ اور پسندیدہ پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل ہمارے دلوں کو ان تمام کاموں سے پاک کر دے جو تیرے دیدار اور محبت سے دور کرنے والے ہیں اور اے جلال و عزت والے پروردگار! ہمیں عقیدہ اہل سنت و جماعت پر اپنی ملاقات کے شوق سے لبریز دل کے ساتھ وفات دے۔

خدایا بدہ شوق ذاتِ رسولؐ　　بدرد محمدؐ مرا کن قبول

اے خدائے پاک! ہمیں رسول پاک کی ذات کا شوق عطا فرما اور آپ کے صدقے ہمیں قبول فرما۔

شب و روز در عشق حضرت بدار　　ہمہ عمر در وصل احمد گزار

دن رات ہمیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق میں مشغول رکھ اور ہمیں تمام عمر آپ کی قربت نصیب فرما۔

نداریم غیر از تو فریادرس　　توئی عاصیاں را خطا بخش و بس

ہماری فریاد کو سننے والا آپ کی ذات پاک کے علاوہ کوئی دوسرا نہیں ہے صرف اور صرف آپ ہی ہمارے قصور معاف فرمانے والے ہیں۔

نگہدار ما را از راہ خطا　　خطا در گزار و صوابم نما

غلط راستے پر چلنے سے ہماری حفاظت فرما اور ہماری غلطیوں کو معاف فرما کر ہمیں نیک اجر عطا فرما۔

اے خاصہء خاصان رسل وقت دعا ہے　امت پہ تیری آ کے عجب وقت پڑا ہے

اے تمام نبیوں سے برگزیدہ اور جید رسول صلی اللہ علیہ وسلم! دعا کرنے کا وقت ہے- آپ کی امت پر عجیب وقت آ گیا ہے-

زمہجوری برآمد جان عالم　ترحم یا نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ترحم

آپ کی جدائی میں دنیا کی جاں نکل رہی ہے، رحم فرمائیں- اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہم پر رحم فرمائیں-

تو ابر رحمتی آن بہ کہ گاہے　کنی بر حال لب خشکاں نگاہے

آپ رحمت حق کا بادل ہیں، ہمارے لیے یہی بہتر ہے کہ کبھی کبھی ہم پیاسوں پر برسیں-

ہمہ انبیاء در پناہ تو اند　مقیم در بارگاہ تو اند

تمام کے تمام نبی آپ کی پناہ میں ہیں اور آپ کے دربار میں حاضر ہیں

تو مہر منیری ہمہ اختر اند　تو سلطان ملکی ہمہ چاکر اند

آپ سب کو روشن کرنے والے چاند اور تمام انبیاء ستارے ہیں- آپ خدا کی خدائی کے شہنشاہ ہیں اور باقی سب آپ کے غلام ہیں-

وکل ولی لہٗ قدمٌ وانی　علیٰ قدم النبی بدر الکمال

یہ قصیدہ غوثیہ حضرت غوث اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کا شعر ہے- آپ فرماتے ہیں کہ ہر ولی کسی نہ کسی کے نقش قدم پر چل رہا ہے اور میں براہ راست حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نقش پر چل رہا ہوں-

گنج بخش فیض عالم مظہر نور خدا ناقصاں را پیر کامل کاملاں را رہنما

حضرت داتا گنج بخش رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے صدقے میں جو تمام دنیا کو فیض پہنچا رہے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کے مظہر ہیں' ناکمل سالکوں کے رہنما اور مکمل سالکوں کے لیے بھی راہنما ہیں۔

وز برائے حضرت خواجہ امیر الدین ولی آنکہ چوں خضر است پیر کامل مرد جلی

اور حضرت خواجہ امیر الدین رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ ولی کامل کے صدقے میں جو حضرت خضر علیہ السلام کی مانند کامل پیر اور بڑے بزرگ ہیں۔

وز برائے حضرت شیر محمد بدر عید آنکہ از تیغ محبت کرو بسمل ہر کہ دید

اور حضرت میاں شیر محمد رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے صدقے میں جو عید کا چاند ہیں' کہ جس کو بھی دیکھتے ہیں' اپنی محبت بھری نظر سے گھائل کر دیتے ہیں۔

وز برائے حضرت خواجہ ما سید محمد اسماعیل شاہ در دو عالم ہست ذات پاک او مارا پناہ

اور حضرت خواجہ سید محمد اسماعیل شاہ بخاری رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کے صدقے میں کہ دونوں جہاں میں ان کی ذات پاک ہے جو ہم کو پناہ دینے والی ہے۔

نور چشم مصطفیٰ و سید عالی مقام می نواز د خلق را از لطف خاص و فیض عام

جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نور چشم اور اونچے مرتبے کے سردار ہیں اور مخلوق کو خاص الخاص مہربانی اور فیض عام سے مستفید فرماتے ہیں۔

ظاہر باطن ہو برائے خدا چاہیں خدا سے نہ سوائے خدا

ہمارا ظاہر و باطن خدا کے لیے ہو اور ہم خدا کی ذات کے علاوہ کچھ نہیں

چاہتے۔

دیدہ بینا ہو ہراک موئے تن　　　محو تجلی رہے روح و بدن

ہماری روح اور ہمارا جسم ہر بال کے ذریعے اس تجلی کے دیدار میں مشغول ہو

اے مرے مولا مرے والی ولی　　　کر عطا مجھ کو بہ طفیل نبی صلی اللہ علیہ وسلم

اور جو مسلمان بھائی ہیں میرے　　　ان کو بھی تو اپنے فضل سے رتبہ دے

صلوات اللہ وملئکہ وانبیآء ورسلہ وحملۃ عرشہ وجمیع امتہ علیٰ سیدنا ومولانا وشفیعنا وحبیبنا محمد وعلیٰ الہ اصحابہ وازواجہ واھل بیتہ وعترتہ وعشیرتہ اجمعین وعترتہ برحمتک یا ارحم الرحمین٥

اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتوں اور اس کے نبیوں اور اس کے رسولوں اور اس کے عرش کے اٹھانے والوں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام امت کے صلوٰۃ وسلام ہوں ہمارے سردار، مولا اور شفیع وحبیب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے تمام صحابہ اور ازواج اور آپ کے اہل بیت اور آپ کے جمیع خاندان اور آپ کی اولاد پر۔ اے سب رحم کرنے والوں سے بڑھ کر رحم کرنے والے! تیری رحمت کے سبب ہی نجات ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیر طریقت رہبر شریعت شیخ القرآن والحدیث

حضرت علامہ مفتی محمد غلام فرید ہزاروی

نقشبندی سیفی صاحب

تقریظ:

بندہ ناچیز غلام فرید رضوی سیفی ہزاروی سعیدی نے آج
حضرت مولانا قاری محمد اجمل نقشبندی رضوی کی کتاب نعرہ رسالت یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بعض مقامات سے پڑھا- باوجود اس کے کہ آنکھوں پر بوجھ محسوس کر رہا تھا اور باوجود عدیم الفرصت ہونے مولانا کی حوصلہ افزائی کی خاطر اور دل شکنی سے بچنے کی خاطر ماشہ حوالہ جات کا بے بہا ذخیرہ جمع کر دیا گیا ہے- عوام الناس اور طلباء کرام کے لیے نہایت مفید ہے-

بندہ کی دعا ہے اللہ تعالیٰ مولانا کے علم وعمل میں مزید برکت فرمائے اور اس کتاب کو قارئین کے لیے باعث ہدایت اور مصنف کے لیے باعث نجات بنائے- آمین

یا رب العالمین بجاہ حبیبہ رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم الی یوم الدین

غلام فرید جامعہ فاروقیہ فاروق گنج، گوجرانوالہ

۲۵-۱-۲۰۰۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

استاذ العلماء حضرت جناب مولانا حافظ نذیر حسین نقشبندی صاحب آف سیالکوٹ

تقریظ:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بحمدہ تعالیٰ میں نے اس کتاب کا بالاستیعاب مطالعہ کیا ہے اس موضوع پر اس سے قبل اتنی دقیق کتاب مطالعہ سے نہیں گزری۔ جناب قاری محمد اجمل نقشبندی رضوی صاحب نے مسلک حق اہل سنت و جماعت کی ترویج و اشاعت کے لیے جو عرق ریزی کی ہے وہ قابل ستائش ہے۔

اللہ کریم اپنے فضل و کرم سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نعلین مبارک کا صدقہ اس میدان میں مزید کام کرنے کی توفیق دے۔

آمین بجاہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

حافظ نذیر حسین نقشبندی

مدرس دارالعلوم جامعہ حنفیہ

دو دروازہ سیالکوٹ

عالم بے نظیر استاذ العلماء پاسبان مسلک رضا
ابو فضل محمد صدیق قادری رضوی صاحب آف ڈسکہ

تقریظ:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ' نصلی علیٰ رسولہ الکریم' میں نے اس کتاب کو جو کہ نعرہ رسالت یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں دلائل نقلیہ سے مزین ہے نیز معاندین کے شکوک و شبہات کا جواب شافی' کافی دیا گیا ہے- نہایت مفید پایا اور بالاستیعاب منظر نظر سے گزارا- رب العزت کی بارگاہ میں دعا ہے کہ مولف عزیز کو مزید خدمت دین کرنے کی توفیق رفیق عنایت فرما کر ذریعہ نجات دارین فرمائے- آمین ثم آمین- اللہ بس باقی ہوس دنیا روزہ چند

فقیر ابوالفضل محمد صدیق قادری رضوی امام مرکزی جامع نور مسجد اہل سنت وجماعت مدرس مرکزی دارالعلوم جامعہ نقشبندیہ مجددیہ رضویہ' جماعتیہ کالج روڈ ڈسکہ ضلع سیالکوٹ

فقیہہ عصر عاشق رسول امیر اہل سنت

پیر سید شمس الدین بخاری مہروی صاحب آف لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ تبارک وتعالیٰ جل شانہ کا بہت بڑا احسان ہے- اپنے ان بندوں پر جنہیں اپنی وحدانیت' یکتائی' ربوبیت' صمدیت اور عبودیت کا قائل بنایا اور اپنے حبیب سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رسالت پر دل سے ایمان لانے کی سعادت نصیب فرمائی-

وہ محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام جن کو اپنی الوہیت' ربوبیت' سموحیت' قدوسیت' رحمانیت رحیمیت' غرضیکہ اپنی ذات وصفات کے لیے برحان بنا کر بھیجا- اپنی ذات وصفات کا مظہر کامل بنایا- اسی لیے ان کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ ان کی بیعت کو اپنی بیعت ان کی رمی کو اپنی رمی ان کی اطاعت کو اپنی اطاعت ان کے نطق کو اپنا نطق ان کی محبت کو اپنی محبت ان کے ذکر کو اپنا ذکر قرار دیا- جن کو ''رحمتہ للعالمین'' کی صفت عظمٰی عطا فرمائی رحمتہ اللعالمین ہونا متقاضی ہے- ان صفات کا کہ وہ زندہ ہو اور اول الخلق بھی ہو اور حاضر و ناظر بھی' وہ غیب دان بھی ہو اور مختار کل بھی' وہ فریاد رس بھی ہو اور مشکل کشا بھی- جب ہمارے آقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم وصحبہ وبارک وسلم رحمتہ للعالمین ہیں تو ماننا پڑے گا- آپ ان تمام صفات سے متصف ہیں-

جب یہ ثابت ہو گیا کہ آپ تمام مذکورہ صفات سے متصف ہیں اور یقیناً اللہ تعالیٰ جل شانہ کے فضل و کرم اور عطا سے متصف ہیں۔ جب یہ شان و عظمت حضور سید الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لیے ثابت ہے تو پھر کوئی جاہل ہی آپ کی بارگاہ میں استغاثہ اور نداء کا منکر ہو سکتا ہے۔ قلب سلیم والا تو لازماً اس پاک عقیدہ کا قائل ہی ہوگا۔

فاضل نوجوان حضرت علامہ قاری محمد اجمل صاحب نقشبندی رضوی نے اس پرفتن دور کے تقاضے کے مطابق بڑی محنت اور کوشش سے ''نعرہ رسالت'' کے موضوع پر انتہائی تفصیل و توضیح کے ساتھ یہ کتاب مرتب فرمائی ہے۔ بندہ کو مختلف مقامات کے مطالعہ کا شرف حاصل ہوا۔ دل کی گہرائیوں سے بارگاہ لم یزل میں دست بدعا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عظمتوں کا صدقہ قبولیت کا شرف عطا فرمائے۔

اور اپنے شیخ کامل جگر گوشہ گنج کرم مخدوم اہل سنت محسن ملت پیر طریقت منبع ولایت السید میر طیب علی شاہ صاحب بخاری دامت برکاتہم القدسیہ سجادہ نشین آستانہ عالیہ حضرت کرمانوالہ شریف کے زیر سایہ مزید مسلک حق اہل سنت و جماعت کی خدمات کی توفیق مرحمت فرمائے۔

اور اس کتاب کو صحیح العقیدہ اہل سنت کو اپنے مسلک حق پر استقامت اور منکرین کے لیے ہدایت کا سبب بنائے۔ آمین ثم آمین۔

ادنیٰ خادم عاشقان رسول صلی اللہ علیہ وسلم

سید شمس الدین بخاری مہروی

امیر جماعت اہل سنت پاکستان ضلع لاہور

اَلاِھْدَاء

تاجدار دو جہاں، سید کون ومکاں، حضور سید المرسلین

امام اولین وآخرین، مالک کوثر، قسیم جنت

صاحب تاج ومعراج، شہر یار مملکت حسن وجمال

آئینہ حق نما، مظہر ذات خدا، سرور انبیاء، حبیب کبریا

احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

نذر عقیدت

بحضور مرشد حقانی، عکس میاں صاحب شیر ربانی، معدن انوار مخزن اسرار شمس العارفین، سراج السالکین، پیر طریقت، رہبر شریعت، سیدنا ومرشدنا حضرت سید محمد اسماعیل شاہ بخاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ المعروف حضرت کرمانوالے

جن کی نگاہ فیض نے ہزاروں قلوب کو حب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی متاع بے کراں بخشی۔

پیر طریقت، رہبر شریعت، قدوۃ السالکین، زبدۃ العارفین

سیدی ومرشدی ومولائی

حضرت پیر سید طیب علی شاہ بخاری دامت برکاتہم عالیہ

سجادہ نشین آستانہ عالیہ حضرت کرمانوالہ شریف (اوکاڑہ)

جن کی نگاہ فیض نے ہزاروں قلوب میں عشق مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا کیا

گر قبول افتد زہے عزو شرف

گدائے کوچہ کراما نوالہ شریف

حضرت شیخ الحدیث والتفسیر نائب محدث اعظم

مولانا الحاج ابو محمد محمد عبد الرشید حنفی قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ

آف سمندری

شیخ القرآن والتفسیر، مبلغ اسلام حضرت علامہ

مفتی محمد اشرف قادری صاحب محدث نیک آبادی

دارالافتاء ضلع گجرات

استاذ العلماء پاسبان مذہب حق اہل سنت وجماعت

حضرت علامہ حافظ محمد خان چشتی صاحب ایم اے علوم اسلامیہ گوہد پور،

سیالکوٹ

حرف اعتراف

میں اس کرم کے کہاں تھا قابل
حضورؐ کی بندہ پروری ہے
یہ سب تمہارا کرم ہے آقاؐ
کہ بات اب تک بنی ہوئی ہے

خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ مجھے ہرگز یہ معلوم نہ تھا کہ بندہ ناچیز جس کی معاشرے میں کوئی عزت نہ تھی جسے کوئی پہچانتا نہ تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے گندگی سے اٹھا کر اچھی جگہ رکھ دیا۔ پھر خدا تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے، قرآن حکیم اور احادیث مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں بکھرے ہوئے بے شمار جواہرات میں سے علم کے چند موتی اٹھا کر میری جھولی میں ڈال دیئے۔

میں کیا ہوں؟ میری حقیقت کیا ہے؟ میں کچھ بھی نہیں۔

حیرت میں مبتلا ہوں کہ میرے سینے کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید اور احادیث مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سیکھنے کے لیے کیسے چن لیا۔

سوچ و بچار کے بعد ایک ہی خیال ذہن میں یقین بن کر ابھرتا ہے کہ یہ سب کچھ

میرے والدین کی دعاؤں کا نتیجہ ہے
میرے والد گرامی کی آرزوؤں کا ثمر ہے
میری والدہ معظمہ کی تمناؤں کا پھل

اور میرے پیرومرشد کی نگاہ کرم ہے (دامت برکاتہم)

جو مجھے مل رہا ہے اور یہ میرے کریم والدین کی تربیت کا اثر ہے اور کرم نوازی ہے۔ مجھے بچپن سے علماء کرام' استاذہ کرام' اولیاء کرام عظام' نیک بندوں' پیروں' فقیروں کے پاس بیٹھنے اور ان کی خدمت کرنے کا شوق تھا۔ وہ گھڑی کتنی سہانی تھی جب ان حضرات نے مجھ جیسے حقیر پتھر کو تراش کر نگینہ بنایا۔

یہ سب ان کا کرم ہے اللہ تعالیٰ کی رحمت ہے اور نبی اکرم شفیع معظم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فیض ہے۔

سب کچھ ادب سے ملتا ہے مگر میں تو ادب کا حق بھی ادا نہ کر سکا۔ بس یہی کہہ سکتا ہوں برتن اپنا ہے خیرات کسی کی ہے۔ دامن اپنا ہے سوغات کسی کی ہے۔ جھولی اپنی ہے پھل کسی اور نے ڈال دیا۔ شمع اپنی تھی روشنی کوئی اور دے گیا۔

نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی ارادت ہو تو دیکھ ان کو

ید بیضا لیے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مجھے زندگی ادب والی' احترام وعقیدت والی عطا فرمائے۔

تاکہ میں اولیاء عظام واساتذہ کے انوار وتجلیات کو حاصل کرتا رہوں۔ اللہ تعالیٰ میرے ہر استاد پر نظر کرم فرمائے جس نے مجھے ایک حرف بھی پڑھایا۔ آمین

دعا کا طلبگار

قاری محمد اجمل نقشبندی رضوی

نعت رسول مقبولؐ

صلی اللہ علیہ وسلم

عرش حق ہے مسند رفعت رسول اللہ کی
دیکھنی ہے حشر میں عزت رسول اللہ کی

ہم بھکاری وہ کریم ان کا خدا ان سے فضو
اور نہ کہنا نہیں عادت رسول اللہ کی

تجھ سے اور جنت سے کیا مطلب وہابی دور ہو
ہم رسول اللہ کے جنت رسول اللہ کی

سورج سورج الٹے پاؤں پلٹے چاند اشارے سے ہو چاک
اندھے نجدی دیکھ لے قدرت رسول اللہ کی

اہل سنت کا ہے بیڑا پار اصحاب حضور
نجم ہے اور ناؤ ہے عترت رسول اللہ کی

اک ساعت میں دہل جائیں گنہگاروں کے جرم
جوش پر آ جائے رحمت رسول اللہ کی

اے رضا خود صاحب قرآن ہے مداح حضور
تجھ سے کب ممکن ہے پھر مدحت رسول اللہ کی

(اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی فاضل (علیہ الرحمتہ)

نعت رسول مقبولؐ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

ذرا چہرے سے پردے کو اٹھاؤ یا رسول اللہ
مجھے دیدار تک اپنا دکھاؤ یا رسول اللہ

شفیع عاصیاں ہو تم' وسیلہ بے کساں ہو تم
تمہیں چھوڑ کر اب کہاں جاؤں بتاؤ یا رسول اللہ

لگے گا جوش کھانے خود بخود دریائے بخشائش
کہ حرف شفاعت لب پہ لاؤ یا رسول اللہ

اگرچہ نیک ہوں یا بد تمہارا ہو چکا ہوں میں
تم اب چاہو ہنساؤ یا رلاؤ یا رسول اللہ

پھنسا ہوں بے طرح گرداب غم میں ناخدا ہو کر
میری کشتی کنارے پہ لگاؤ یا رسول اللہ

اگرچہ ہوں ناقابل واں کے پر امید ہے تم سے
کہ پھر مجھ کو مدینہ میں بلاؤ یا رسول اللہ

کرو روئے منور سے میری آنکھوں کو نورانی
مجھے فرقت کی ظلمت سے بچاؤ یا رسول اللہ

جہازِ امت کا حق نے کر دیا ہے آپ کے ہاتھوں
بس اب چاہو ڈباؤ یا تراؤ یا رسول اللہ
پھنسا کر اپنے دامِ عشق میں امداد عاجز کو
بس اب قیدِ دو عالم سے چھڑاؤ یا رسول اللہ
(حاجی امداد اللہ مہاجر مکی علیہ الرحمۃ از کلیاتِ امدادیہ گلزارِ معرفت ص ۴)

ترانہ اہلِ سنت

نبیؐ کا جھنڈا لے کر نکلو دنیا پہ چھا جاؤ
نبی کا جھنڈا امن کا جھنڈا گھر گھر پر لہراؤ پکارو یا رسول اللہ
عاشق ہیں جو پاک نبی کے ان کو لے کر ساتھ چلو
پیارے آقا کے متوالو ہاتھ میں ڈالے ہاتھ چلو
حبِ نبی کے ہر دل میں تم جا کر دیپ جلاؤ
نبی کا جھنڈا امن کا جھنڈا گھر گھر پر لہراؤ پکارو یا رسول اللہ
قریہ قریہ بستی بستی ذکر نبی کا عام کرو
نبی کی عظمت کے گن گاؤ ورد یہ صبح و شام کرو
نبی کا جھنڈا اونچا رہے گا نعرہ یہی لگاؤ
نبی کا جھنڈا امن کا جھنڈا گھر گھر پر لہراؤ پکارو یا رسول اللہ

دشمن ہیں جو دین نبی کے ان کو مار کے دور کرو
صنم کدے ازموں فرقوں کے سارے چکنا چور کرو
تعلیمات مصطفوی کے یارو نور پھیلاؤ
نبی کا جھنڈا امن کا جھنڈا گھر گھر پر لہراؤ پکارو یا رسول اللہ
چھوڑو رنگ برنگے جھنڈے تھام لو گنبد والا
ہم سب پر راضی ہو جائے گا پیاری زلفوں والا
اس جھنڈے کے سائے تلے تم مل کر قدم بڑھاؤ
نبی کا جھنڈا امن کا جھنڈا گھر گھر پر لہراؤ پکارو یا رسول اللہ
ابن علی نے کرب و بلا میں تم کو یہ پیغام دیا
یاد رکھو پیارے آقا نے تم کو پاک نظام دیا
توڑ دو طاغوتی قوت کو ظلم کے ایواں ڈھاؤ

نعرہ رسالت

الحمد لله الذی کفیٰ وسلام علیٰ خیر الوریٰ عباده الذین اصطفیٰ خصوصاً علیٰ سید الوریٰ شمس الضحیٰ بدر الدجیٰ صدر العلیٰ نور الهدیٰ کهف الوریٰ دافع البلاء والوباء منبع الجودِ والعطاءِ عالم الارض والسماء خاتم الانبیاء الذی کان نبیاً و ادم بین الطین والماء وعلیٰ اله واصحابه وازواجه وبنته وذریته و اولیاء امته ذوی الدرجات والعلیٰ اما بعد—

فاعوذ بالله من الشیطن الرجیمo بسم الله الرحمن الرحیمo اهد نا الصراط المستقیم o صراط الذین انعمت علیهم غیر المغضوب علیهم ولا الضآلینo

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ سرور کائنات' مفخر موجودات' باعث تخلیق کائنات منبع برکات' اصل کائنات' روح کائنات' جان کائنات' مبداء کائنات' وجہ کائنات' صدر

بزم کائنات، حضور پرنور نور علیٰ نور حضرت محمد مصطفیٰ علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیمات کی امت سے پیدا فرمایا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ کا یہ احسان ہے کہ اہل سنت و جماعت بنا دیا ہے کہ اللہ کریم بجاہ النبی العظیم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم اسی مسلک پر استقامت عطا فرمائے۔ آمین

مادیت کے اس دور میں کم فہموں کی طرف سے ہر اس نیک کام پر جس میں عشق رسول واحترام مصطفیٰ علیک الصلوٰۃ والسلام کا رنگ ہو۔ محض اپنی جہالت اور بعض باطن کی وجہ سے شرک و بدعت کا فتویٰ لگایا جا رہا ہے اور امت مسلمہ میں تفرقہ ڈالنے کی مذموم کوشش کی جا رہی ہے۔ ایسے لوگ ہر وقت ذکر مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو روکنے کے درپے ہیں۔ ان کی بدعقیدگی کی انتہا ہے کہ ان کے ناپاک کان آقائے نامدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اسم مبارک سننے سے عاری ہو چکے ہیں۔ چنانچہ وہ ''نعرہ رسالت'' علیک الصلوٰۃ والسلام پر شرک و بدعت کا فتویٰ لگا کر اسے روکنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور صرف کرتے ہیں۔

حالانکہ اگر بنظر غور دیکھا جائے۔ کتب احادیث اور تاریخ کا مطالعہ کیا جائے تو یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اگر ''نعرہ رسالت'' علیک الصلوٰۃ والسلام بدعت ہے تو بعینہٖ کذا ئیہ نعرہ تکبیر بھی بدعت ہے۔ کیونکہ زمانہ نبوی علیک الصلوٰۃ والسلام میں تو کجا بلکہ حضور پرنور نور علیٰ نور کی ظاہری حیات کے صدیوں بعد تک اس نعرہ کا کہیں پتہ تک نہیں چلتا کہ کسی مقرر کی تقریر، معزز شخصیت کی آمد یا دوسرے معاملات کے وقت ایک شخص زور سے ''نعرہ تکبیر'' پکارے اور دوسرے

اس کے جواب میں ''اللہ اکبر'' عزوجل کہیں۔

البتہ حضور اکرم نور مجسم شفیع معظم علیک الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ظاہری حیات کے بعد کے زمانہ میں صرف اتنا فرق ہوتا تھا کہ کسی خوش کن امر یا حیران کن بات یا عظمت الٰہی عزوجل پر دال فعل دیکھ کر یا سن کر حضور اکرم آمنہ کے لال پیکر حسن جمال علیہ الصلوٰۃ والسلام یا کوئی صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ''اللہ اکبر'' فرماتے۔

اکثر تو سامعین میں سے کوئی بھی ''اللہ اکبر'' عزوجل نہ کہتا۔ ہاں البتہ شاذ و نادر ہی ایک دو صحابی ''اللہ اکبر'' عزوجل کہہ دیتے۔ لیکن وہ بھی زوردار آواز سے نہیں بلکہ عام آواز سے تو نعرہ تکبیر میں درج ذیل بدعات ثابت ہوئیں۔

اسے نعرہ تکبری سے تعبیر کرنا' جب کوئی نعرہ تکبیر کہے تو دوسروں کا ''اللہ اکبر'' عزوجل کہنا۔ نعرہ تکبیر کہنے والے کا چلا کر کہنا۔ جواب دینے والوں کا چلا کر کہنا۔ تقاریر کے درمیان وقفوں میں یہ نعرہ لگانا۔ معززین کے استقبال میں یہ نعرہ بلند کرنا۔

جب اتنی بدعات کے باوجود نعرہ تکبیر بدعت نہیں تو ''نعرہ رسالت'' علیک الصلوٰۃ والسلام یا دوسرے نعروں پر شرک و بدعت کا فتویٰ کیوں؟

اسی مسئلے کو حل کرنے کے لیے اپنے علماء اکرم' مناظر اسلام' مفتیان اعظم کی لکھی ہوئی کتابوں سے استفادہ حاصل کیا ہے۔ تاکہ ''یارسول اللہ'' علیک الصلوٰۃ والسلام کے منکر اس کو پڑھ کر اپنے غلط اور باطل عقائد کو چھوڑ کر تجدید ایمان کے

بعد مذہب حق اہل سنت و جماعت میں شامل ہوسکیں اور اہل سنت و جماعت کے
کہلوانے کے حق دار بن سکیں- دعا کرتا ہوں کہ اے رب دو جہاں مالک ارض و
سماء عزوجل اپنے پیارے محبوب سید الانبیاء سید المرسلین علیک الصلوٰۃ والسلام کے
صدقے سے اس ہدیہ کو قبول فرما کر ہر مسلمان کے لیے ہدایت بنا دے اور تمام
مسلمانوں کو ان مذہبی بہرو پیوں سے محفوظ رکھ اور مسلک حق اہلسنت و جماعت پر
قائم رکھنے کی توفیق عطا فرما اور بروز محشر حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
کی شفاعت نصیب فرمائے- آمین ثم آمین بحرمت سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ
وآلہ اصحابہ اجمعین

میں اس کرم کے کہاں تھا قابل
جو کرم مجھ پر میرے نبیؐ نے کر دیا

قاری محمد اجمل نقشبندی رضوی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ وعلیٰ الک واصحابک یا حبیب اللہ

دشمن احمد پہ شدت کیجیے
ملحدوں کی کیا مروت کیجیے

غیظ میں جل جائیں بے دینوں کے دل
یا رسول اللہؐ کی کثرت کیجیے

شرک ٹھہرے جس میں تعظیم حبیب
اس برے مذہب پہ لعنت کیجیے

کیجیے چرچا انہیں کا صبح و شام
جان کافر پر قیامت کیجیے

ظالمو محبوب کا حق تھا یہی
عشق کے بدلے عداوت کیجیے

(حدائق بخشش)

ملکی سطح پر ایک ایسا دین دشمن اور گستاخ نبی غیب دان علیک الصلوٰۃ والسلام گروہ پیدا ہو گیا ہے۔ جن کے عمل، قول اور نام نہاد تبلیغ کا دارومدار اور مرکزی نقطہ

ہی یہ ہے کہ لوگ مسجدوں پر ''یارسول اللہ'' علیک الصلوٰۃ والسلام نہ لکھیں۔ نیز یہ کہ کسی کتاب کے ورق پر' اشتہار پر' گھروں میں' قطعوں پر عشاق سرکار مدینہ سلطان با قرینہ' قرار قلب وسینہ' فیض گنجینہ' صاحب معطر پسینہ' باعث نزول سکینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سینوں پر ''یارسول اللہ'' علیک الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ دیکھتے ہی اور نوجوانوں کی زبان سے ''یارسول اللہ'' صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے الفاظ سنتے ہی وہ اس طرح بھاگتے ہیں جیسے لاحول سے شیطان بھاگتا ہے۔

وہ ان الفاظ کے متعلق بکنا شروع کر دیتے ہیں اور مخالفت کرتے ہیں یہی بدبخت لوگ مسجدوں اور مختلف جگہوں سے ''یا محمد'' یا رسول اللہ علیک الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ میں سے ''یا'' کا حرف مٹاتے ہوئے پکڑے گئے ہیں۔

ہم تمام کلمہ گو اہل ایمان کو پکارنے اور ناسمجھوں کو سمجھانے کے لیے بتانا چاہتے ہیں کہ ''یارسول اللہ علیک الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ کا مطلقاً انکار کفر ہے کیوں؟

اس لیے کہ ''یا'' حرف قرآن پاک ہے اور ''رسول'' علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی حرف قرآن ہے اور قرآن کے کسی ایک حرف کا انکار بھی کفر ہے۔

''رسول اللہ'' علیک الصلوٰۃ والسلام کے حرف پر تو کسی کو اعتراض نہیں یہ کلمے کا جز بھی ہے اور صریحاً قرآن پاک کی ان آیات میں شامل ہیں۔

آیت نمبر ۱: محمد رسول اللہ والذین معہ (الفتح ۲۹)

آیت نمبر ۲: قل یا ایھاالناس انی رسول اللہ الیکم جمیعاً

باقی رہا ''یا'' کے ساتھ نبی اکرم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خطاب کرنا تو یہ بھی قرآن پاک سے ثابت ہے- آیات کریمہ ملاحظہ ہوں-

یاایھا النبی انا ارسلنک شاھداً ومبشراً ونذیراً (الاحزاب نمبر ۴۶)

یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک (المائدہ نمبر ۶۷)

یا ایھا المزمل (سورۃ المزمل)

یا ایھا المدثر (سورہ المدثر)

لہٰذا ''یا'' کے الفاظ سے حضور نبی پاک صاحب لولاک علیک الصلوٰۃ والسلام کو مخاطب کرنا خدا تعالیٰ کا دستور ہے-

ہاں دیگر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو ان کے نام سے پکارا-

یا آدم، یا ابراہیم، یا موسیٰ، یا یحییٰ، یا عیسیٰ، علیہم الصلوٰۃ والسلام وغیرہ مگر محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پیارے پیارے القاب سے ندا فرمائی-

یا آدم است با پدر انبیاء خطاب
یاایہاالنبی خطاب محمد است علیہم الصلوٰۃ والسلام

چیلنج

اس کے برعکس منکرین یارسول اللہ علیک الصلوٰۃ والسلام قیامت تک ایک آیت ہی دکھا دیں۔ جس میں لکھا ہو کہ ''یا محمد'' یا نبی' یا رسول اللہ علیک الصلوٰۃ والسلام نہیں کہنا چاہیے۔

بلکہ قرآن کریم نے عام مسلمانوں کو بھی پکارا یا ایھا الذین امنو اور مسلمانوں کو حکم دیا کہ ہمارے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا پکارو مگر اچھے القاب سے فرمایا

لا تجعلو دعآء الرسول بینکم کدعاء بعضکم بعضاً (پارہ ۱۸' سورہ نور)

ترجمہ: رسول کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہرا لو جیسا تم میں ایک دوسرے کو پکارتا ہے۔ (کنزالایمان)

اس میں حضور انور مقصود کائنات علیک الصلوٰۃ والسلام کو پکارنے سے نہیں روکا گیا۔ بلکہ فرمایا گیا ہے اوروں کی طرح نہ پکارو قرآن نے فرمایا۔ ادعوھم لاباۤءھم

ان کو ان کے باپ کی طرف نسبت کر کے پکارو۔ اس آیت میں اجازت ہے کہ زید ابن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پکارو۔ مگر ان کو ابن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہو ابن رسول علیک الصلوٰۃ والسلام نہ کہو۔ اسی طرح کفار کو اجازت دی گئی کہ وہ

اپنے مددگاروں کو اپنی امداد کے لیے بلا لیں۔

وادعوا شهدآء كم من دون الله ان كنتم صدقين (سورہ بقرہ آیت نمبر ۲۲)

مشکوٰۃ کی پہلی حدیث میں ہے کہ حضرت جبرائیل علیک الصلوٰۃ والسلام نے عرض کیا۔

یا محمد اخبرنی عن الاسلام (مشکوٰۃ باب وفات النبی الصلوٰۃ والسلام)

میں ہے کہ بوقت وفات ملک الموت نے عرض کیا یا محمد ان للہ ارسلنی الیک ندا پائی گئی۔

ابن ماجہ باب الصلوٰۃ الحاجہ میں حضرت عثمان ابن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ایک نابینا بارگاہ رسالت ماب علیک الصلوٰۃ والسلام میں حاضر ہو کر طالب دعا ہوئے ان کو یہ دعا ارشاد ہوئی۔

اللهم انی اسئلک واتوجه الیک بمحمد النبی الرحمة یا محمد انی قد توجهت بک الیٰ ربی فی حاجتی هٰذه لتقضیٰ لی اللهم فشفعه فی قال ابو اسحاق هٰذا حدیث صحیح (ترمذی جلد ۲ ص نمبر ۱۹۸' ابن ماجہ صفحہ نمبر ۱۰۰' نسائی عمل الیوم ۴۱۸' حاکم جلد ۱ ص ۳۱۳' ابن خزیمہ جلد ۲ ص نمبر ۲۲۵' طبرانی وغیرہم) مسند احمد جلد ۴ ص ۱۳۸' الترغیب والترہیب جلد ۱ ص ۴۷۳' فتاویٰ ابن تیمیہ جلد ۳

ص ۲۷۶ امام بخاری نے التاریخ الکبیر ۶:۱۰-۲۰۹

ترجمہ: اے اللہ عزوجل میں تجھ سے مدد مانگتا ہوں اور تیری طرف حضور علیک الصلوٰۃ والسلام نبی الرحمۃ کے ساتھ متوجہ ہوتا ہوں- یا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں نے آپ کے ذریعے سے اپنے رب عزوجل کی طرف اپنی اس حاجت میں توجہ کی- تاکہ حاجب پوری ہو- اے اللہ عزوجل میرے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت قبول فرما-

ابواسحاق نے کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے-

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب اس نابینا صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز پڑھ کر یہ دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے اس کو آنکھیں عطا کر دیں- ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ کبھی اندھا ہی نہ تھے- (معجم طبرانی)

اس حدیث مبارکہ کے تین حصے ہیں اور تینوں ہی مسئلے ثابت ہو رہے ہیں-

۱- حضور اکرم علیک الصلوٰۃ والسلام کے وسیلہ مبارک سے دعا کرنا-

۲- حضور انور علیک الصلوٰۃ والسلام کو بحرف ندا "یا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہہ کر عرض کرنا-

۳- رب دو جہاں مالک ارض وسماء سے عرض کرنا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شفاعت قبول فرما-

اب ان مولویوں سے پوچھو کہ سرکار مدینہ سلطان باقرینہ قرار قلب وسینہ

فیض گنجینہ صاحب معطر پسینہ، باعث نزول سکینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وسیلہ سے دعا کرنا، مانگنا اور ''یا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم'' کہہ کر پکارنا آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو شفیع ماننا اگر شرک و بدعت ہے تو کیا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو شرک و بدعت کی تعلیم دی؟

اور کیا وہ صحابہ کرام علیہم الرضوان شرک و بدعت کے مرتکب ہوئے؟ اب خود ہی فیصلہ فرمائیں کیا یہ دیوبندی وہابی اہل سنت جماعت ہیں یا کہ باغی سنت؟

شرک ٹھہرے جس میں تعظیم حبیبؐ

ایسے برے مذہب پہ لعنت کیجیے

(حدائق بخشش)

حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ

روی ان رجلا کان یختلف الیٰ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ فی حاجۃ لہ وکان عثمان لا یلتفت الیہ ولا ینظر فی حاجتہ فلقی عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ فشکی ذالک الیہ فقال لہ عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ آیت المیضاۃ فتوضا ثم ات المسجد فصل فیہ رکعتین ثم قل اللھم انی اسئلک واتوجہ الیک نبینا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نبی الرحمۃ یا محمد انی اتوجہ بک الیٰ ربی فیقضی حاجتی وتذکر حاجتک ورح الی حتیٰ اروح

معک فانطلق الرجل فصنع ما قال له ثم اتی باب عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فجاء البواب حتیٰ اخذہ بیدہ فادخلہ علی عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فاجلسہ معہ علیٰ لطنفسہ وقال حاجتک فذکر حاجتہ فقضا ہاثم قال ماذکرت حاجتک حتیٰ کانت ھذہ الساعۃ وقال ما کان لک من حاجتنا فائتنا ثم ان الرجل خرج من عندہ فلقی عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ فقال لہ جزاک اللہ خیرا ما کان ینظر فی حاجتی ولا یلتفت الی حتیٰ کلمۃ فی فقال عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ واللہ ما کلمۃ ولکن شھدت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واتاہ رجل ضریر فشکا الیہ ذھاب ضرہ فقال لہ النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ات المیضاۃ فتوضا ثم صل رکعتین ثم ادع بھٰذہ الدعوات فقال عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ فواللہ ما تفرقنا وطال بنا الحدیث حتیٰ دخل علینا الرجل کانہ لم یکن بہ ضرقط۔

حوالہ جات:

(طبرانی شریف ص ۱۸۳ ج ۱' جامع ترمذی ص ۵۱۵' فتاویٰ ابن تیمیۃ جلد ۳ صفحہ ۲۷۶' مسند احمد ج ۴ ص ۱۳۸' مکتبہ اسلامی بیروت' المستدرک مع تلخیص جلد ا

صفحہ ۳۱۴' سنن ابن ماجہ ص ۹۹' مجموعہ الفتاویٰ جلد ا صفحہ ۲۶۷' مسند احمد بن حنبل ۴' ۱۳۸' مطبوعہ بامر فہد بن عبدالعزیز' امام ابن کثیر نے البدایۃ والنہایۃ ۴' ۵۵۹' امام سیوطی نے الخصائص الکبریٰ میں ۲:۲۰۱' امام قسطلانی نے المواہب المدنیہ میں' ۴:۵۹۴' امام زرقانی نے شرح المواہب اللدنیہ ۱۲:۲-۲۲۱' التوسیل والا وسیلہ ص ۹۷)

دیگر حوالہ جات:

البخاری فی تاریخ الکبیر' ۴:۲۰۹' ۲۱۰' البیقی فی دلائل النبوۃ' ۶:۱۶۶' صحیح ابن خزیمہ' ۲:۲۲۵' رقم: ۱۲۱۹' امام نسائی نے عمل الیوم واللیۃ میں ص: ۴۱۸' رقم ۶۶۰' علامہ سبکی نے شفاء السقام فی زیارۃ الانام' میں ص: ۴-۱۲۳' حافظ منذری نے الترغیب والترہیب میں ۱: ۴-۴۷۳) امام ابن النبی نے اس حدیث کو ابوامامہ بن سہل بن حنیف کی سند سے روایت کیا ہے اور یہی الفاظ مذکور ہیں۔ (عمل الیوم واللیلہ ص ۲۰۲) مطبوعہ مجلس الدائرہ المعارف دکن علامہ نووی نے اس حدیث کو امام ابن ماجہ اور امام ترمذی کے حوالوں سے بیان کیا اور اس میں ''یا محمد'' صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے الفاظ ہیں۔ علامہ نووی نے لکھا ہے کہ امام ترمذی نے اس حدیث کو حسن صحیح لکھا ہے۔ امام نسائی نے اس حدیث کو (سنن کبریٰ جلد ۶ ص ۱۶۹) (مطبوعہ دارالکتب العلمیہ بیروت) میں روایت کیا ہے۔

امام محمد جزری نے اس حدیث کو امام ترمذی' امام حاکم اور امام نسائی کے

حوالوں سے ذکر کیا اور اس میں بھی ''یا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم'' کے الفاظ ہیں (الاذکار ص ۱۶۷ الفکر بیروت) قاضی شوکانی حصن حصین کی شرح میں لکھتے ہیں۔

اس حدیث کو امام ترمذی، امام حاکم نے مستدرک میں اور نسائی نے روایت کیا ہے۔ جیسا کہ مصنف رحمۃ اللہ تعالیٰ نے بیان کیا ہے کہ امام طبرانی نے اس حدیث کی تمام اسانید بیان کرنے کے بعد کہا یہ حدیث صحیح ہے۔ امام بن خزیمہ نے بھی اس حدیث کو صحیح کہا۔ سوان آئمہ نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ البتہ نسائی کی روایت میں یہ تفرد ہے کہ اس میں یہ ذکر بھی ہے۔ اس نے دو رکعت نماز پڑھی، اس حدیث میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وسیلہ پیش کرنے کے جواز کی دلیل ہے۔ اس کے ساتھ یہ اعتقاد لازم ہے کہ حقیقتہً دینے والا اللہ تعالیٰ ہے جو چاہتا ہے وہ ہو جاتا ہے اور جو وہ نہیں چاہتا نہیں ہوتا۔ (تحفۃ الذاکرین ص ۱۳۸، ۱۳۷ مطبوعہ مصطفیٰ البابی مصر) شیخ محمود سعید ممدوح اپنی کتاب رفع المنارہ (ص ۱۲۳) میں اس حدیث کی تخریج کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

هذا اسناد صحيح، وقد صحيحه غير واحد من الحفاظ......

فيهم الترمذى، والطبرانى، وابن خزيمه، والحاكم، والذهبى

یہ تمام سندیں صحیح ہیں جن کو بہت سے حفاظ حدیث نے صحیح قرار دیا ہے۔ جن میں سے امام ترمذی، امام طبرانی، ابن خزیمہ، امام حاکم اور امام ذہبی بھی ہیں۔

ترجمہ:

ایک حاجت مند اپنی حاجت کے لیے امیر المومنین عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں آتا جاتا- امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہ اس کی طرف التفات کرتے نہ اس کی حاجت پر نظر فرماتے- اس نے عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس امر کی شکایت کی- انہوں نے فرمایا وضو کر کے مسجد میں دو رکعت نماز پڑھ- پھر دعا مانگ الٰہی میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف اپنے نبی علیک الصلوٰۃ والسلام کے وسیلے سے توجہ کرتا ہوں- یا رسول اللہ (علیک الصلوٰۃ والسلام) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے توسل سے اپنے رب تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوتا ہوں کہ میری حاجت روائی فرمایئے اور اپنی حاجت ذکر کر پھر شام کو میرے پاس آنا کہ میں بھی تیرے ساتھ چلوں- حاجت مند نے یونہی کیا- پھر آستان خلافت پر حاضر ہوئے دربان آیا اور پکڑ کر امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حضور لے گیا- امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ساتھ مسند پر بٹھایا مطلب پوچھا عرض کیا فوراً روا فرمایا اور ارشاد کیا اتنے دنوں میں اس وقت تم نے اپنا مطلب بیان نہ کیا پھر فرمایا جو حاجت تمہیں پیش آیا کرے ہمارے پاس چلے آیا کرو- یہ صاحب وہاں سے نکل کر عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملے اور کہا اللہ تعالیٰ تمہیں جزائے خیر دے- امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ میری حاجت پر نظر اور میری طرف توجہ نہ فرماتے تھے- یہاں تک کہ آپ نے ان سے میری

سفارش کی۔عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا خدا تعالیٰ کی قسم میں نے تو تمہارے معاملہ میں امیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کچھ بھی نہ کہا۔مگر ہوا یہ کہ میں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا۔حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں ایک نابینا حاضر ہوا اور نابینائی کی شکایت کی۔حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یونہی اس سے ارشاد فرمایا کہ وضو کر کے دو رکعت پڑھے۔پھر یہ دعا کرے۔

خدا تعالیٰ کی قسم اٹھنے بھی نہ پائے تھے باتیں ہی کر رہے تھے کہ وہ ہمارے پاس آیا گویا کبھی اندھا نہ تھا۔

اس حدیث مبارکہ سے واضح ہے کہ بندہ اللہ تبارک وتعالیٰ کو ہی اپنا حاجت روا سمجھ رہا ہے اور دست سوال بھی اسی کے آگے دراز کیا جا رہا ہے کہ وہی ناممکن کو ممکن کرنے کی قدرت رکھتا ہے۔لیکن یہاں قابل غور بات یہ ہے کہ دعا کے کلمات خود حضور پرنور شفیع معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات اقدس نے سکھلائے جن میں سوال اور توجہ بارگاہ الٰہی کو بنبیک محمد نبی الرحمۃ کے توسل سے قبولیت سوال کو یقینی بنانے کے لیے قرین کیا جا رہا ہے۔توسل میں فقط آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات اقدس کو ہی وسیلہ نہیں بنایا گیا بلکہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا کردہ شان رحمت للعالمینی کو بھی وسیلہ بنایا گیا ہے۔گویا سائل یوں کہہ رہا ہے کہ باری تعالیٰ! میں تجھے تیرے سب سے زیادہ پیارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان رحمت للعالمین کا واسطہ دے کر تجھ سے مانگتا ہوں کہ میری ختم ہو جانے والی بینائی کو لوٹا دے اور

میری آنکھوں کی ختم ہو جانے والی روشنی کو دوبارہ بحال کردے۔

دعا چونکہ وسیلہ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مانگی گئی تھی اس لیے رب تعالیٰ کی رحمت کو یہ گوارا نہ ہوا کہ کوئی میرے نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ دے کر مجھ سے مانگے اور اس کی دعا قبول نہ ہو۔ حتیٰ کہ دعا کی قبولیت کے لیے زیادہ وقت اور عرصہ بھی صرف نہ ہوا اور نہ ہی عالم اسباب حائل ہوا۔ یہ توسل مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی برکت تھی جس نے بینائی کو اس طرح فی الفور بحال کر دیا جیسے وہ گئی ہی نہیں تھی۔

تم ہی شفائے مرض خلق خدا خداغرض
خلق کی حاجت بھی کیا تم پہ کروڑوں درود
(حدائق بخشش)

قارئین کرام:

مندرجہ بالا روایت سے اظہر من الشمس ہے کہ صحابہ کرام علیہم رضوان اور تابعین علیہم الرضوان سرکار دو عالم فخر بنی آدم مقصود کائنات' اصل کائنات' علیک الصلوٰۃ والسلام کے ظاہری انتقال کے بعد بھی ''یا محمد'' ''یارسول اللہ'' علیک الصلوٰۃ والسلام کو جائز قرار دیتے تھے۔ بلکہ مشکل اور پریشانی کے عالم میں ''یا محمد'' یارسول اللہ علیک الصلوٰۃ السلام پکارتے تھے اور پکارنے سے ان کی مشکلیں حل اور مصائب دور ہو جاتے تھے۔

کیوں کہوں بے کس ہوں میں، کیوں کہوں بے بس ہوں میں
تم ہو میں تم پر فدا تم پہ کروڑوں درود
(حدائق بخشش)

عالمگیری جلد اول کتاب الحج آداب زیارت قبر نبی علیک الصلوٰۃ والسلام میں ہے۔

ثم یقول السلام علیک یا نبی الله اشهد انک رسول الله

اے نبی (علیہ الصلوٰۃ والسلام) آپ پر سلام ہو۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں۔

پھر فرماتے ہیں

ویقول السلام علیک خلیفة رسول الله السلام علیک یا صاحب رسول الله فی الغار

یعنی صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یوں سلام پیش کرے کہ آپ پر سلام ہو اے رسول اللہ علیک الصلوٰۃ والسلام کے سچے جانشین۔ آپ پر سلام ہو اے رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غار کے ساتھی۔

پھر فرماتے ہیں

فیقول السلام علیک یا امیر المومنین السلام علیک یا مظهر الاسلام السلام علیک یا مکسر الاصنام

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یوں سلام کرے آپ پر سلام ہو۔

اے مسلمانوں کے امیر آپ پر سلام ہو اے اسلام کو چمکانے والے آپ پر سلام ہو۔ اے بتوں کو توڑنے والے۔

اس میں حضور سرکار دو عالم علیک الصلوٰۃ والسلام کو اور آپ کے پہلو میں آرام فرمانے والے حضرت صدیق اکبر اور فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی لفظ ''یا'' سے پکارا ہے۔

اہل سنت و جماعت کا عقیدہ

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ تعالیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

(نسیم الریاض، شرح شفاء شریف جلد ۳، صفحہ ۴۵۴)

دور و نزدیک سے پڑھنا جائز ہے۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دور و نزدیک سے پکارنا جائز ہے۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ظاہری زندگی میں اور وصال شریف کے بعد بھی خواہ ایک ہی شخص یا ایک جماعت مل کر ''نعرہ رسالت'' یارسول اللہ علیک الصلوٰۃ والسلام لگائے ہر طرح جائز ہے۔ (آیت ۶۳ سورہ نور پارہ نمبر ۱۸)

دلائل:

لا تجعلو دعآء الرسول بینکم کدعاء بعضکم بعضا

ترجمہ: رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہرالو جیسا

تم میں ایک دوسرے کو پکارتا ہے۔ (کنزالایمان)

حاشیہ ترجمہ مولوی اشرف علی تھانوی:

مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی بحوالہ تفسیر کمالین شرح جلالین لکھتے ہیں
''حیات وممات یعنی آپ کے وصال شریف کے بعد بھی دوامی حکم ہے کہ
آپ کو تعظیم وتکریم سے پکارو یعنی ''یارسول اللہ یا نبی اللہ (علیک الصلوٰۃ والسلام)
کہو۔''

تفسیر جلالین:

اسی آیت کے تحت بل قولو یا نبی الله یا رسول الله (علیک الصلوٰۃ
والسلام)

تفسیر جمل:

اسی آیت کے تحت بل نادو وخاطبوہ بالتوقیر یا رسول الله یا نبی
الله بلکہ آپ کو توقیر کے ساتھ نداء اور خطاب کرو یارسول اللہ یا نبی اللہ (علیک
الصلوٰۃ والسلام) کہو۔

تفسیر بیضاوی:

ولکن بلقبہ المعظم مثل یا رسول الله یا نبی الله
یعنی معظم لقب کے ساتھ پکارو' یارسول اللہ' یا نبی اللہ علیک الصلوٰۃ والسلام

تفسیر قادری ترجمہ تفسیر حسینی:

”تم رسول (علیک الصلوٰۃ والسلام) کو اس طرح نہ پکارو جس طرح ایک دوسرے کو فقط نام لے کر پکارتے ہو بلکہ چاہیے کہ تعظیم کے ساتھ پکارو۔

”یارسول اللہ یا نبی اللہ“ (علیک الصلوٰۃ والسلام) اس واسطے کہ حق تعالیٰ نے سب انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو قرآن مجید میں نام لے کر پکارا اور اپنے حبیب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اچھے اوصاف کے ساتھ خطاب کیا۔

یا نبی سلام علیک یا رسول سلام علیک
میری آنے والی نسلیں تیرے عشق ہی میں مچلیں
انہیں نیک تم بتانا مدنی مدینے والے

تفسیر جامع البیان:

لا ترفعوا باسمه كما يده بعضكم قولوا يا رسول الله يا نبى الله

یعنی حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کے نام کے ساتھ مت پکارو جیسے تم ایک دوسرے کو پکارتے ہو۔ بلکہ اس طرح پکارو یارسول اللہ یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم

صاحب تفسیر صاوی کی تشریح:

لا تنا د باسمه فتقوا يا محمد وبكنيته فتقولوا يا ابا القاسم

بل نادوه وخاطبوه بالتعظيم والتكريم والتوقير بان يقولوا يا

رسول اللہ یا نبی اللہ یا امام المسلمین (تفسیر صاوی ص۱۴۹ ج۳)

یعنی آپ کو آپ کے نام یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم یا آپ کی کنیت یا ابا القاسم کے ساتھ نہ پکارو بلکہ آپ کو تعظیم و تکریم اور توقیر کے ساتھ ندا کرو یعنی یا رسول اللہ علیک الصلوٰۃ والسلام یا نبی اللہ یا امام المسلمین علیک الصلوٰۃ والسلام کہو۔

بحث النداء:

نمبر شمار	قاعدہ	مثال
۱	ندا اکثر امر و نہی کے ساتھ آتی ہے	یا عبادی فاتقون یا ایها الذین امنوا لا تقدموا الخ
۲	جملہ خبریہ کے ساتھ	یایها الناس ضرب مثل فاستمعوا له
۳	جملہ استفہامیہ کے ساتھ	یا ابت لم تعبد
۴	مد کی صورت مجازا غیر ندایہ اغرا و تحذیر میں آئے گا	ناقته الله وسقیاها
۵	اختصاص کے لیے	رحمته الله وبرکاته علیکم اهل البیت
۶	تنبیہ کے لیے	الا یسجدوا
۷	تعجب کے لیے	یاحسرة علی العباد

۸ تحسر (اظہار حسرت) یلیتنی کنت تراباً

ضروری ابحاث:

حضرت امام جلال الدین قدس سرہ اتقان ج ۲ ص میں لکھتے ہیں کہ ندا کی اصل بعید کے لیے ہے حقیقہ یا حکما اس قاعدہ پر اللہ تعالیٰ کے لیے ندا کیسی جب کہ وہ شہ رگ سے بھی قریب تر ہے تو پھر اس کے لیے مجازاً مستعمل ہوگا - اب جو لوگ ندا از بعید انبیاء و اولیاء کو شرک کہتے ہیں ان کو پہلے اللہ تعالیٰ کے لیے ندا اللقریب کو حقیقت ثابت کرنا چاہیے - جب کہ حقیقۃ ندا البعید کے لیے ہوتی ہے - اسی لیے امام سیوطی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ لفظ یا کبھی قریب کی ندا کے لیے بھی آ جاتا ہے اس میں کئی نکتے ہیں منجملہ ان کے مدعوکی بزرگی کا ظاہر کرنا ہے - جیسے یارب ورنہ وہ خود فرماتا ہے فانی قریب میں قریب ہوں -

فائدہ:

قرآن مجید میں بہ نسبت دیگر حروف ندا کے یا ایہا زیادہ مستعمل ہے - اس میں کئی مبالغے ہیں (۱) یا میں تنبیہ و تاکید ہے - (۲) میں بھی تنبیہ ہے (۳) ای میں ابہام سے توضیح کی جانب تدریجی ترقی پائی جاتی ہے - اس لیے اس کا زیادہ استعمال امر و نواہی، وعظ و نصیحت، زجر و توبیخ وعد و وعید اور گزشتہ اقوام کے قصص میں ہوا ہے -

ندا کے منکرین کی تردید:

منکرین کے انکار کا اعتبار ہی کیا جب بہت بڑے دلائل قرآن و احادیث سے اس کا ثبوت ملتا ہے کہ دور سے پکارنا' ندا کرنا' دور سے مدد کرنا' مدد لینا انسانوں کو لائق ہے اسے شرک کرنا پاگل پن ہے۔ کیونکہ اللہ کی شان نحن اقرب من حبل الورید ہے اور شرک وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی کسی صفت سے غیر کو ذاتی طور پر موصوف کرنا اور غیر اللہ کے لیے ہوسکتا ہے کہ وہ دور ہو اور اللہ تعالیٰ کے لیے دوری کیسی۔ ہاں ان کو دور سے سننے کی طاقت اللہ تعالیٰ کی عطا ماننا ضروری ہے۔

اولیاء سے استمداد کی دلیل از حدیث:

دور یا قریب سے ندا کر کے مدد طلب کرنے کی دلیل درجہ ذیل ہے۔

عن زید بن علی عقبۃ بن غزوان عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال اذا ضل احدکم شیئا اوارا دعوانا وھو بارض لیس بھا انیس فلیقل یا عباد اللہ اعینونی یا عباد اللہ اعینونی فان اللہ عباد لا نراھم رواہ الطبرانی و رواہ ابن السنی عن ابن مسعود مرفوعا و رواہ البزار عن ابن عباس مرفوعا کذا فی اذکار الدعوات الامام النووی وحرز التمین للعلی القاری وفی الحصن الحصین واذا ادادعونا فلیقل یا عباد اللہ اعینونی یا عباد اللہ اعینونی کذا فی نجوم الشھابیہ

ملا علی قاری رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ حرز ثمین میں رقم طراز ہیں:

قال بعض العلماء حدیث حسن یحتاج الیہ اسافرون وروی عن المشائخ از مجرب قرن بدالنجاح ذکرہ میرک والمراد بعباد اللہ ھم الملائکتہ ادا لمسلمون من الجن و رجال الغیب المسلمون بالا بدال کذا فی شرح حصن حصین (الموسوم تحفتہ الذاکرین شوکانی)

فائدہ:

اس جگہ کلمہ او منع خلو کے لیے ہے۔ منع جمع یا شک کے لیے نہیں اس حدیث سے اولیاء سے استعانت اور انہیں پکارنے کا جواز ثابت ہے۔

ترجمہ:

حضرت زید بن علی عقبہ ابن غزوان سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کسی کی کوئی چیز گم ہو جائے یا مدد کی ضرورت ہو اور وہاں کوئی دوست نہ ہو تو کہے یا عباد اللہ اعینو نی (اے اللہ کے بندو میری مدد کرو) یہ الفاظ تین دفعہ کہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے کچھ ایسے بندے ہیں جنہیں ہم نہیں دیکھتے طبرانی نے اسے روایت کیا۔ ابن سنی نے ابن مسعود سے مرفوعا اور بزار نے ابن عباس سے مرفوعا روایت کیا۔ اسی طرح امام نووی نے کتاب اذکار الدعوات اور ملا

علی قاری نے حرزثمین بیان کیا۔ حصن حصین میں ہے کہ جب کوئی شخص مدد چاہتا ہوتو کہے یا عباد اللہ اعینونی یا عباد اللہ اعینونی اے اللہ کے بندو میری مدد کرو۔

ترجمہ۲:

بعض علماء فرماتے ہیں۔ یہ حدیث حسن ہے مسافروں کو اس کی ضرورت پڑتی ہے۔ مشائخ فرماتے ہیں کہ یہ مجرب ہے اس سے کامیابی حاصل ہوتی ہے۔ عباد اللہ سے مراد فرشتے ہیں یا مسلمان جن اور رجال غیب جنہیں ابدال کہا جاتا ہے۔۱۲ حرز میں۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مشہور کرامت ہے کہ آپ نے طویل ترین مسافت کے باوجود حضرت ساریہؓ کو ندا کی تو آپ نے سن لی۔

علامہ تفتازانی شرح عقائد میں فرماتے ہیں:

مثل روية عمر رضی الله عنه وهو علی المنبر فی المدنيته وجيشه بنها وتد حتیٰ قال لا مير حبشيه يا سارية الجبل الجبل تحذير اله من وراء الجبل لمكر العد و هناک وسماع سارية كلامه مع بعد المسافة ا.لا

یہ ندا منبر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر بیٹھ کر صحابہ کرام علیہم الرضوان کے مجمع کثیر کے سامنے تھی۔ اس میں انکار کی گنجائش نہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے ونادی اصحب الجنة اصحب النار (جنتی

دوزخیوں کو پکاریں گے) کے تحت فرماتے ہیں- وھٰذا انداء یکون بعد
استقرار اھل الجنة فی الجنة واھل النار فی النار قالو افعم یعنی اھل
النار مجیبین لا ھل الجنته تعم وجدنا ذالک حقا فان قلت اذا کان
الجنته فی السماء والنار فی الارض فکیف یمکن ان یبلغ ھذا
النداء ویصح ان یقع قلت ان اللہ تعالیٰ قادر علی ان یقوی الا
صوات اوا لاسماع فیصیر البعید کا تقریب ا . لا (خازن)

جیسے عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دیکھنا- آپ مدینہ منورہ میں منبر پر تشریف
فرماتھے اور لشکر چودہ سومیل سے زیادہ فاصلہ پر)نہاوند میں تھا- آپ نے امیر لشکر
کو پکارا ''یا ساریۃ الجبل اے ساریہ پہاڑ کی طرف توجہ کرو اور حضرت ساریہ کا
طویل مسافت کے باوجود سن لینا (یہ سب کچھ کرامت ہے)

یہ ندا اس وقت ہوگی جب جنتی جنت میں اور دوزخی دوزخ میں قیام پذیر ہو
جائیں گے- کافر کہیں گے ہاں ہم نے رب تعالیٰ کے فرمان کو حق پالیا- اگر تو کہے
کہ جب جنت آسمانوں میں ہے اور دوزخ زمین پر تو پکارنا کس طرح صحیح ہوگا اور
یہ ندا کس طرح پہنچے گی- میں کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس بات پر قادر ہے کہ آواز میں
قوت پیدا کردے یا کانوں کو طاقت دے دے کہ بعید قریب کی طرح ہو جائے-

(ف) جب اتنے فاصلہ سے پکارنا اور سننا ثابت تو پھر شرک کیسا اگرچہ یہ
آخرت سے متعلق ہے لیکن شرک شرک ہے دنیا میں ہو یا آخرت میں- حوالہ
(احسن البیان ص ١٠٠ تا ١٠٤)

امام بوصیری علیہ الرحمۃ قصیدہ بردہ شریف میں لکھتے ہیں:

یا اکرم الخلق مالی من الوذبہ سواک عند حلول الحادث العم

اے بہترین مخلوق آپ کے سوا میرا کوئی نہیں کہ مصیبت عامہ کے وقت جس کی پناہ لوں۔

حضرت نابغہ جعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پکار:

ہیثم بن عدی کہتے ہیں کہ بنو عامر نے بصرہ میں اپنے جانور کھیتی میں چرائے انہیں طلب کرنے کے لیے حضرت موسیٰ اشعری (حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہما) کی طرف سے بھیجے گئے۔ بنو عامر نے بلند آواز سے اپنی قوم آل عامر کو بلایا تو حضرت نابغہ جعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ (صحابی) اپنے رشتہ داروں کی ایک جماعت کے ساتھ نکلے۔ انہیں حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس لایا گیا۔ آپ نے پوچھا آپ کیوں نکلے؟ انہوں نے فرمایا میں نے اپنی قوم کی پکار سنی تھی۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انہیں تازیانے لگائے۔ اس پر حضرت نابغہ جعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا۔

فان تک لابن عفان امینا

فلم یبعث بک البد الامینا

ویاقبر النبی وصاحبیہ

الا یا غوثنا لو تسمعونا

ابن عبدالبدالنمری القرطبی (م۴۶۳ھ) الاستیعاب علی الاصابہ (دارصادر ج۳ص۵۸۶ بیروز)

اگر تو ابن عفان کا امین ہے تو انہوں نے تجھے احسان کرنے والا امین بنا کر نہیں بھیجا۔

اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے دو صاحبوں کی قبر! اے ہمارے فریاد رس۔

کاش آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری فریاد سن لیں۔

امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کی نداء:

یـا رحـمة لـلعالمین ادرک الذین العابدین

مـحبـوس ایدی الظمین فی موکب المذدهم

(قصیدہ زین العابدین)

یا رحمۃ للعالمین (علیک الصلوٰۃ والسلام) زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مدد کریں وہ لوگوں کے ہجوم میں ظالموں کی قید میں ہے۔

مولانا جامی علیہ الرحمۃ کی ندا:

زمهجوری بر آمد جان عالم ترحم یا نبی الله ترحم

نـه آخـر رحمة للعالمینی زمحرو ماں چر فارغ نشینی

جدائی سے عالم کی جان نکل رہی ہے۔ رحم فرماؤ یا نبی اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم رحم فرماؤ- کیا آپ رحمۃ للعالمین علیک الصلوٰۃ والسلام نہیں پھر مجرموں سے فارغ کیوں بیٹھے ہیں-

امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ کی ندا:

یا سید السادات جئتک قاصداً

ارجوا رضاک واحتمی بحماک

واللہ یا خیر الخلائق ان لی

قلبا مسوتا لا یروم سواک

اے سیدوں کے سید پیشواؤں کے پیشوا میں دلی قصد سے آپ کے حضور علیک الصلوٰۃ والسلام میں آیا ہوں- آپ کی مہربانی اور خوشنودی کی امید رکھتا ہوں اور اپنے آپ کو سب برائیوں سے آپ کی پناہ میں دیتا ہوں-

اللہ تعالیٰ کی قسم اے بہترین مخلوقات، تحقیق میرا دل آپ کی زیارت کا بہت ہی شوق رکھتا ہے- سوائے آپ علیک الصلوٰۃ والسلام کے اور کسی شے سے اس کو الفت نہیں ہے-

ان اشعار میں حضور علیک الصلوٰۃ والسلام کو ندا بھی ہے اور حضور علیک الصلوٰۃ والسلام سے استعانت بھی اور یہ ندا دور سے بعد وفات شریف ہے-

حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ندا:

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کے بعد ۱۸ ہجری میں قحط پڑا-

اس قحط میں حضرت بلال ابن الحارث مزنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان کی قوم بنی مزنی نے درخواست کی کہ ہم مرے جاتے ہیں کوئی بکری ذبح کیجیے جب آپ نے بکری ذبح کی تو فقط سرخ ہڈی نکلی۔ یہ دیکھ کر حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے۔

فنادی یا محمداه فاریٔ فی المنام ان رسول الله صلی الله علیه وسلم اتاه فقال البشر (البدایہ والنہایہ ص ٩١ ج ٧ الکامل جلد ٢ ص ٣٩٠-٣٨٩ تاریخ ابن اثیر ص ٢٣٥ ج ٢)

ترجمہ: یا محمد علیک الصلوٰۃ والسلام اس کے بعد حضور نبی کریم علیک الصلوٰۃ والسلام خواب میں تشریف لائے اور بشارت سنائی۔

صحابی رسول علیک الصلوٰۃ والسلام نے تکلیف میں پکارا:

امام بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھتے ہیں کہ اگر کسی کا پاؤں سن ہو جائے تو کیا کہے؟ پھر حدیث نقل کرتے ہیں۔ عن عبدالرحمٰن بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ

خدرت رجل ابن عمر فقال له رجل اذکر احب الناس الیک فقال یا محمد فانتشرت (ادب المفرد ١٩٣ مطبوعہ مصر)

ترجمہ: حضرت عبدالرحمٰن بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا پاؤں مبارک سن ہو گیا۔ ایک شخص نے کہا آپ اس کو یاد کریں جو لوگوں میں آپ کو سب سے زیادہ محبوب ہو تو انہوں نے کہا یا محمد علیک الصلوٰۃ والسلام تو پاؤں ٹھیک ہو گیا۔

اس کے علاوہ امام نووی شارح صحیح مسلم شریف فرماتے ہیں کہ حضرت

عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا پاؤں سن ہو گیا- انہوں نے یا محمداہ کہا اسی وقت اچھا ہو گیا(کتاب اذکار صفحہ نمبر ۳۰۶)

گویا امام بخاری علیہ الرحمۃ نے قیامت تک مسلمانوں کے لیے یہ قانون بنا دیا کہ جب بھی کسی کا پاؤں سن ہو جائے تو وہ یا محمد علیک الصلوٰۃ والسلام کہے تو پاؤں ٹھیک ہو جائے گا- کیونکہ جلیل القدر صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایسا ہی کیا تو کیا امام بخاری علیہ رحمۃ کو شرک و بدعت کا علم نہیں تھا؟

بن عشق نبی جو پڑھتے ہیں بخاری
آتا ہے بخار انہیں، نہیں آتی بخاری

حضرت خالد بن ولید کی ندا:

جنگ یمامہ میں مسیلمہ کذاب کے ساتھ فوج کی تعداد ساٹھ ہزار تھی- جبکہ مسلمانوں کی تعداد کم تھی- مقابلہ بہت شدید تھا- ایک وقت نوبت یہاں تک پہنچی کہ مسلمان مجاہدین کے پاؤں اکھڑنے لگے- حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سپہ سالار تھے- انہوں نے یہ حالت دیکھی-

نادی بشعار المسلمین و کان شعارھم یومئذ یا محمداہ

(البدایہ والنہایہ حافظ ابن کثیر (مکتبۃ المعارف، بیروت، جلد ۶ ص ۳۲۴

تو انہوں نے مسلمانوں کی علامت کے ساتھ ندا کی اس دن مسلمانوں کی علامت تھی یا محمداہ-

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یا محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کہنے کو کہا:

مسیلمہ کذاب سے جنگ کے دوران ہم لباس اور ہم زبان ہونے کی بنا پر مسلمان اور مرتد فوجیوں میں امتیاز کرنے کا مسئلہ درپیش ہوا تو حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسلم سپاہیوں کو یا محمد علیک الصلوٰۃ والسلام کہنا بطور کورڈ ورڈ حکم دیا۔ (البدایہ والنہایہ/ ج ٦، ص ٣٢٤)

مسیلمۃ الکذاب کی جنگ میں:

وصح ایضاً ان اصحاب النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم لما قاتلوا مسیلمۃ الکذاب کان شعارھم وامحمداہ وامحمداہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم (شواہد الحق ص ١٣٧)

ترجمہ: صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم جب مسیلمۃ الکذاب سے جنگ لڑتے تو ان کا شعار تھا کہتے "وامحمداہ وامحمداہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

وضاحت: اس روایت سے معلوم ہوا کہ یا رسول اللہ علیک الصلوٰۃ والسلام پکار کر نعرہ لگانا صرف اور صرف مسلمانوں کی نشانی تھی ورنہ یہود ونصاریٰ بھی تو اللہ اکبر عزوجل کے قائل تھے۔ یارسول اللہ علیک الصلوٰۃ والسلام کا امتیاز کرتا تھا کہ یارسول اللہ علیک الصلوٰۃ والسلام کا نعرہ ہے اور صرف اللہ اکبر عزوجل (عیسائیوں وغیرہم) اور عربی میں شعار خصوصی عرب کو کہتے ہیں۔ چنانچہ (المنجد ص ٥٣٠، قاموس ص

۲۸۱'صراح ص ۱۸۷' لغات الحدیث ص ۸۵' اظہر اللغات ص ۳۷۵)

شعار اس لفظ کو کہتے ہیں جو ایک فوج والے آپس میں مقرر کر لیں- تا کہ دوست دشمن میں تمیز ہو جائے یعنی صحابہ کرام علیہم الرضوان نے مقرر کر لیا تھا کہ جو "یا محمداہ" علیک الصلوٰۃ والسلام کہے- اسے مسلمان سمجھا جائے اور جو نہ کہے اسے کافر جانا جائے-"

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فرمان:

حضرت علی باب العلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے پتھروں کی آواز خود سنی کہ حضور اقدس مقصود کائنات علیک الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ بے کس پناہ میں عرض کرتے- (ترمذی شریف جلد دوم ص ۶۷۴)

السلام علیک یا رسول اللہ (علیہ الصلوٰۃ والسلام)

(مشکوٰۃ شریف' البدایہ جلد ۳ صفحہ نمبر ۶)

افسوس آج کے مسلمان پر کہ صحابہ اکرام علیہم الرضوان تو ہر وقت حتیٰ کہ جنگ میں بھی یا محمد' یا رسول اللہ علیک الصلوٰۃ والسلام پکاریں اور آج کے نام نہاد مسلمان شرک و بدعت کے فتوے لگائیں اور مٹائیں- اللہ تعالیٰ اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صدقے ہدایت عطا فرمائے (آمین)

رب اعلیٰ کی نعمت پہ اعلیٰ درود
حق تعالیٰ کی منت پہ لاکھوں سلام

(حدائق بخشش)

کوئی چیز گم ہو جائے تو اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں سے امداد طلب کرتا:

حضرت عبداللہ بن مسعود اور بزاز عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور علیک الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔

اذا انفلتت دابة احدكم بارض فلاة فلينا دیا عبادً الله احبسوا فان لله تعالیٰ عبدا فی الارض تحبسه

(حصن حصین ص ۲۹۲ مشکوٰۃ فیصلہ ہفت اقسام ص ۳۶)

ترجمہ: جب تم میں کسی کا جانور جنگل میں چھوٹ جائے تو چاہیے یوں ندا کرے اے اللہ تعالیٰ کے بندو روک لو کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے زمین میں ہیں جو اسے روک لیں گے۔

ایک روایت میں اس طرح ہے کہ

فليقل يا عباد الله اعينونی يا عباد الله اعينونی

چاہیے کہ یوں کہے اے اللہ تعالیٰ کے بندو میری مدد کرو۔ اے اللہ تعالیٰ کے بندو میری مدد کرو۔

امام طبرانی اور حافظ الہیثمی بیان کرتے ہیں سیدنا عتبہ بن غزوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سید الانبیاء سید المرسلین علیک الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں

اذا ضل احدكم شئيا و ارادعونا وهو بارض ليس بها انيس

فلیقل یا عبادَ اللہ اعینونی یا عبادً اللہ اعینونی یا عبد اللہ اعیونی فان اللہ عبدا لا یراھم (رواہ الطبرانی)(المجمع الزوائد جلد ۱۰ص۱۳۲ عربی بیروت)

ترجمہ: جب تم میں کوئی شخص سنسان جگہ میں بہکے بھولے یا کوئی چیز گم کرے اور مدد مانگنی چاہے تو یوں کہے- اے اللہ تعالیٰ کے بندو میری مدد کرو- اے اللہ تعالیٰ کے بندو میری مدد کرو- اے اللہ تعالیٰ کے بندو میری مدد کرو کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ہیں جنہیں یہ نہیں دیکھتا-

راوی فرماتے ہیں قد جربت ذالک بالیقین یہ بات آزمائی ہوئی ہے- ملا علی قاری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کی شرح میں کہ بعض علماء ثقات نے فرمایا یہ حدیث حسن ہے- مسافروں کو اس کی بہت حاجت ہے اور مشائخ کرام علیہم الرحمۃ سے مروی ہے کہ یہ مجرب ہے اور اس سے حاجت روائی ہوئی ہے-(الحرز الثمین علی ہامش الدر الفالی صفحہ نمبر ۳۷۹)المیر یہ مکہ مکرمہ

مشکل جو سر پہ آ پڑی آقا تیرے نام ہی سے ٹلی
مشکل کشا ہے تیرا نام تجھ پر درود و سلام

نماز میں حضور اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خطاب کرنا:

تمام اہل اسلام میں

السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ" پڑھتے ہیں جمہور

صحابہ اکرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین حیات اور بعد وصال شریف حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ''السلام علیک ایھا النبی'' پڑھتے تھے۔ (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ) میں ہے کہ تمام صحابہ اکرام علیہ الرضوان حضور اکرم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال کے بعد بھی السلام علیک ایھا النبی پڑھتے رہے۔ تمام بڑے بڑے محدثین کرام مفسرین اکرام یہ فرماتے رہے ہیں۔ ''فاذا الحبیب فی حرم الحبیب حاضراً'' یعنی جب نمازی دربار خداوندی عزوجل میں نظر اٹھاتا ہے تو حبیب خدا عزوجل کو حرم حبیب علیک الصلوٰۃ والسلام میں حاضر پاتا ہے۔ فوراً عرض کرتا ہے۔ السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اور ساتھ ہی بڑے بڑے علماء محدثین نے یہ بھی لکھا ہے کہ السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ واقعہ معراج کی حکایت کے طور پر نہ پڑھے۔ بلکہ انشاء کا ارادہ کر کے پڑھے یہی عبارت۔ (فتح الباری جلد دوم ص ۲۵۰، عمدۃ القاری شرح بخاری جلد ششم ص ۱۱۱، زرقانی جلد ہفتم ص ۲۲۹، کتاب المیزان جلد اول ص ۱۶۷ مواہب للدنیہ جلد دوم ص ۲۳۲) بلکہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان کو التحیات میں ''السلام علیک ایھا النبی کے الفاظ سکھائے۔ (بخاری شریف جلد اول ص ۱۱۵، مسلم شریف جلد اول ص ۱۷۴، کتب وہابیہ عون المعبود جلد اول ص ۳۶۵، کتب دیوبند اوجز المسالک جلد اول ص ۲۶۵) اور معراج کی رات اللہ تعالیٰ نے آپ کو ''یا محمد علیک الصلوٰۃ والسلام کہہ کر پکارا (مدارج النبوۃ ص ۳۰۵) اور اسی طرح معراج کی رات تمام انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام نے بیت المقدس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آمد پر کھڑے ہو کر ''السلام علیک یا اول، السلام علیک یا اخر السلام علیک یا حاشر'' پکارا (مدارج النبوۃ ص ۲۹۵) شیخ

عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

''دے علیہ السلام براحوال واعمال امت مطلع است برمقربان وخاصان درگاہ خود مفیض وحاضروناظراست''

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام امت کے حالات واعمال پر مطلع ہیں اور حاضرین بارگاہ کوفیض پہنچانے والے اور حاضروناظر ہیں۔ (مجمع ابرکات)

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا
جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود
(حدائق بخشش)

اشعۃ اللمعات کتاب الصلوٰۃ باب التشہد اور مدارج النبوۃ جلد اول صفحہ نمبر ۱۳۵ ذکر فضائل باب پنجم میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

''وبعضے عرفا گفتہ اند کہ ایں بجہت سریان حقیقت محمدیہ است در ذرائر موجودات وافراد ممکنات پس آنحضرت در ذرات مصلیان موجود وحاضر است پس مصلی را باید کہ ازیں معنی آگاہ باشد وازیں شہود غافل نہ بود تا انوار قرب و اسرار معرفت منور فائز گردد''

ترجمہ: بعض عارفین نے کہا ہے کہ التحیات میں یہ خطاب اس لیے ہے کہ حقیقت محمدیہ موجودات کے ذرہ ذرہ میں ممکنات کے ہر فرد میں سرایت کیے ہے۔ پس حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نمازوں کی ذات میں موجود حاضر ہیں۔ نمازی کو چاہیے کہ اس معنی سے آگاہ رہے اور اس شہود سے غافل نہ ہوتا کہ قرب کے نور اور

معرفت کے بھیدوں سے کامیاب ہو جائے۔

تعارف شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ غیر مقلدین کی نظر میں:

فخر الوہابیہ مولوی ابراہیم سیالکوٹی رقم طراز ہیں کہ ''شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ سے مجھ عاجز (ابراہیم میر) کو علم و فضل اور خدمت علم حدیث اور صاحب کمالات ظاہر و باطنی ہونے کی وجہ سے حسن عقیدت ہے آپ کی کئی ایک تصانیف میرے پاس موجود ہیں جن سے میں بہت سے علمی فوائد حاصل کرتا رہتا ہوں۔ (تاریخ اہل حدیث ص ۳۹۸)

وہابیہ نجدیہ کے مشہور رائٹر حکیم عبدالرحیم اشرف ایڈیٹر نمبر لائل پور لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی حکمت نے تین عظیم المرتبت شخصیتوں کو پیدا فرمایا جو اس ظلمت کدہ میں اسلام کے مسخ شدہ چہرہ کو اپنی اصلی نورانیت کے جلو میں پھر سے ظاہر کریں۔ ان حضرات نے قرآن وسنت کے خشک ستونوں کو از سر نو جاری کر دیا۔

اسلام کے عقائد کو اس شکل میں پیش کیا جو داعی اسلام فداہ روحی علیک الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں پیش کیے گئے تھے۔ علماء سو کو بے نقاب کیا گیا ان کی اجارہ داری کو چیلنج کیا اور واشگاف کیا گیا کہ ان کے اقوال اس قابل تو ضرور ہیں کہ انہیں جڑ سے اکھاڑ کر پھینک دیا جائے۔ لیکن اس لائق ہر گز نہیں کہ انہیں اسلام کی تفسیر و تعبیر کے طور پر حجت شرعی بنایا جائے۔ یہ عظیم تجدیدی کارنامے جن تین پاک باز نفوس نے انجام دیے ان کے اسم گرامی یہ ہیں۔

اول: حضرت شیخ احمد سرہندی علیہ الرحمۃ جنہیں دنیائے اسلام مجدد الف ثانی کے لقب سے یاد کرتی ہے۔

دوم: شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ جنہوں نے اس ملک میں حدیث نبوی علیک الصلوٰۃ والسلام کے علوم کو عام کیا۔

سوم: شیخ احمد بن عبدالرحیم جنہیں عالم اسلام شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ کے نام سے پکارتے ہیں

(الاعتصام ص ۵، ۱۹ مارچ ۱۹۵۴ء وہابیہ کی اہل حدیث کانفرنس دہلی کے خطبہ استقبالیہ میں ہے کہ دریں صدی ہجری میں حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے نشر واشاعت قرآن وحدیث پر کافی توجہ فرمائی۔

اہل حدیث امرتسر ص ۴-۲۱ اپریل ۱۹۴۴ء دیوبندیوں کے مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں کہ "بعض اولیاء اللہ علیہ الرحمۃ ایسے بھی گزرے ہیں کہ خواب میں یا حالت بیداری میں روزمرہ ان کو دربار نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں حاضری کی دولت نصیب ہوتی ہے۔ ایسے حضرات صاحب حضوری کہلاتے ہیں۔ انہیں میں سے حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ ہیں کہ یہ بھی اس دولت سے مشرف تھے۔ (افاضات الیومیہ ص ۶ جلد ۷ سطر نمبر ۱) اور مولوی محمد دہلوی نے شیخ علیہ الرحمۃ کو سیدی خاتم المحققین والمحدثین لکھا ہے۔ (اخبار محمدی دہلی ص ۷، ۱۵ جون ۱۹۴۳ء)

حضرت علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ندا گھر میں داخل ہوتے وقت:

عن علقمة قال اذا دخلت المسجد اقول السلام علیک ایها النبی ورحمة الله وبرکاته

ترجمہ: حضرت علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب میں مسجد میں داخل ہوتا ہوں تو کہتا ہوں کہ سلام ہو آپ پر اے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اللہ تعالیٰ کی رحمت اور برکات (شفاء شریف جلد دوم)

شفا شریف بے نظیر ہونے کی تصدیق غیر مقلدین کی نظر میں:

مولوی ابراہیم سیالکوٹی غیر مقلد وہابی نے شفا شریف کو بے نظیر کتاب قرار دیا ہے (سراجاً منیرا ص ۵۰) امرتسر ص ۶، ۲۸ مئی ۱۹۴۳ء قاضی سلیمان منصور پوری نے قاضی عیاض علیہ الرحمۃ کے متعلق لکھا ہے کہ عیاض بن موسیٰ علیہ الرحمۃ صوبہ غرناطہ کے شہر سبتہ کے قاضی، فقہ، تفسیر، حدیث وسائر علوم کے امام تھے۔

سلیمان ندوی دیوبندی لکھتے ہیں کہ ماخذ کتاب شمائل میں سب سے زیادہ ضخیم اور بڑی کتاب اس فن کی کتاب الشفاء فی حقوق المصطفیٰ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) قاضی عیاض علیہ الرحمۃ کی اور اس کی شرح نسیم الریاض شہاب خفاجی علیہ الرحمۃ کی ہے۔ (رحمۃ اللعالمین ص ۳۵۰ جلد ۲، خطبات مدارس ص ۶۲)

شاہ عبدالعزیز محدث کا بیان:

لکھتے ہیں کہ قاضی عیاض علیہ الرحمۃ کے برادر زاد نے ایک روز اپنے چچا کو خواب میں دیکھا کہ وہ جناب رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ سونے کے تخت پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ اس خواب کے دیکھنے سے ان پر ایک دہشت طاری ہو گئی تو ان کے چچا عیاض علیہ الرحمہ جو ان کی اس حالت کو تاڑ گئے تھے فرمانے لگے۔ اے میرے بھتیجے میری کتاب شفا کو مضبوط پکڑے رہو اور اس کو اپنے لیے حجت بناؤ۔ گویا اس کلام سے آپ نے ارشاد فرمایا کہ مجھ کو یہ مرتبہ اسی کتاب کی بدولت ملا ہے۔ (بستان المحدثین فارسی ص ۱۳۰)

کدی وچ خواب دے ہووے نظارا یار سول اللہ
چمک جاوے میری قسمت دا تارا یا رسول اللہ

ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مجاہد کا یا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پکارنا:

سیدنا ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت کعب بن حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک ہزار سوار دے کر قنسرین سے لڑائی کے ارادہ سے بھیجا۔

کعب بن حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی لڑائی یوقنا سے ہوئی۔ اس کے پانچ ہزار سپاہی تھے جب جنگ ہو رہی تھی تو یوقنا کے پانچ ہزار سپاہیوں نے حضرت کعب بن حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی فوج پر حملہ کر دیا تو اس وقت حضرت کعب بن حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پکار تے تھے۔

یا محمد یا محمد یا نصر اللہ انزل (فتوح شاہ ص ۲۹۹)

ترجمہ اے محمد! اے محمد علیہ الصلوۃ والسلام! اے اللہ تعالیٰ کی مدد نازل فرما تشریف لاؤ۔

امام علامہ شمس الدین محمد بن جزری شافعی یہ حدیث نقل کرتے ہیں۔

اذا انفلتت دابته فلیناد اعینوا یا عباد الله رحمکم الله

عومص وان اراد عونا فلیقل یا عباد الله اعینونی یا عباد الله

اعینونی یا عباد الله اعینونی وقد جرب ذالک (محمد بن محمد

جزری امام الحصن الحصین (مطبع البابی حلبی مصر ص ۲۲)

جب کسی آدمی کی سواری گم ہو جائے تو ندا کرے۔ اے اللہ کے بندو امداد کرو

اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے (مسند ابی عوانہ، مصنف ابن ابی شیبہ) اور اگر امداد چاہے تو

کہے اے اللہ کے بندو میری امداد کرو (تین بار اس طرح کہے) یہ عمل مجرب ہے۔

(معجم کبیر امام طبرانی)

یاد رہے کہ حصن حصین دعاؤں کا وہ مجموعہ ہے جو علامہ جزری نے احادیث

صحیحہ سے منتخب کیا ہے وہ خود فرماتے ہیں۔

واخرجته من الاحادیث الصحیحة

جو لوگ اللہ تعالیٰ کے بندوں سے مدد مانگنے کو شرک قرار دیتے ہیں۔ ان کے

مذہب کے مطابق لازم آئے گا کہ معاذ اللہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شرک

کی تعلیم دی ہو اور آئمہ دین شرک کی تعلیم دیتے رہے ہوں۔

امام غزالی علیہ الرحمۃ کا بیان:

احیاء العلوم جلد اول باب چہارم فصل سوم نماز کی باطنی شرطوں میں امام غزالی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

واحضر فی قلبک النبی علیہ السلام وشخصہ الکریم وقل السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ترجمہ: اور اپنے دل میں نبی علیک الصلوٰۃ والسلام کو اور آپ کی ذات پاک کو حاضر جانو اور کہو السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اور اسی طرح (مرقات باب التشہد) میں ہے۔

نواب صدیق حسن خان بھوپالی کا بیان:

سردار وہابیہ نواب صدیق حسن خان بھوپالی وہابیوں کا امام و پیر لکھتا ہے کہ التحیات نمازی کو چاہیے کہ حضور علیک الصلوٰۃ والسلام کو حاضر و ناظر جان کر سلام کرے۔ پھر یہ شعر لکھتے ہیں۔

در راہ عشق مرحلہ قرب وبعد نیست
می بینمت عیان و عامی زستمت

ترجمہ: عشق کی راہ میں دور وقریب کی منزل نہیں ہے۔ میں تم کو دیکھتا ہوں اور دعا کرتا ہوں۔ (مسک الختام ص ۲۴۳)

اعینونی یا عباد اللہ:

ماہنامہ فیض الاسلام راولپنڈی نے اپنی مارچ ۶۳ء کی اشاعت میں ''علماء امرتسر'' کے زیر عنوان مولانا نور احمد صاحب پسروری ثم امرتسری کے حالات لکھتے ہوئے مولانا کا ایک اپنا بیان کردہ یہ واقعہ بھی لکھا ہے۔

میں نے ایک دفعہ مکہ سے پیدل چل کر دربار نبوی علیک الصلوٰۃ والسلام میں حاضری کا شرف حاصل کیا۔ اثنائے سفر ایک رات ایسی آئی کہ قیام کے لیے کوئی منزل نہ تھی۔ اس لیے بڑی پریشانی ہوئی۔ معاً مجھے یاد آیا کہ حضرت رسول خدا علیک الصلوٰۃ والسلام کی حدیث ہے کہ سفر میں راہ بھول جاؤ تو بلند آواز سے یا عباد اللہ اعینونی پکارا کرو میں نے اس پر عمل کرتے ہوئے تین بار پکارا پھر ایک بار چاروں طرف نظر دوڑائی تو قریب ہی ایک جھونپڑی نظر آئی اور میں اس طرف چلا جب قریب پہنچا تو دیکھا کہ چند بچے جھونپڑی کے باہر کھیل رہے ہیں اور یہ بچے مجھے دیکھتے ہوئے پکارے ''جآء صیف اللہ'' اللہ تعالیٰ کا مہمان آیا بچوں کی آواز سنتے ہی اندر سے ایک مرد نکلا اور اس نے میری بڑی خاطر و مدارت کی۔ کھانا کھلایا اور رات بسر کرنے کے لیے بستر وغیرہ دیا اور صبح کو مجھے راستے پر ڈال دیا۔ مولانا فرماتے ہیں کہ میں نے اس سے قبل یعنی اعینونی یا عباد اللہ پکارنے سے قبل بقائمی ہوش وحواس اس علاقے میں کوئی جھونپڑی نہ دیکھی تھی۔

نہ کیوں کر کہوں یا حبیبی اغثنی

اس نام سے ہر مصیبت ٹلی ہے

(حدائق بخشش)

سبق:

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد برحق اور آپ کے ارشاد کے مطابق اس قسم کی مشکل کے وقت اللہ تعالیٰ کے بندوں کو مدد کے لیے لفظ ''یا'' استعمال کرنا شرک نہیں ہے۔ ورنہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ایسی تعلیم کیوں دیتے؟ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور سرکار دو عالم علیک الصلوٰۃ والسلام کی احادیث مبارکہ کے لیے گہری محبت اور سچی عقیدت درکار ہے اور اگر محبت وعقیدت ہی میں ضعف ہو تو پھر ایسی احادیث مبارکہ بھی ضعیف نظر آنے لگتی ہیں۔

سلام بن لحیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خواب میں یارسول اللہ علیک الصلوٰۃ والسلام پکارا:

رایت النبی علیک الصلوٰۃ والسلام فی النوم قلت ''یا رسول اللہ علیک الصلوٰۃ والسلام ہولاء الذین یا تونک یسلمون علیک انفقه سلامهم قال نعم وارد علیهم (القول البدیع ص ۱۶۰)

ترجمہ: میں نے خواب میں سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت کی۔ میں نے دریافت کیا یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ لوگ حاضر ہوتے

ہیں اور آپ پر سلام کرتے ہیں کیا آپ اس کو سمجھتے ہیں؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا ہاں سمجھتا ہوں اور ان کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔

دور و نزدیک کے سننے والے وہ کان
کان لعل کرامت پہ لاکھوں سلام
(حدائق بخشش)

السلام علیک ایہا النبی:

ابو معمر فرماتے ہیں

علمنی ابن مسعود التشھد وقال علمنیہ رسول اللہ علیک الصلوٰۃ والسلام کما کان یعلمنا السورہ من القرآن التحیات للہ والصلوٰت والطیبات السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ (جلاء الافہام ص ۲۱)

ترجمہ: مجھے ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تشہد سکھایا۔ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ علیک الصلوٰۃ والسلام نے مجھے یہ تشہد ایسے سکھایا جیسے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمیں قرآن مجید کی سورت سکھاتے تھے۔ (اور وہ تشہد ہے)

التحیات للہ والصلوات والطیبات السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مذکورہ حدیث میں جس تشہد کے پڑھنے کی تعلیم فرمائی گئی ہے۔ اس میں

"السلام علیک ایھا النبی علیک الصلوٰۃ والسلام کے الفاظ ہیں اوران میں صیغہ خطاب ہے ظاہر ہے کہ حضور علیک الصلوٰۃ والسلام کے ظاہری دور رسالت علیک الصلوٰۃ والسلام سے لے کر قیامت تک یہی تشہد صیغہ خطاب سے پڑھاجاتا حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حیات کی دلیل ہے جیسا کہ علامہ ابن قیم لکھتے ہیں۔

هذا الخطاب والنداء الموجود یسمع (کتاب الروح ص ۱۴)

یہ خطاب اورندا ایسے وجود کے لیے درست ہے جوکہ سنتا ہو۔

شیخ یوسف بن اسماعیل علیہ الرحمۃ نبہانی کا بیان:

ویوید سماع النبی علیک الصلوٰۃ والسلام سلامه من یسلم علیه من قریب و بعید مشروعیة السلام علیه فی التشهد فی الصلوٰۃ بصیغه الخطاب اذ یقول المصلی السلام علیک ایها النبی ورحمة الله وبرکاته فلو لم یکن علیک الصلوٰۃ والسلام حیا یسمع جمیع المصلین اینما کانوا باسماع الله له ذالک لما کان لهٰذا الخطاب معنی بل کان صدوره من المصلین اشبه بکلام المجانین منه بکلام العقلاء فانک اذا سمعت متکلما یخاطب انسانا میتا من عصوره کثیرة اوحیا ولکنه فی بلاد بعیدة تظن ان ذلک المتکلم اختلط عقله فاذن لم تشء لنا مغالطة ۱۱۔

علیک الصلوٰۃ والسلام فی الصلوٰۃ بھٰذا الخطاب الا وھو یسمعھا فی حیاتہ وبعد مماتہ علیک الصلوٰۃ والسلام حتیٰ ان بعض الاولیاء سمعوا علی سبیل الکرامۃ ردہ السلام علیھم عند قولھم۔
السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ولا استحالہ فی ذالک لان الذی اطلعہ علی الغیب واسمعہ کلام من یخاطبہ من بعید و قریب وھو اللہ تعالیٰ ولا فوق عندہ تعالیٰ بین ان یکون ذالک فی حیاتہ وبعد مماتہ علیک الصلوٰۃ والسلام فقد صح انہ حیی فی قبرہ (شواہد الحق ص ۲۲۷)

ترجمہ: نماز کے دوران تشہد میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر صیغہ خطاب کے ساتھ سلام کا مشروع ہونا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر دور و نزدیک سے سلام پڑھنے والوں کے سلام کو سننے کی تائید کرتا ہے۔ کیونکہ نمازی کہتا ہے اے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ پر سلام ہو اور اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور برکات ہوں۔ پس اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس طرح زندہ نہ ہوں کہ نمازیوں کے سلام کو اللہ تعالیٰ کے سنانے سے بھی نہ سن سکیں تو اس خطاب کا کیا معنی؟ بلکہ نمازیوں سے سلام کا اس طرح صیغہ خطاب کے ساتھ صادر ہونا عقلاء کے کلام کی نسبت بھانڈوں کے کلام سے زیادہ مشابہت رکھتا ہے۔ کیوں کہ جب تو کسی انسان کو دیکھتا ہے کہ وہ کسی مردہ یا زندہ کو پکار رہا ہے جب کہ مخاطب کہیں دور دراز رہتا ہے تو یہی گمان

کرے گا کہ اس کی عقل ماری گئی ہے۔ پس ہمارے لیے نبی اکرم علیک الصلوٰۃ والسلام کو نماز ہی اس خطاب کے ساتھ مشروع نہیں کیا گیا مگر اس حال میں کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام اسے اپنی ظاہری حیات اور اس کے بعد حیات برزخی میں سنتے ہوں۔ یہاں تک کہ بعض اولیاء نے کرامۃ نبی کریم علیک الصلوٰۃ والسلام کا ان کے قول السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کے جواب میں جواب دینا سنا اور یہ چیز محال نہیں ہے۔ کیونکہ وہ ذات جس نے آپ علیک الصلوٰۃ والسلام کو غیب پر مطلع کیا اور ہر اس آدمی کا کلام سننے کی طاقت عطا فرمائی کہ جو دور ونزدیک سے آپ سے مخاطب ہوتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس بات میں کوئی فرق نہیں کہ یہ بات (کلام کا سننا وغیرہ) آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ظاہری حیات میں ہو یا موت کے بعد۔ تحقیق یہ بات درست ہے کہ آپ علیک الصلوٰۃ والسلام اپنی قبر انور میں زندہ جاوید ہیں۔

حضرت عیسیٰ روح اللہ علیک الصلوٰۃ والسلام کا "یا محمد" علیہ الصلوٰۃ والسلام پکارنا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

سمعت رسول اللہ علیک الصلوٰۃ والسلام یقول والذی نفسی بیدہ لینزلن عیسیٰ ابن مریم علیہ الصلوٰۃ والسلام ثم لئن قام علی قبری فقال "یا محمد" لا حبیبنہ (الحاوی للفتاوی جلد۲ص ۱۴۸)

ترجمہ: میں نے رسول اللہ تعالیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ نے فرمایا۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام تم میں ضرور تشریف لائیں گے۔ پھر اگر وہ میری قبر پر کھڑے ہو کر یا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہیں تو میں ضرور جواب دوں گا۔ (حضور اکرم علیک الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں درود پیش کرنے والے فرشتوں کی قوت سماعت اور یا احمد علیک الصلوٰۃ والسلام پکارنا)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ان اللہ عزو جل اعطی ملکا من الملائکۃ اسماع الخلائق فھو قائم علی قبری حتیٰ تقوم الساعۃ فلیس احد من امتی یصلی علی صلوٰۃ الا قال "یا احمد" فلاں ابن فلاں باسمہ ابیہ صلی علیک بکذا و کذا (حجۃ اللہ علی العالمین ص ۷۱۳)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ نے فرشتوں میں سے ایک فرشتے کو پوری مخلوق کی باتیں سننے کی قدرت عطا فرما رکھی ہے۔ پس وہ فرشتہ میری قبر پر کھڑا ہے۔ یہاں تک کہ قیامت قائم ہو جائے گی پس میری امت میں سے جو آدمی بھی مجھ پر درود پڑھتا ہے۔ وہ فرشتہ کہتا ہے اے احمد علیک الصلوٰۃ والسلام فلاں شخص جو فلاں کا بیٹا ہے۔ (اس کا اور اس کے باپ کا نام لے کر کہتا ہے) نے آپ پر ان الفاظ کے ساتھ درود بھیجا۔

اللہ تعالیٰ کے فرشتے کا ''یا محمد'' علیہ الصلوٰۃ والسلام پکارنا:

ان اللہ تبارک وتعالیٰ ملکا اعطاہ اسماع الخلائق فھو قائم علی قبری اذا مت فلیس احد یصلی علی صلوٰۃ الاقال یا محمد صلی علیک فلاں ابن فلاں (جلاء الافہام ص ۵۱)

ترجمہ: بے شک اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتے کو پوری کائنات کی باتیں سننے کی قدرت عطا فرما رکھی ہے۔ وہ میری قبر پر کھڑا ہے جب میں ظاہری حیات سے پردہ کر جاؤں گا تو پھر جو آدمی بھی مجھ پر درود پڑھتا ہے فرشتہ کہتا ہے۔ اے محمد علیک الصلوٰۃ والسلام فلاں شخص فلاں کے بیٹے نے آپ پر درود پڑھا۔

محدث سیوطی اور ابن جوزی علیہما الرحمۃ:

محدث جلال الدین سیوطی اور امام ابن جوزی علیہما الرحمۃ نے تین مجاہدین کا ایک واقعہ اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے۔ جو درج کیا جاتا ہے۔

محدث ابن جوزی علیہ الرحمۃ نے ''عیون الحکایات'' میں ابو علی نہریر سے روایت کی ہے کہ ملک شام میں تین بھائی اپنے وقت کے بڑے بہادر اور پہلوان تھے۔ کفار کے ساتھ ہمیشہ جہاد کرتے تھے۔ شاہ روم نے ان لوگوں کو گرفتار کر لیا اور کہا اگر تم لوگ دین نصاریٰ قبول کرو تو میں اپنا ملک تمہیں دے دوں گا اور اپنی لڑکیوں کی شادی تم سے کردوں گا فابو وقالوا یا محمداہ (شرح الصدور ص ۸۱)

ترجمہ: پس ان لوگوں نے انکار کیا اور کہا ''یا محمداہ ہماری مدد کیجیے۔

موت آ جائے مگر آئے نہ دل کو آرام
دل نکل جائے مگر نکلے نہ الفت تیری

(مولانا حسن رضا بریلوی)

تعارف محدث سیوطی اور ابن جوزی علیہ الرحمۃ دیوبندیوں کی زبانی:

علامہ عبدالوہاب شعرانی علیہ الرحمۃ نے تحریر فرمایا ہے کہ علامہ جلال الدین علیہ الرحمۃ نے حضور اکرم نور مجسم فخر بنی آدم علیک الصلوٰۃ والسلام کی حالت بیداری میں بالمشافہ پچھتر مرتبہ زیارت کی ہے۔ (میزان الکبریٰ ص ۴۴) مطبوعہ مصر۔

دیوبندیوں کے مولوی اشرف علی تھانوی نے امام سیوطی علیہ الرحمۃ کو بڑے بڑے علماء کی صف میں شمار کیا ہے۔ (طریقہ مولود ص ۱۱)

دیوبندوں اور غیر مقلدوں کے شیخ الاسلام اور مجدد ابن تیمیہ حضرت محدث ابن جوزی علیہ الرحمۃ کے بارے میں لکھتے ہیں کہ امام ابن جوزی جلیل القدر مفتی اور بڑے صاحب تصنیف و تالیف تھے اور بہت سے فنون میں آپ کی تصنیفات ہیں۔ یہاں تک کہ میں نے انہیں شمار کیا ہے تو انہیں ہزار سے بھی زیادہ پایا ہے۔ خصوصیت سے حدیث اور فنون حدیث میں آپ کی ایسی تصنیفات موجود ہیں کہ ان کی مانند شاید ہی کوئی تصنیف ہو اور عمدہ تصنیف آپ کی وہ کتاب ہے جس میں سلف کے حالات لکھے گئے ہیں۔ ہر بات کی تفصیل میں آپ ماہر تھے اور لکھنے میں کمال درجہ کی دسترس حاصل تھی اور ہر فن میں لوگوں کی تصنیفات سے آپ کی

تصنیفات بہت عمدہ اور معتبر ہیں-(الاعتصام لاہور ص ۶' ۲۹ فروری ۱۹۵۲ء)

حافظ ابن ذہبی علیہ الرحمۃ محدث ابن جوزی علیہ الرحمۃ کے متعلق لکھتے ہیں کہ آپ کی بہت سی تصانیف مختلف فنون میں ہیں جیسے تفسیر' فقہ' حدیث' وعظ' دقائق تواریخی وغیرہ حدیث اور علوم حدیث کی معرفت اور صحیح وضعیف حدیث کی واقفیت آپ پر ختم ہے آپ نے بہت سی حدیثیں روایت کیں اور چالیس برس سے زیادہ علم حاصل کیا-(طبقات ابن رجب)

شیخ سعدی علیہ الرحمۃ ابن جوزی علیہ الرحمۃ کے شاگرد تھے-(حاشیہ بوستان ص ۱۸۰)

علامہ ذہبی نے تذکرہ (الحفاظ جلد ۴) میں لکھا ہے کہ

كان من الاعيان وفي الحديث من الحفاظ ما علمت ان احداً من العلماء صنف ما صنف هذا الرجل

آپ علوم قرآن اور تفسیر میں بلند پایہ تھے اور فن حدیث میں بہت بڑے حافظ تھے- ان کی تصانیف اتنی کثیر اور ضخیم ہیں کہ مجھے معلوم نہیں کہ ان جیسی تصانیف علماء امت میں کسی کی ہوں- وہابیہ کے ماہنامہ "السلام دہلی" میں ہے کہ محدث ابن جوزی علیہ الرحمۃ کا شمار چھٹی صدی کے اکابر داعیان میں ایک عظیم وجلیل محدث اور خطیب کی حیثیت سے ہوتا ہے- آپ کے دست حق پرست ایک لاکھ سے زیادہ انسان تائب ہوئے اور ایک لاکھ سے زائد اسلام کے دامن رحمت میں آچکے ہیں (الاسلام دہلی ص ۱۳' ۱۴ فروری ۱۹۵۶)

مدینہ منورہ کے لوگوں کا ''یا محمد'' یارسول اللہ کے نعرے لگانا

صحیح مسلم شریف میں سرکار سیدنا امام المحدثین امام مسلم علیہ الرحمۃ نے باب الہجرۃ میں حضرت براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت نقل فرمائی ہے کہ جب سرور کائنات، مفخر موجودات باعث تخلیق کائنات، منبع کمالات جناب محمد مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لائے۔

فسعد الرجال والنساء فوق البیوت وتفرق الغلمان والخدم فی الطرق ینادون یا محمد یا رسول اللہ، یا محمد یا رسول اللہ (صحیح مسلم شریف ص ۴۱۹ جلد ۲)

ترجمہ: پس چڑھ گئے مرد اور عورتیں گھروں کی چھتوں پر پھیل گئے بچے اور غلام گلی کوچوں میں پکارتے تھے یارسول اللہ یا محمد یارسول اللہ علیک الصلوٰۃ والسلام

طلع البدر علینا
من ثنیات الوداع

ہم پر چودھویں کا چاند طلوع ہوا۔ ثنیات الوداع سے

وجب الشکر علینا
ما دعیٰ للہ داعی

ہم پر شکر واجب ہے جب تک اللہ تعالیٰ کا نام لیا جائے۔

ایہا المبعوث فینا

جئت بالامر المطاع

اے ہم میں رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہو کر آنے والے آپ اطاعت یافتہ امر کے ساتھ آئے۔

محدث سخاوی علیہ الرحمۃ کا بیان:

محدث سخاوی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب مستطاب القول البدیع میں ایک واقعہ نقل کیا ہے کہ حضرت ابو بکر محمد عمر علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت ابو کابر بن مجاہد علیہ الرحمۃ کے پاس بیٹھا تھا کہ حضرت شبلی علیہ الرحمۃ آئے اور حضرت ابو بکر علیہ الرحمۃ کھڑے ہو گئے۔ معانقہ کیا اور پیشانی کو بوسہ دیا میں نے کہا اے میرے سردار آپ شبلی علیہ الرحمۃ کے ساتھ یہ سلوک کرتے ہیں حالانکہ آپ اور تمام بغداد کے باشندے خیال کرتے ہیں کہ وہ دیوانہ ہے انہوں نے کہا کہ اس کے ساتھ میں نے وہ سلوک کیا جو نبی پاک رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کرتے دیکھا ہے کہ میں رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خواب میں دیکھا کہ حضرت شبلی علیہ الرحمۃ سامنے آئے تو آپ کھڑے ہو گئے اور ان کی پیشانی کو بوسہ دیا۔ میں نے عرض کیا۔ یارسول اللہ علیک الصلوٰۃ والسلام آپ شبلی علیہ الرحمۃ کے ساتھ ایسی عنایت فرماتے ہیں۔ فرمایا یہ نماز کے بعد لقد جآء کم رسول من انفسکم آخر تک پڑھتا ہے اور پھر مجھ پر درود شریف پڑھتا ہے۔

دوسری روایت میں ہے کہ اس نے کوئی فرض نماز نہیں پڑھی۔لیکن اس کے آخر میں لقد جآء کم رسول من انفسکم پڑھا اور تین دفعہ صلی اللہ علیک یا محمد (علیک الصلوٰۃ والسلام) پڑھا۔حضرت ابوبکر محمد بن عمر علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ پھر میں حضرت شبلی علیہ الرحمۃ کے پاس گیا اور پوچھا کہ نماز کے بعد کیا ذکر کیا کرتے ہو تو انہوں نے ایسا ہی بیان فرمایا (القول البدیع ص ۱۷۳)

لا ورب العرش جس کو جو ملا ان سے ملا
بٹتی ہے کونین میں نعمت رسول اللہ کی
(حدائق بخشش)

تعارف محدث سخاوی علیہ الرحمۃ :

محدث سخاوی علیہ الرحمۃ امام المحدثین حضرت علامہ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ کے شاگرد رشید اور امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ کے استاد بھائی تھے۔ شوکانی نے سخاوی کو امام کبیر تسلیم کیا ہے۔عبدالوہاب عبداللطیف مدرس جامعۃ الازہر نے امام سخاوی علیہ الرحمۃ کے بارے میں مندرجہ القاب لکھے ہیں۔وارث علوم الانبیاء الفرد الفرید (مقدمہ المقاسد الحسنہ)

القول البدیع محدث سخاوی علیہ الرحمۃ کی وہ کتاب جس کے اکثر حوالہ جات دیوبندیوں تبلیغیوں کے مولوی زکریا سہارنپوری نے اپنی کتاب فضائل درود

شریف میں درج کیے ہیں۔

روز قیامت حضور علیک الصلوٰۃ والسلام سے توسل اور یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پکارنا:

قیامت کے دن بھی حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات اقدس بخشش ومغفرت کا وسیلہ ہوگی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ربنا واتنا ما وعدتنا علیٰ رسلک ولا تخزنا یوم القیامۃ ○ انک لا تخلف المیعاد (آل عمران ۳' ۱۹۴)

ترجمہ: اے رب ہمارے اور ہمیں دے جس کا تو نے ہم سے وعدہ کیا ہے اپنے رسولوں کی معرفت اور ہمیں قیامت کے دن رسوانہ کر بے شک تو وعدہ خلاف نہیں کرتا۔ (کنزالایمان)

اس آیت کی روشنی میں جملہ انبیاء علیہم السلام کے ساتھ کیا گیا وعدہ الٰہی توسل کو ظاہر کرتا ہے۔ انعامات واحسانات کے وہ تمام وعدے جو دیگر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ کیے گئے۔ وہ حضور نبی کریم علیک الصلوٰۃ والسلام کے توسل سے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت کے حق میں خصوصی انفرادیت رکھتے ہیں۔ روز قیامت جملہ ذریت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام اس دن کی گرمی وتپش سے تنگ آکر سارے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہوگی۔ ہر کوئی یہ کہے گا۔

اذھبوا الیٰ غیری آج کے روز کسی اور پیغمبر کی خدمت میں حاضر ہو۔

بالآخر ساری انسانیت حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی در اقدس پر آجائے

گی۔ (اصل عبارت پیش کی جاتی ہے) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے متفق علیہ روایت ہے۔

حدثنا محمد علیه الصلوٰة والسلام قال اذا کان یوم القیامة ماج الناس بعضهم الیٰ بعض، فیاتون آدم فیقولون — اشفع لی ربک فیقول: لست لها ولکن علیکم بابراهیم فانه خلیل الرحمن فیاتون ابراهیم فقول: لست لها، ولکن علیکم بموسیٰ فانه کلیم الله، فیاتون موسیٰ فیقول لست لها، ولکن علیکم بعیسیٰ، فانه روح الله وکلمته، فیاتون عیسیٰ، فیقول لست لها، ولٰکن علیکم بمحمد علیک الصلوٰة والسلام، فیاتوننی فاقول انا لها، فاستاذن علیٰ ربی، فیوذن لی، ویلهمنی محامد احمده بها لا تحضرنی الان فاحمده بتلک المحامد، واخرله ساجداً، فیقال یا محمد ارفع راسک وقل یسمع لک، وسل تعطه، واشفع تشفع، فاقول یا رب! امتی امتی فیقال انطلق فاخرج منها من کان فی قلبه مثقال شعیرة من ایمان، فانطلق فافعل ثم اعود فاحمده بتلک المحامد، ثم اخر له ساجداً فیقال یا محمد ارفع راسک وقل یسمع لک وسل تعطه واشفع تشفع ماقول یا رب امتی امتی فیقال انطلق فاخرج منها من کان فی قلبه مثقال ذرة او خردلة من ایمان فانطلق فافعل، ثم اعود

فـاحـمده بتلک المحامد، ثم اخرله ساجداً فيقال يا محمد ارفـع راسک، وقـل يسـمـع لک، وسل تعطه واشفع تشفع فاقول: يا رب: امتی امتی فيقول انطلق فاخرج منها من کان فـی قـلبـه ادنـی ادنـی ادنـی مثقال حبة من خردلة من ايمان فـاخـرجـه من النار من النار من النار فانطلق فافعل وقال: ثم اعـود الـرابـعة فـاحـمده بتلک المحامد، ثم اخرله ساجداً فيـقـال يـا مـحـمـد! ارفـع راسک وقـل يسمع وسل تعطه، واشـفـع تـشـمـع فاقول: يا رب! ائذن لی فيمن قال لا اله الا الـلـه فيـقـول وعزتی وجلالی وکبريائی وعظمتی لاخرجن منها من قال لا اله الا الله۔

حوالہ:

(صحیح البخاری، ۲:۲۰-۱۱۱۸، ۱۱۰۸، ۲-۱۱۰۱، ۱۷۹، ۶۴۲) (صحیح بخاری ۱:۴۷۰) (الصحیح المسلم ۱:۹-۱۰۸) (جامع الترمذی ۲:۶۶) (سنن الدارمی ۲:۵-۲۳۴ رقم ۲۸۰۷) (مصنف ابن ابی شیبہ ۱۱:۴۵۱-۴۴۴ رقم: ۳، ۱۱۷۲۰) (صحیح ابن حبان ۱۴:۹-۳۷۷ رقم ۶۴۶۴) (مسند ابوداوٗد الطیالسی: ۹-۲۶۸ رقم: ۲۰۱۰) (مسند ابوعوانہ ۱:۴-۱۸۳، ۴-۱۷۱) (مسند ابویعلی ۱:۹-۵۶، رقم: ۵۹) (موارد الظمان: ۶۴۲، رقم: ۲۵۸۹) (مجمع الزوائد، ۱۰:۴-۳۷۳) (شرح السنۃ للبغوی، ۱۵:۶۰-۱۵۷ رقم: ۴۳۳۳ علاوہ ازیں امام احمد بن حنبل نے بھی اپنی

مسند میں چھ مقامات پر روایت بیان کی ہے۔تمام اسناد صحیح ہیں۔
جلد اول صفحہ نمبر ۴ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔
اسی جلد صفحہ ۲۸۱ پر سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔
پھر ۲: ۴۳۵ پر سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی۔
پھر ۳: ۲۴۷، ۲۴۴، ۱۴۴ پر سیدنا انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت
کی۔

فقط اتنا سبب ہے انعقا بزم محشر کا
کہ ان کی شان محبوبی دکھائی جانے والی
(حدائق بخشش)

ترجمہ:

حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جب قیامت کا دن ہوگا لوگ گھبرا کر ایک دوسرے کے پاس جائیں گے۔ سب سے پہلے وہ حضرت آدم علیک الصلوٰۃ والسلام کے پاس جائیں گے اور عرض کریں گے۔ آپ (ہمارے لیے) اپنے رب تعالیٰ کی بارگاہ میں سفارش کریں۔ وہ فرمائیں گے کہ آج یہ منصب میرا نہیں۔ البتہ تم حضرت ابراہیم علیک الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں جاؤ' وہ اللہ تعالیٰ کے خلیل ہیں۔ پس لوگ حضرت ابراہیم علیک الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں آئیں گے وہ بھی فرمائیں گے۔ میں اس کا اہل نہیں ہوں۔ البتہ تم

حضرت موسیٰ علیک الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں جاؤ اس لیے کہ وہ کلیم اللہ علیک الصلوٰۃ والسلام ہیں- لوگ حضرت موسیٰ علیک الصلوٰۃ والسلام کے پاس آ ئیں گے اور وہ بھی فرمائیں گے میں اس قابل نہیں ہوں البتہ تم حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں جاؤ- وہ روح اللہ (علیک الصلوٰۃ والسلام) ہیں اور اس کا کلمہ ہیں- لوگ حضرت عیسیٰ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے پاس آ ئیں گے وہ بھی یہی فرمائیں گے آج میں بھی اس کا اہل نہیں ہوں- البتہ تم حبیب خدا حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں جاؤ- ساری انسانیت میرے پاس آ جائے گی- میں کہوں گا ہاں اس منصب شفاعت کا اہل (آج) میں ہی ہوں- میں اپنے رب سے اجازت طلب کروں گا تو مجھے اجازت مل جائے گی- مجھے اس وقت محامد (حمدوں) کا الہام کیا جائے گا جس کے ذریعے میں اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کروں گا جنہیں میں اس وقت بیان نہیں کرسکتا- (غرضیکہ میں ان محامد کے ساتھ رب تعالیٰ کی حمد وثنا کروں گا اور اس کے حضور سجدہ ریز ہو جاؤں گا- پس مجھے کہا جائے گا- اے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! اپنا سرانور اٹھایئے بولیے آپ کی بات سنی جائے گی اور مانگیے آپ کو عطا کیا جائے گا اور شفاعت کیجئے' آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی- میں عرض کروں گا' اے رب تعالیٰ میری امت میری امت' پس حکم ہوگا کہ جایئے اور جہنم سے اسے نکال لیجیے جس کے دل میں جو کے برابر بھی ایمان ہے- پس میں جا کر ایسا ہی کروں گا (اور ایسے تمام افراد کو جہنم سے نکال لوں گا) پھر واپس آ کر ان محامد کے ساتھ اس کی حمد وثنا کروں گا اور اس کے

حضور سجدہ ریز ہو جاؤں گا- پس فرمایا جائے گا- اے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! اپنا سر انور اٹھایئے اور فرمایئے سنا جائے گا اور سوال کیجیے عطا کیا جائے گا اور شفاعت کیجیے' آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی- میں عرض کروں گا اے رب تعالیٰ میری امت میری امت' پس فرمایا جائے گا کہ جایئے اور جہنم سے اسے بھی نکال لیجیے جس کے دل میں ذرے کے برابر یا رائی کے برابر بھی ایمان ہے- پس میں جا کر ایسا ہی کروں گا- پھر واپس آ کر ان ہی محامد کے ساتھ اس کی حمد و ثنا کروں گا اور پھر اس کے حضور سجدہ ریز ہو جاؤں گا- پس فرمایا جائے گا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! اپنا سر انور اٹھایئے اور بیان کیجیے آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی- میں عرض کروں گا اے رب تعالیٰ میری امت' میری امت- پس فرمایا جائے گا کہ جایئے اسے بھی جہنم سے نکال لیجیے- جس کے دل میں رائی کے دانے سے بھی کم' بہت کم اور بہت ہی کم ایمان ہے- پس ایسے شخص کو بھی جہنم کی آگ' آگ' آگ سے نکال لیجیے چنانچہ میں جا کر ایسا ہی کروں گا-

حضرت حسن علیہ الرحمۃ ہی نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں ہی ان لفاظ کو بھی بیان کیا ہے کہ حضور نبی اکرم علیک الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ چوتھی مرتبہ پھر واپس لوٹوں گا اور اسی طرح حمد و ثنا کروں گا- پھر اس کے حضور سجدے میں گر جاؤں گا- پس فرمایا جائے گا- اے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم! اپنا سر انور اٹھایئے اور بیان کیجیے سنا جائے گا اور سوال کیجیے عطا کیا جائے گا اور شفاعت کیجیے- آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی- اس وقت میں عرض کروں گا

کہ اے رب تعالیٰ! مجھے اس شخص کو جہنم سے نکالنے کی اجازت دیجیے جس نے (ایک مرتبہ بھی صدق دل سے) کلمہ طیبہ پڑھ لیا ہے۔ باری تعالیٰ فرمائے گا کہ مجھے قسم ہے اپنی عزت کی، اپنے جلال کی، اپنی کبریائی وعظمت کی، میں ضرور دوزخ سے اسے بھی آزاد کروں گا جس نے لا الہ الا اللہ کہا ہے۔''

گویا اس حدیث مبارکہ سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ گئی ہے کہ میدان حشر میں حساب وکتاب کا سلسلہ حضور نبی اکرم نور مجسم شفیع معظم علیک الصلوٰۃ والسلام کی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ لم یزل میں خصوصی حمد وثنا اور التجا ودعا کے توسل سے ہی شروع ہوگا اور سب سے پہلے حضور نبی کریم روف الرحیم علیک الصلوٰۃ والسلام کے وسیلے سے امت مصطفوی کا حساب وکتاب شروع ہوگا تاکہ یہ حشر کی گرمی میں زیادہ دیر مبتلا نہ رہے اور یہ بھی حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ کل قیامت کے دن بھی ''یا محمد علیک الصلوٰۃ والسلام'' ہی پکارا جائے گا۔ لیکن شان محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دیکھ اعتراف کر بھی لیا تو کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ اسی لیے تو اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت مولانا شاہ احمد رضا خان علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے
پھر نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا

کسی شاعر نے یوں قیامت کا نقشہ کھینچا ہے۔

گنہگار جب محشر میں فریاد کریں گے
آیا ہوں میں آیا ہوں سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کہیں گے

سر سجدے میں ہوگا کھل جائیں گی زلفیں
گنہگاروں کی بخشش کا جب اصرار کریں گے
یہ قہر و غضب میرا تیرے دشمن کے لیے ہے
تیرے چاہنے والوں سے تو ہم پیار کریں گے

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت میں قبر شریف سے توسل ونِدا

حضرت مالک دار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔

اصاب الناس قحط فی زمن عمر، فجآء رجل الی قبر النبی علیک الصلوٰة والسلام فقال: یا رسول الله! استسق لامتک فانهم قد هلکوا، فاتی الرجل فی المنام فقیل له: ائت عمر فاقرئه السلام و اخبره اتکم مسقیون وقل له، علیک الکیس! علیک ایکس! فاتی عمر فاخبره فبکی عمر، ثم قال: یا رب! لا الو الا ما عجزت عنه

ابن عبدالبر النمری القرطبی (الاستیعاب (دار صادر، بیروت) ج ۲ ص ۴۶۴)

خشثمة کما فی "الاصابة" ۳: ۴۸۴، والبیهقی فی واخرجه من هٰذا الوجه ابن ابی "الدلائل، ۷: ۴۷" والخلیلی فی الارشاد ۱: ۳۱۳-۳۱۴ وابن عبدالبر فی "الاستیعاب" ۲: ۴۶۴، وقال الحافظ فی "الفتح" ۲: ۴۹۰، وقد روی

سیف فی الفتوح ان الذی رای المنام المذکور ھو بلال بن الحارث المذنی احد' الصحابة خلت اسنادہ صحیح' وقد صححه الحافظان ابن کثیر فی البدایة (۷/ ۱۰۱) وابن جحر فی "الفتح" (۲/ ۴۹۰) وقال ابن کثیر فی جامع المسانیه مسند- عمر- (۱/ ۲۲۳) اسنادہ جید قوی واقدا بن تیمیة بثبوته فی اقتضاء الصراط المستقیم (ص ۳۷۳) وقد سفی بعضھم لتفعین ھذا الاثر الصحیح القوی جداً (رفع المنارہ' ۲۶۳)

اس حدیث کو اس سند کے ساتھ ابن ابی خثیمہ نے روایت کیا جیسا کہ الاصابہ (۳:۴۸۴) میں ہے اور بیہقی نے الدلائل (۷:۴۷) میں خلیلی نے الارشاد (۱:۳۱۳:۳۱۴) میں ابن عبدالبر نے الاستیعاب (۲:۲۶۴) میں حافظ ابن حجر نے الفتح (۲:۴۹۰) میں روایت کیا ہے- سیف نے فتوح میں یہ بھی نقل کیا ہے کہ خواب دیکھنے والے صحابیؓ حضرت بلال بن حارث المذنی میں (صاحب رفع المندہ) کہتا ہوں کہ یہ حدیث صحیح الاسناد ہے جس کو دو حفاظ حدیث ابن کثیر نے البدایہ (۷:۱۰۱) اور ابن جحد نے الفتح (۲:۴۹۰) میں روایت کیا ہے- حافظ ابن کثیر نے جامع المسانیہ میں مسند عمر کے تحت (۱:۲۲۳) میں اس کی سند کو جید قوی قرار دیا ہے- جبکہ ابن تیمیہ نے اپنی تصنیف اقتضاء الصراط المستقیم (ص ۳۷۳) پر اس کی تائید کی ہے-

حوالہ:

مصنف ابن ابی شیبہ کراچی ۱۲: ۳۲-۳۱' دلائل النبوۃ للبیہقی ۷: ۴۷ کنزل العمال ۸: ۴۳۱' شفاء السقام فی زیارۃ خیرالانام ۱۳۰ کتاب الارشاد فی معرف علماء الحدیث' الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب (للخلیلی ۱: ۴-۳۱۳ بحوالہ رفع المنارۃ)

ترجمہ: حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں لوگ قحط میں مبتلا ہو گئے- پھر ایک صحابی بنی اکرم علیک الصلوٰۃ والسلام کی قبر اطہر پر آئے اور عرض کیا ''یا رسول اللہ'' علیک الصلوٰۃ والسلام آپ (اللہ پاک سے) اپنی امت کے لیے سیرابی مانگیے کیونکہ وہ ہلاک ہو گئی- پھر خواب میں نبی اکرم علیک الصلوٰۃ والسلام اس کے پاس آئے اور فرمایا کہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس جا کر اُسے میرا اسلام کہو اور اسے بتاؤ کہ تم سیراب کیے جاؤ گے اور عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہہ دو کہ عقلمندی اختیار کرو' عقلمندی اختیار کرو- پھر وہ صحابی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے اور ان کو خبر دی تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رو پڑے- فرمایا اے اللہ عزوجل میں کوتاہی نہیں کرتا مگر یہ کہ عاجز ہو جاؤں-

حدیث پر بحث

حیرت ہے کہ بعض لوگوں نے اس صحیح الاسناد قوی حدیث کو بھی ضعیف قرار دینے کی کوشش کی ہے- انہوں نے مندرجہ ذیل اعتراض کیے ہیں-

اعتراض:

اس کا ایک راوی اعمش مدلس ہے۔

جواب:

اس کا جواب یہ ہے کہ اعمش اگرچہ مدلس ہے لیکن اس کی یہ روایت درج ذیل دو وجوہات کی بنا پر مقبول ہیں۔ چاہے اس کا ثابت ہو یا نہ ہو۔

(۱) اعمش کا ذکر دوسرے درجے کے مدلسین میں کیا گیا ہے اور یہ وہ مدلسین ہیں جن سے ائمہ نے اپنی صحیح کتب میں روایات لی ہیں۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ اعمش کی یہ روایت مقبول ہے۔

(۲) دوسرا یہ کہ اگر ہم اعمش کا سماع ثابت ہونے پر ہی یہ روایت قبول کریں جیسا کہ تیسرے یا اس سے نچلے مدارج کے مدلسین کے معاملے میں کیا جاتا ہے تو اعمش کی یہ روایت مقبول ہوگئی کیونکہ اس نے ابو صالح ذکوان سمان سے نقل کی ہے۔ امام ذہبی فرماتے ہیں ''جب اعمش لفظ عن کے ساتھ روایت کرے تو اس میں احتمال تدلیس ہوتا ہے مگر جب اپنے بہت سارے شیوخ مثلاً ابراہیم، ابن ابو وائل، ابو صالح سمان وغیرہ سے روایت کرے تو ان کو اتصال پر محمول کیا جائے گا۔ (میزان الاعتدال ۲۲۴-۴)

علاوہ ازیں امام ذہبی نے اسے ثقہ کہا ہے۔

دوسرا اعتراض:

علامہ ناصر الدین البانی اپنی کتاب التوسل احکامہ وانواعہ میں لکھتے ہیں ''ہم اس واقعے کو مستند نہیں مانتے کیونکہ مالک دار کی ثقاہت اور ضبط معروف نہیں اور اصول حدیث میں کسی راوی کے مستند ہونے کے لیے یہی دو بنیادی اصول ہیں۔ امام ابن ابی حاتم رازی نے کتاب الجرح والتعدیل (۴:۲۱۳) میں مالک دار کو بیان کرتے ہوئے ابو صالح کے علاوہ کسی اور راوی کا ذکر نہیں کیا جس نے اس سے روایت لی ہو۔ جس سے ظاہر ہوتا ہو کہ وہ مجہول ہے۔ اس کی تائید اس بات سے بھی ہوئی ہے۔ ابن حاتم جو خود شیخ الاسلام اور حافظ الحدیث ہیں' نے کسی ایک کا بھی ذکر نہیں کیا جس نے اسے ثقہ قرار دیا ہو۔ اسی طرح حافظ منذری نے مالک دار کے بارے میں کہا ہے کہ میں اسے نہیں جانتا جبکہ امام ابن حجر ہیثمی نے بھی مجمع الزوائد میں ایسا ہی کیا ہے......''

جواب:

اس اعتراض کو بطلان مالک دار کے اس سوانحی تذکرے سے ثابت ہے جس کو ابن سعد نے مدنی تابعین کے دوسرے طبقے میں بیان کرتے ہوئے کچھ یوں لکھا ہے کہ مالک دار حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا آزاد کردہ غلام تھا۔ اس نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایات لے کر بیان کیں اس سے ابو صالح سمان نے روایات کیں وہ معروف

تھا۔ (الطبقات الکبریٰ ۵:۱۲)

مزید برآں یہ اعتراض حافظ خلیلی (م: ۴۴۵ھ) کے مالک دار پر تبصرے سے غلط ثابت ہوتا ہے۔ ''مالک دار (کی ثقاہت) متفق علیہ ہے اور تابعین کی جماعت اس کی بہت تعریف کی ہے۔

(کتاب الارشاد فی معرفۃ علما اہل حدیث بحوالہ ارغام المبتدی الغبی بجواز التوسل بالنبی للبخاری ۹)

اس کے علاوہ حافظ ابن حجر عسقلانی نے مالک دار کا جو سوانحی خاکہ بیان کیا ہے اس سے بھی یہ اعتراض رد ہوتا ہے۔

مالک بن عیاض' حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا آزاد کردہ غلام' اسے مالک دار کہا جاتا تھا اس نے نبی علیک الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا تھا اور اس نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیثیں سنی ہیں۔ اس نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ' حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت معاذ' حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایات لی ہیں۔ اس سے ابو صالح سمان اور اس (مالک دار) کے دو بیٹوں عون اور عبداللہ نے روایات لی ہیں۔

امام بخاری علیہ الرحمتہ نے ''کتاب التاریخ الکبیر (۷:۵-۳۰۴) میں مالک دار سے بحوالہ ابو صالح ذکوان یہ روایت لی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے زمانہ قحط میں کہا۔ ''اے پروردگار! میں کوتاہی نہیں کرتا مگر یہ کہ عاجز ہو جاؤں۔

ابن ابی خیثمہ نے انہی الفاظ کے ساتھ ایک طویل روایت نقل کی ہے جس پر

ہم بحث کر رہے ہیں اور ہم نے فوائد داؤد بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور الفمی جیسے امام بغوی نے جمع کیا ہے- میں مالک دار سے بحوالہ عبدالرحمٰن بن سعید بن یربوع مخزومی روایت نقل ہے- اس نے کہا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک دن مجھے بلایا' ان کے ہاتھ میں سونے کا بٹوہ تھا جس میں چار سو دینار تھے اور مجھے حکم دیا کہ اسے ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس لے جاؤں اور پھر اس نے بقیہ واقعہ بیان کیا-

ابن سعد نے مالک دار کو اہل مدینہ تابعین کے پہلے طبقہ میں ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ اس نے حضرت ابوبکر صدیق و حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت لی ہیں اور وہ معروف تھا- ابوعبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کے بارے میں کہا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے اپنے عیال کا نگران مقرر کیا تھا- پھر جب حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ بنے تو انہوں نے اسے وزیر خزانہ بنا دیا اور اسی لیے اس کا نام مالک دار (گھر کا مالک) پڑ گیا-

''اسماعیل قاضی نے علی بن مدینی سے روایت کیا ہے کہ مالک دار حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خزانچی تھے-''

ابن حبان نے الثقات (۵:۳۸۴) میں مالک دار کو ثقہ قرار دیا ہے- (رفع المنارہ:۲٦٦)

اب اگر حافظ منذری اور امام ابن حجر ہیثمی نے مالک دار کے بارے میں کہا ہے کہ ہم اسے نہیں جانتے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ انہوں نے اسے ثقہ یا غیر ثقہ

کچھ بھی نہیں کہا- تاہم امام بخاری' ابن سعد' علی بن مدینی' ابن حبان اور حافظ ابن حجر عسقلانی جیسے دوسرے اجل محدثین بھی ہیں جو اسے جانتے ہیں- حافظ عسقلانی نے اس کا ذکر "تہذیب التہذیب (۷:۲۲۶' ۸:۲۱۷) میں بھی کیا ہے مقام حیرت ہے کہ علامہ ناصر الدین البانی ان کے قول کو قبول ومنتخب کرتے ہیں جو مالک دار کا معاملہ نہیں جانتے اور اسے ان لوگوں کے قول پر ترجیح دیتے ہیں جو اسے جانتے ہیں- علامہ البانی نے مالک بن عیاض حوالدار کے لقب سے مشہور ہے' کی روایات رد کی ہیں جبکہ کبارِ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے ان پر اعتماد کرتے ہوئے انہیں اپنا وزیر بنایا اور وزارت خزانہ جیسے اہم محکمے کی ذمہ داریاں تفویض کیں- علامہ البانی اس کے برعکس مالک دار کی نسبت کم مرتبے کے حامل لوگوں کی روایت قبول کرتے ہیں- ذیل میں اسی کی چند مثالیں دی جاتی ہیں-

(۱) انہوں نے یحییٰ بن عریان ہروی کو سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ (۱:۴۹) میں حسن قرار دیا ہے- ان کی دلیل حافظ خطیب بغدادی کا' تاریخ بغداد (۱۴:۱۶۱) میں وہ قول ہے جس میں وہ یحییٰ بن عریان ہروی کو بغداد کا ایک محدث قرار دیتے ہیں- (ببغداد محدثا (وہ بغداد کا ایک محدث تھا)

یہ بیان بالکل واضح ہے- حافظ خطیب بغدادی نے یحییٰ بن عریان ہروی پر کوئی جرح وتعدیل کی' نہ ہی یہ ظاہر کیا کہ وہ کتنے بلند پائے کا محدث تھا یا اس کی روایات صحیح یا حسن تھیں' لیکن پھر بھی علامہ البانی نے اسے حسن قرار دیا ہے-

(۲) ابوسعید غفاری کو سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ (۲:۲۹۸) میں حسن کہا گیا

ہے- یہ بیان کرنے کے بعد کہ وہ مجہول نہیں رہا چونکہ اس سے روایت لینے والے دو راوی ہیں وہ لکھتے ہیں ''پس وہ تابعی ہے- حفاظ کی ایک جماعت نے اس کی حدیث کو حسن قرار دیا ہے- لہٰذا حافظ عراقی کا (اس سے مروی روایت کی) اسناد کو جید کہنے میں کوئی حرج نہیں- اسی بات سے مجھے انشراح صدر حاصل ہوا اور میرا نفس اس پر مطمئن ہوا-''

سوال یہ ہے کہ ابو سعید غفاری اور مالک دار کے درمیان فرق کیوں؟

(۳) صالح بن خوات کو سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ (۴۳۶:۲) میں حسن قرار دیا ہے- کیونکہ ایک جماعت نے اس سے روایات لی ہیں اور ابن حبان نے ''الثقات'' میں اس کا ذکر کیا ہے-

جبکہ ہماری تحقیق کے مطابق حافظ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ نے (تقریب التہذیب) (۳۵۹:۱) میں اسے مقبول کہا ہے اور یہ بھی بیان کیا ہے کہ وہ آٹھویں طبقہ میں سے تھا-

تو کیا پہلے طبقے کا راوی مالک دار حسن نہیں ہوگا؟

لہٰذا امام ابن ابی حاتم رازی کا سکوت مالک دار کے مجہول ہونے پر دلالت نہیں کرتا کیونکہ وہ اس لیے سکوت اختیار کرتے ہیں کہ وہ راوی کے بارے میں جرح وتعدیل نہیں پاتے- پس عدم جرح وتعدیل سے مراد راوی کی جہالت نہیں کیونکہ جہالت جرح ہے جس کی سکوت سے صراحت ہوتی ہے اور نہ ہی اس کی طرف اشارہ ملتا ہے- بلکہ حقیقت میں اس طرح سے راوی کا جہل ثابت کرنے کی

مخالفت کی جاتی ہے۔ کتنے ہی ایسے راوی ہیں جن کے متعلق ابن حاتم رازی خاموش رہتے ہیں۔ حالانکہ دوسرے ائمہ نے ان راویوں پر جرح و تعدیل کی ہے۔ کتب اسماء الرجال اس طرح کی مثالوں سے بھری پڑی ہیں۔

تیسرا اعتراض:

ابوصالح ذکوان سمان اور مالک دار کے درمیان انقطاع کا گمان ہے۔

جواب:

یہ گمان باطل ہے جس کا حقیقت سے کوئی واسطہ نہیں۔ اس کے بطلان کے لیے صرف اتنا کہنا کافی ہے کہ ابوصالح بھی مالک دار کی طرح مدنی تھا اور اس نے صحابہ کرام علیہم الرضوان سے حدیثیں روایت کی ہیں لہٰذا وہ مدلس نہیں۔ یہ بات بھی پیش نظر رہے کہ کسی سند کے اتصال کے لیے صرف معاصرت کافی ہے جیسا کہ امام مسلم نے ''الصحیح'' کے مقدمہ میں اس بات پر اجماع کا ذکر کیا ہے۔

چوتھا اعتراض:

اس روایت کا صحیح ہونا حجت نہیں کیونکہ اس کا دارومدار ایک ایسے شخص پر ہے جس کا نام نہیں لیا گیا۔ صرف سیف بن عمر تمیمی کی بیان کردہ روایت میں اس کا نام بلال بیان کیا گیا ہے اور سیف نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔

جواب:

یہ اعتراض باطل ہے اس لیے کہ حجت کا دار و مدار بلال پر نہیں بلکہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عمل پر ہے۔ انہوں نے بلال کو اس کے فعل سے روکا نہیں بلکہ اسے تسلیم کیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود بھی رو دیے اور فرمایا ''اے میرے پروردگار میں کوتاہی نہیں کرتا مگر یہ کہ عاجز ہو جاؤں۔''

لہٰذا قبر شریف پر آنے والا شخص خواہ وہ صحابی ہو یا تابعی اس کا عدم ذکر اس روایت کی صحت پر اثر انداز نہیں ہوتا۔

اس بحث کا ماحصل یہ ہے کہ مالک دار کی بیان کردہ روایت صحیح ہے۔ جیسا کہ ہم نے ابتدا میں بیان کیا۔ شیخ محمد بن علوی مالکی لکھتے ہیں۔

''وہ حضرات جنہوں نے اس حدیث کا ذکر کیا یا روایت کیا ہے اور کتابیں تصنیف فرمائی ہیں۔ ان میں سے کسی ایک نے بھی نہیں کہا کہ یہ گمراہی و کفر ہے اور نہ انہوں نے متن حدیث پر کسی قسم کا اعتراض کیا۔ اس حدیث کا حافظ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ جیسے جلیل القدر صاحب علم نے حوالہ دیا اور کہا کہ اس کی سند صحیح ہے۔ حفاظ حدیث میں ان کا جو مقام و مرتبہ اور علم و فضل ہے وہ محتاج بیان نہیں۔''

(مفاہیم یجب ان تصحح:۱۵۱)

اہم نکات

اس روایت سے مندرجہ ذیل اہم نکات مستنبط ہوتے ہیں۔

۱۔ توسل اور استمداد کی نیت سے زیارتِ قبور کے لیے جانا۔

۲۔ ابتلاء آزمائش کے وقت کسی فوت شدہ نیک ہستی کی قبر پر جا کر توسل کرنا اور اس سے مدد طلب کرنا جائز ہے۔ کیونکہ اگر یہ فعل ناجائز ہوتا تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس شخص کو ضرور منع فرماتے۔

۳۔ حضور علیک الصلوٰۃ والسلام کا قبر شریف پر آنے والے شخص کے خواب میں آ کر اسے بشارت دینا اس بات پر دلیل ہے کہ غیر اللہ عزوجل اور فوت شدگان سے استعانت جائز ہے۔ کیونکہ اگر ایسا کرنا جائز نہ ہوتا تو یہ ہو ہی نہیں سکتا تھا کہ حضور علیک الصلوٰۃ والسلام اس شخص کو منع نہ فرماتے۔

۴۔ بعد از وصال مبارک ندائے یا رسول اللہ (علیک الصلوٰۃ والسلام) کا اثبات

۵۔ ندا استمداد اور توسل کا عمل خیر القرون سے چلا آ رہا ہے۔

۶۔ حضور علیک الصلوٰۃ والسلام کی ذات اقدس بعد از وصال بھی رشد و ہدایت کا منبع ہے۔

سلطنت کا سربراہ انتظامی معاملات کا ذمہ دار ہوتا ہے۔حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سرورِ انبیاء علیک الصلوٰۃ والسلام ہونے کے باوجود ریاستی چینل کو نہیں توڑا اور درحقیقت نظم و نسق کی پاسداری کا سبق دیتے ہوئے قبر شریف پر آنے والے شخص کو سربراہ ریاست کے پاس جانے کا حکم فرمایا۔

۸۔ قبر شریف پر آنے والے شخص نے حضور نبی اکرم علیک الصلوٰۃ والسلام کو امت کا واسطہ دیا جس سے حضور علیک الصلوٰۃ والسلام کی اُمت کے ساتھ بے پایاں محبت ظاہر ہوتی ہے۔

۹۔ امت کو وسیلہ بنانے کا جواز۔

۱۰۔ نبی علیک الصلوٰۃ والسلام کے سامنے غیر نبی علیک الصلوٰۃ والسلام کو وسیلہ بنانے کا جواز۔

۱۱۔ جو شخص بھی حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے تعلق استوار کرے اور اس نسبت کو پختہ کرے تو آقائے نامدار علیک الصلوٰۃ والسلام اپنے اس غلام کو ضرور اپنے دیدار سے مشرف فرماتے ہیں اور اپنی عطاؤں کا سلسلہ جاری رکھتے ہوئے نام محمد علیک الصلوٰۃ والسلام کی غلامی کا پٹہ ڈالنے والے کو فیوض و برکات سے نوازتے ہیں۔

۱۲۔ حضور نبی اکرم علیک الصلوٰۃ والسلام کو بعد از وصال بھی اپنی

امت یا اس کے کسی حکمران کی کمزوریوں کا علم ہوتا ہے اور
آپ علیک الصلوٰۃ والسلام ان کمزوریوں کا علم ہوتا ہے اور
آپ علیک الصلوٰۃ والسلام ان کمزوریوں کو رفع کرنے کے
لیے مختلف احکامات صادر فرماتے ہیں۔

۱۳۔ عظیم اور اہل اللہ عزوجل ہستیوں سے ان کے وصال کے بعد
راہنمائی طلب کرنا۔

۱۴۔ آقائے دوجہاں علیک الصلوٰۃ والسلام کے بعد از وصال ملنے
والے احکامات کو صحابہ اکرام علیہم الرضوان کا حق و سچ ماننا۔

۱۵۔ خواب میں ملنے والے احکامات کا دوسروں پر نفاذ۔

۱۶۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے موحد کے سامنے توسل
واستمداد کی بات کی گئی تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس
سے منع نہیں فرمایا۔ بلکہ سن کر رو پڑے اور اسے حق جان کر
جواب دیا۔

۱۷۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا سرور دوجہاں سے عشق
کہ محبوب خدا علیک اصلوٰۃ والسلام کا ذکر سنتے ہی آپ رضی
اللہ تعالیٰ عنہ پر رقت طاری ہوگئی۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ کی وصیت

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتی ہیں۔

لما مرض ابی اوصی ان یوتی بہ الی قبر النبی علیک الصلوٰۃ والسلام ویستاذن لہ ویقال ھذا ابو بکرؓ یدفن عندک "یا رسول اللہ" فان اذن لکم فادفنونی وان لم یوذن لکم فاذ ھبوابی الی البقیع فاتی بہ الی الباب فقیل ھذا ابو بکر قد استھی ان یدفن عند رسول اللہ علیک الصلوٰۃ والسلام وقد اوصانا فان اذن لنا دخلنا وان لم یوذن لنا انصرفنا فنودینا ادخلوا و کرامۃ سمعنا کلاما ولم نرا احدا ۔

ترجمہ: جب میرے والد بیمار ہوئے تو انہوں نے وصیت کی کہ مجھے حضور علیک الصلوٰۃ والسلام کی قبر انور کے پاس لے جانا اور (اجازت) طلب کرنا اور کہنا یہ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ "یارسول اللہ علیک الصلوٰۃ والسلام آپ کے پاس دفن کر دیں اگر وہ اجازت دیں تو مجھے وہاں دفن کرنا اور اگر اجازت نہ دیں تو مجھے جنت البقیع میں لے جانا بس آپ کو حجرہ مبارک کے دروازے پر لے جایا گیا اور کہا گیا یہ ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں۔ یہ رسول اللہ علیک الصلوٰۃ والسلام کے پاس دفن کی خواہش رکھتے ہیں اور انہوں نے ہمیں وصیت کی کہ اگر آپ ہمیں اجازت دے دیں تو ہم داخل ہو جائیں اور اگر اجازت نہ دیں تو ہم واپس چلے جائیں۔ پس ہمیں آواز دی گئی کہ تم داخل کر دو۔ ہم نے کلام سنا اور کسی کو دیکھا نہیں۔ (حوالہ الخصائص الکبریٰ)

سبز گنبد دے اندر جو نچ دی سی تھاں
مصطفیٰ دے یاراں دے کم آ گئی

دوسری روایت میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

رایت الباب قد فتح فسمعت قائلا یقول ادخلو الحبیب الی حبیبہ فان الحبیب الی الحبیب مشتاق (الخصائص الکبریٰ ۲۸۱:۲-۲۸۲)

ترجمہ: میں نے دروازہ دیکھا کہ وہ کھل گیا اور میں نے ایک کہنے والے کو کہتے سنا کہ دوست کو دوست کے ساتھ ملا دو۔ بے شک دوست دوست کے ساتھ ملنے کا مشتاق ہے۔

مولوی اشرف علی تھانوی امام رازی علیہ الرحمۃ کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کرامتوں میں سے یہ بھی ہے کہ جب آپ کا جنازہ حضور اکرم علیک الصلوٰۃ والسلام کے مزار مبارک کے سامنے دروازے پر لایا گیا اور آواز دی گئی ''السلام یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ ابو بکر صدیق (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) دروازے پر حاضر ہیں تو دروازہ خود بخود کھل گیا۔ قبر شریف کے اندر سے کوئی آواز دیتا ہے کہ ایک دوست کو دوسرے دوست کے ہاں داخل کردو۔'' (جمال الاولیاء ۲۹)

ان روایات سے ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ واضح ہوگیا کہ آپ وصیت فرمارہے ہیں کہ جا کر بارگاہ مصطفوی میں عرض کرنا اور اس کے بعد جو حکم

ہوگا اس پر عمل کرنا اور یہ بات اس وقت کہی جاتی ہے جب یقین ہو کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام زندہ ہیں اور سنتے بھی ہیں اور اس کا جواب بھی مرحمت فرماتے ہیں۔حضور علیک الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے موقع پر بھی ان کا ایک عمل بھی ان کے اس عقیدہ کی تائید کرتا ہے اور لفظ ''یا رسول اللہ (علیک الصلوٰۃ والسلام) بھی ثابت ہوا

غلام احمد مختار یوں پہچانیں جائیں گے
کہ محشر میں بھی ہوگا ان کا نعرہ یا رسول اللہ

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا طریقہ کار:

انہ کان اذا قدم من سفر دخل المسجد ثم اتی الی القبر المقدس فقال یا رسول اللہ السلام علیک

ترجمہ: ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما جب کسی سفر سے واپس آتے تو مسجد میں آتے پھر قبر اقدس (علیک الصلوٰۃ والسلام) پر حاضری دیتے اور کہتے ''اے اللہ تعالیٰ کے رسول علیک الصلوٰۃ والسلام آپ پر سلام ہو۔'' (مواہب اللدنیہ ۲:۳۸۷)

اے شہنشاہ مدینہ الصلوٰۃ والسلام
زینت عرش معلیٰ الصلوٰۃ والسلام

علامہ ابن قیم لکھتے ہیں۔

ان السلام علی من لا یشعر ولا یعلم بالمسلم محال

ترجمہ: بے شک مسلمان کے لیے محال ہے کہ ایسے آدمی کو سلام کرے جو کہ عقل وشعور اور علم نہیں رکھتا ہو۔ (الروح:۱۴)

حضرت بلال بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا طریقہ:

انہ جآء الیٰ قبر النبی (علیک الصلوٰۃ والسلام) وقال یا رسول اللہ استسق لا متک

ترجمہ: آپ حضور اکرم علیک الصلوٰۃ والسلام کی قبر انور پر حاضر ہوئے اور عرض کیا "یا رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی امت کے لیے بارش کی دعا فرمایئے۔ (شواہد الحق:۱۳۸)

اس کے تحت علامہ یوسف بن اسماعیل نبھانی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں۔

ففیہ الندا لہ بعد وفاتہ والخطاب بالطلب منہ ان یستسقی لا متہ

ترجمہ: اس میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو آپ کی ظاہر حیات کے بعد ندا ہے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اپنی امت کے لیے بارش کی دعا مانگنے کی طلب کے ساتھ خطاب ہے۔ (شواہد الحق:۱۳۸)

میرے کریم سے گر قطرہ کسی نے مانگا
دریا بہا دیتے ہیں در بے بہا دیے ہیں

ابن قیم کے نزدیک خطاب اور ندا قوت سماعت کے بغیر درست نہیں اور سماعت کی قوت کا ہونا حیات پر دلیل ہے۔

حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ندا:

حضور علیک الصلوٰۃ والسلام کی پھوپھی جان حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ کی وفات کے بعد اشعار کی صورت میں مرثیہ لکھا عرض کرتی ہیں۔

الا یا رسول اللہ انت رجاء نا

ترجمہ: یارسول اللہ (علیک الصلوٰۃ والسلام) آپ ہماری امید ہیں۔ (زرقانی علی لمواہب جلد ۸ ص ۲۸۴)

اس پر علامہ نبہانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

ففیھا النداء مع قولھا انت رجائنا وسمع تلک المرثیہ الصحابہ ولم ینکر احد قولھا: یا رسول اللہ انت رجاء نا

ترجمہ: ان کے قول میں نداء ہے اور اس مرثیہ کو تمام صحابہ اکرم علیہم الرضوان نے سنا لیکن کسی نے اس کا انکار نہ کیا۔ (یارسول اللہ علیک الصلوٰۃ والسلام آپ ہماری امید ہیں۔ (شواہد النبوۃ: ۱۳۳)

امام غزالی حجۃ الاسلام علیہ الرحمۃ کا عقیدہ:

واحضر قلبک النبی (علیک الصلوٰۃ والسلام) وشخصہ الکریم وقل السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

وليصدق املک حتیٰ به يبلغه ويرد عليک ماهو او في منه

ترجمہ: پس تو اپنے دل میں حضور علیک الصلوٰۃ والسلام کی ذات کو جلوہ گر مان کر عرض کر اے نبی محترم! (علیک الصلوٰۃ والسلام) آپ پر اللہ تعالیٰ کی رحمت اور برکات کا نزول ہو اور اس بات پر یقین رکھ کر میرا سلام آپ کی بارگاہ میں پہنچتا ہے اور آپ اسے اس سے بہتر جواب سے نوازتے ہیں۔

(احیاء العلوم جلد اول ص ۱۶۹)

علامہ ابن تیمیہ کا عقیدہ یا ایہا النبی پکارنا:

قد شرع لنا اذا دخلنا المسجد ان نقول السلام عليک ايها النبي ورحمة الله وبركاته كما نقول ذالک في اخر صلاتنا بل قد استحب ذالک لكل من دخل مكانا ليس فيه احد: ان يسلم على النبي (عليک الصلوٰة والسلام) لما تقدم من ان السلام عليه يبلغه من كل موضع

ترجمہ: تحقیق ہمارے لیے مشروع کیا گیا کہ جب ہم مسجد میں داخل ہوں تو یہ کہیں ''السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'' جیسے کہ ہم نماز کے آخر میں کہتے ہیں بلکہ اس طرح حضور (علیک الصلوٰۃ والسلام) پر سلام بھیجنا ہر اس آدمی کے لیے مستحب ہے جو کہ ایسی جگہ داخل ہو جہاں پر کوئی آدمی نہ ہو بسبب اس کے جو (احادیث) گزر چکی ہیں کہ نبی اکرم (علیک الصلوٰۃ والسلام) پر پڑھا جانے والا سلام ہر جگہ سے آپ تک پہنچ جاتا ہے۔ (اقتضاء الصراط المستقیم: ۳۶۶)

مولای صل وسلم دائماً ابداً

علیٰ حبیبک خیر الخلق کلھم

مفسر قرآن محمد اسماعیل حقی علیہ الرحمۃ کا بیان:

لا تجعلوا محمداً صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم باسمہ ولکن وقروہ وعظموہ وقولو یا رسول اللہ ویا نبی اللہ ویا ابا القاسم

ترجمہ: حضور اکرم علیک الصلوٰۃ والسلام کو نام لے کر نہ پکارو بلکہ عزت و تعظیم سے پکارو اور کہو یا رسول اللہ یا نبی اللہ یا ابا القاسم (علیک الصلوٰۃ والسلام) (تفسیر روح البیان جلد اول ص ۹۲۳)

ہر نبی نے مشکل میں یا رسول اللہ علیک الصلوٰۃ والسلام پکارا:

عن ام سلمۃ کان النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فی صحرآء فنادتہ ظبیہ یا رسول اللہ قال ما حاجتک قالت صادنی ھٰذا الاعرابی ولی خشفان فی ذالک الجبل فاطلقنی حتیٰ اذھب فارضعھما وارجع قال او تفعلین قالت نعم فا طلقھا فذھبت ورجعت فاوثقھا فانتبہ الاعرابی وقال یا رسول اللہ لک حاجۃ قال تطلق ھٰذہ الظبیۃ

ہرن نے بھی مشکل کے وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ندا کی اور اس کو

کامیابی ہوئی اسی شفا شریف میں ہے۔

ما استقبله شجر ولا جبل الا قال له السلام علیک یا رسول الله

(شفا شریف جلد اول صفحہ نمبر ۲۵۹)

جو درخت یا پہاڑ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے آتا السلام علیک یا رسول اللہ عرض کرتا یہ تو شجر و حجر ہیں کعبہ معظّمہ جو تمام عالم کے مسلمانوں کا قبلہ عبادت ہے جس کی طرف ہم سب اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرتے ہیں وہ خود روضہ طاہرہ پر حاضر ہو کر یہ ندا اسلام عرض کرے گا۔

حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث علیہ الرحمۃ تفسیر فتح العزیز میں فرماتے ہیں۔

''ابن مردویہ واصبہانی در ترغیب و ترہیب و دیلمی بروایت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما آوردہ اند کہ آنحضرت فرمودند کہ چوں روز قیامت شود کعبہ را مزشتہا مانند عروس بزیب و زینت آراستہ بحشر گاہ برند۔ در اثنائے راہ بر قبر من گزار افتد پس کعبہ بزبان فصیح بگوید کہ ''السلام علیک یا محمد در جواب بگوید کہ ''وعلیک السلام یا بیت اللہ با تو امت من چہ سلوک کردو تو با نہا چہ سلوک خواہی کرد کعبہ بگوید کہ ''یا محمد'' ہر کہ از امت تو بزیارت من آمد پس من اورا کفایت کنم و شفیع او خواہم شد از طرف او خاطر خود را فارغ دار و ہر کہ بزیارت من نرسید بس تو اورا کفایت کن و شفیع اوشو (تفسیر فتح العزیز پارہ الم ص ۴۷۵)

ترجمہ: یعنی ابن مردویہ واصبہانی ترغیب و ترہیب میں اور دیلمی نے حضرت

جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کی کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب روز قیامت ہو فرشتے کعبہ معظّمہ کو دلہن کی طرح زیب وزینت سے سجا کر محشر میں لے جائیں گے۔ اثنائے راہ میں میری قبر مبارک پر گزر ہو تو کعبہ زبان فصیح سے عرض کرے ''السلام علیک یا محمد میں جواب میں فرماؤں'' وعلیک السلام یا بیت اللہ'' تیرے ساتھ میری امت نے کیا سلوک کیا تو ان کے ساتھ کیا سلوک کرے گا۔ کعبہ عرض کرے گا یا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ کا جو امتی میری زیارت کے لیے آیا میں اس کے لیے کفایت کروں گا اور اس کا شفیع ہوں گا۔ آپ اس کی طرف سے خاطر جمع رکھیں اور جو میری زیارت کو نہ پہنچا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کے لیے کفایت کریں اور اس کے شفیع ہوں۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ روضہ طاہر پر عرض سلام بہ ندا شرک نہیں ورنہ مولوی اسماعیل سردار وہابیہ کے عقیدہ پر کعبہ بھی مشرک ولاحول ولاقوۃ الا باللہ یہ بھی معلوم ہوا کہ کعبہ بھی شفاعت کرے گا اور حضور بھی شفاعت فرمائیں گے اور وہ شفاعت عاصیوں کی مغفرت کا ذریعہ ہوگی۔ والحمدللہ

امام علامہ سمہودی علیہ الرحمۃ خلاصۃ الوفا میں فرماتے ہیں۔

حکاہ اصحابنا عن العتبی مستحسنین لہ کنت جالساً عند قبر النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فجاء اعرابی فقال السلام علیک یا رسول اللہ سمعت اللہ تعالیٰ یقول والوانہم اذ ظلموا انفسہم جاء وک فاستغفر واللہ الاتہ

وقد جئتک مستغفراً من ذنبی مستشفعاً بک الیٰ ربی ثم انشاء یقول (خلاصہ الوفا صفحہ ۵۸)

یا خیر من دفنت بالقاع اعظمه
فطاب من طیبهن القاع والاکم
نفسی الفداء لقبر ساکنه
فیه العفاف وفیه الجود والکرم

(خلاصہ الوفاء صفحہ ۵۸)

قال ثم انصرف فغلبتنی عینای فرایت النبی صلی الله علیه وسلم فی النوم فقال یا عتبی الحق الاعرابی فبشره بان الله قد غفرله

ترجمہ: یعنی ہمارے اصحاب نے مستحسن جان کر عتبی سے نقل کیا کہ حضور انور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے روضہ طاہرہ میں حاضر تھا کہ ایک اعرابی آیا اور اس نے عرض کیا السلام علیک یا رسول اللہ میں نے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ولو انھم الایۃ تو اے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام میں آپ کی بارگاہ میں اپنے گناہوں کی مغفرت چاہنے اور پروردگار عالم کے حضور آپ کی شفاعت طلب کرنے حاضر ہوا ہوں۔

پھر وہ اعرابی یہ اشعار پڑھنے لگا۔

اے بہتران سب سے جو زیر زمین مدفون ہوں

ہو معطر ان کی خوشبوؤں سے گورستان کی خاک

میری جان اس قبر پر قربان کہ جس میں آپ ہیں

اس میں ہے جود و عفاف و موہبت اے جان پاک

اعرابی تو یہ عرض و معروض کر کے روانہ ہوا اور مجھے نیند آئی حضور انور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت سے مشرف ہوا- ارشاد فرمایا کہ اے عتبی اس اعرابی سے مل کر اس کو بشارت دو کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی مغفرت فرمائی-

شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی علیہ الرحمۃ قصیدہ اطیب النعم میں فرماتے ہیں

وصلی علیک اللہ یا خیر خلقہ ویاخیر ما مول ویاخیر واھب

تم پر درود کبریا اے بہترین کائنات اے بہترین امید کہ اے بہترین صاحب عطا-

ویاخیر من یرجی لکشف رزیۃ ومن جودہ فاق جود السحائب

اے بہترین ان جن دفع مصیبت کی امید فائق ہے جو ابر سے سرکار کی جود و سخا-

فاشھد ان اللہ راحم خلقہ وانک مفتاح لکنز المواھب

شاہد ہوں میں اس پر کہ حق رحم ہے اپنے خلق پر اور ذات عالی آپ کی مفتاح گنج ہر عطا۔

وانک اعلیٰ المرسلین مکانۃً وانت لهم شمس هم کا الثواقب

سب مرسلوں میں آپ کا اعلیٰ ہے بے شک مرتبہ مہر درخشاں آپ ہیں مثل کواکب انبیاء

وانت شفیع یوم لا ذو شفاعة بمغن کما اثنیٰ سواد بن قارب

اس روز شافع آپ ہیں جس دن کوئی شافع نہیں حاجت روا جیسا سواد ابن قارب نے کہا۔

وانت مجیر من هجوم ملمة اذا انشب فی القلب شر المخالب

سختی کے حملوں سے تمہیں دو گے پناہ اے شاہ دین جب دل میں پنجے ڈال دے بدتر مصیبت کی بلا

فما انا اخشیٰ اذمة مد لهمة ولا انا من ریب الزمان براهب

اندیشہ پھر کیا ہو مجھے غم کے چہ تاریک سے اور کیسے خائف کر سکے ریب زمان بے وفا

فانی منکم فی قلاع حصینة وحد حدید من سیوف المحارب

ہوں میں پناہ گیر آپ کے محفوظ قلعوں میں شہا کیا کر سکے گی پھر مرا تیغ یل جنگ آزما۔

شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اس قصیدہ میں ندائیں بھی کیں۔ حضور علیک الصلوٰۃ والسلام سے مدد بھی چاہی آپ کو واہیں اور دافع بلا و مصیبت بھی مانا۔ آپ کو شفیع و حاجت روا بھی کہا آپ کی ذات پر بھروسہ بھی کیا۔ عطاؤں کی کنجیاں بھی آپ ہی کے ہاتھ میں بتائیں۔ دیکھیے مولوی اسماعیل دہلوی سردار وہابیہ کے ماننے والے شاہ صاحب پر بھی حکم شرک کرتے ہیں یا یہ حربہ دوسروں کے لیے ہی کام میں لایا جاتا ہے اور اپنوں کا کوئی فعل قابل گرفت نہں۔

شیخ سعدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

اے محمد گر قیامت را برآری سر ز خاک
سر برآور دیں قیامت درمیان خلق بیں

فا طلقها فخرجت تعدوا فی الصحرآء وتقول اشهد ان لا اله الا الله و اشهد ان محمداً رسول الله

ترجمہ: حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ حضور اقدس علیک الصلوٰۃ والسلام صحرا میں تھے۔ ایک ہرنی نے ندا کی یا رسول اللہ علیک الصلوٰۃ والسلام فرمایا کیا حاجت ہے۔ عرض کیا مجھ کو اس اعرابی نے پکڑ لیا اور اس پہاڑ میں میرے دو چھوٹے بچے ہیں مجھے کھول دیجیے تا کہ میں جا کر ان کو دودھ پلا آؤں۔ فرمایا کیا ایسے کرے گی۔ عرض کی ہاں حضور (علیک الصلوٰۃ والسلام) نے اس کو

کھول دیا وہ چلی گئی اور واپس آ گئی- پس آپ نے اس کو باندھ دیا- اعرابی جاگ پڑا اور عرض کرنے لگا یا رسول اللہ علیک الصلوٰۃ والسلام کچھ حکم ہے- فرمایا اس ہرنی کو چھوڑ دے- پس اس نے ہرنی کو چھوڑ دیا- وہ جنگل میں دوڑتی ہوئی نکل گئی اور پڑھتی تھی-

اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمداً رسول اللہ (خصائص کبریٰ جلد دوم ص ۴۰' شفاء شریف جلد اول ص ۲۵۵)

اس روایت نے ثابت کر دیا کہ جنگل کے جانور بھی مصیبت اور مشکل وقت میں یا رسول اللہ علیک الصلوٰۃ والسلام پکارتے ہیں- لیکن اس دور کے مسلمان کہلوانے والے بدعت و شرک کہتے ہیں- ایسی قوم کو اللہ تعالیٰ ہدایت دے-

دکھوں نے تم کو جو گھیرا ہے تو درود پڑھو
جو حاضری کی تمنا ہے تو درود پڑھو

ندائے یا محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جواز اور بحث و نظر:

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بیان کیا کہ ایک دن ہم رسول اللہ تعالیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے اچانک ایک شخص آیا جس کا لباس انتہائی سفید اور بال گہرے سیاہ تھے-

یہ آنے والا شخص حضرت جبرائیل علیہ السلام تھے جو پیکر انسانی میں آئے تھے- اس حدیث سے معلوم ہوا کہ فرشتے جس شکل میں چاہیں متشکل ہو سکتے

ہیں-فرشتوں کی حقیقت اورانسان اور فرشتہ میں باعتبار حقیقت کون افضل ہے-

اس آنے والے نے کہا ''یا محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام مجھ کو اسلام کے متعلق بتلایئے- (صحیح مسلم کتاب الایمان)

اس حدیث میں حضرت جبرائیل علیہ السلام نے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ''یا محمد'' کے ساتھ نداا ور خطاب کیا ہے-بعض علماء یہ کہتے ہیں کہ فرشتوں کے لیے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو''یا محمد'' کے ساتھ ندااور خطاب کرنا جائز ہےاور آپ کی امت کے لیے ناجائز ہے- کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کا نام لے کر آپ کو بلانا امت پر حرام کردیا ہے-اس لیے''یا محمد'' کہنا ناجائز ہے-البتہ''یارسول اللہ''''یا نبی'' کہنا چاہیے-ان کا استدلال قرآن مجید کی اس آیت سے ہے-

لا تجعلوا دعآء الرسول بينكم كدعاء بعضكم بعضاً (نور۶۳)

ترجمہ: رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہرالو جیسا تم میں ایک دوسرے کو پکارتا ہے-(کنزالایمان)

مانعین کا استدلال اس وقت صحیح ہوگا جب دعا کا معنی بلانا اور پکارنا ہو اور دعا کی رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف اضافت' اضافت الی المفعول ہو یعنی رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اس طرح نہ بلاؤ جیسے ایک دوسرے کو بلاتے ہو اور اس آیت میں زیادہ ظاہر اور نظم قرآن مجید کے قریب-یہ ترکیب ہے کہ یہ اضافت الی الفاعل ہے-یعنی رسول اللہ تعالیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بلانے کو ایسا نہ قرار دو جیسے تم ایک دوسرے کو بلاتے ہو یا دعا کا معنی اللہ تعالیٰ سے دعا کرنا ہے-یعنی رسول اللہ

تعالیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو ناراض نہ کرو اور اپنے خلاف آپ کی دعا کو اپنی دعاؤں کی طرح نہ قرار دو۔

کیونکہ آپ کی دعا حتماً قبول ہوئی ہے۔

امام رازی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں۔

(۱) مبرد اور قفال نے کہا ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تم کو جو حکم دیتے ہیں اور تم کو بلاتے ہیں' اسے تم آپس میں بلانے کی طرح نہ قرار دو کیونکہ آپ کا حکم دینا فرض اور لازم ہے اور اس پر دلیل یہ ہے کہ اس آیت کے بعد یہ ارشاد ہے۔

فلیحذر الذین یخالفون عن امرہ ان تصیبھم فتنۃ او یصیبھم عذاب الیم O (نور ۶۳)

ترجمہ: تو وہ ڈریں وہ جو رسول کے حکم کے خلاف کرتے ہیں کہ انہیں کوئی فتنہ پہنچے یا ان پر دردناک عذاب پڑے۔ (کنز الایمان)

(۲) سعید بن جبیر نے یہ تفسیر کی ہے جس طرح تم (عامیانہ انداز سے) ایک دوسرے کو ندا کرتے ہو اس طرح آپ کو ندا نہ کرو بلکہ آپ کو تعظیم سے پکارو۔ یا محمدؐ' یا ابا القاسم نہ کہو بلکہ یا رسول اللہ یا نبی اللہ کہو۔

(۳) آپ کو بلند آواز سے نہ بلاؤ کیونکہ قرآن مجید میں ان لوگوں کی مدح ہے جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے آواز پست رکھتے ہیں۔

(۴) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ناراض کر کے اپنے خلاف رسول اللہ تعالیٰ

صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا (ضرر) سے ڈرو کیونکہ آپ کی دعا عام لوگوں کی طرح نہیں' اس کی قبولیت حتمی ہے۔ (تفسیر کبیر جلد ۶ ص ۳۱۰) مطبوعہ دارالفکر بیروت

(ا) آپ کو "یا محمد" کے ساتھ ندا کرنا اس صورت میں منع ہے جب اس ندا سے آپ کو بلانا مقصود ہو' جیسے ہم نام لے کر ایک دوسرے کو بلاتے ہیں مطلقاً "یا محمد" کہنا منع نہیں ہے۔

(ب) لفظ "محمد" کے دو اعتبار ہیں ایک لحاظ سے یہ آپ کا نام اور علم ہے جب اس لفظ سے آپ کا شخص کریم مراد ہو اور ایک اعتبار سے یہ آپ کی صفت ہے اور سعید بن جبیر کی تفسیر کے مطابق لفظ "محمد" سے آپ علم اور نام مراد لے کر "یا محمد" (علیہ السلام) کہنا منع ہے اور بہ حیثیت صفت کے "یا محمد" کہنا جائز ہے اور حضرت جبرائیل علیہ السلام کا آپ کو "یا محمد" کہنا اسی صورت پر محمول ہے۔

علامہ ابن قیم جوزیہ لکھتے ہیں۔

ویقال احمد فھو محمد کما یقال علم فھو معلم وھذا علم وصفۃ اجتمع فیہ الامران فی حقہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم" (جلاء الافہام ص ۹۲) مطبوعہ نوریہ رضویہ فیصل آباد۔

ترجمہ: کہا جاتا ہے اس کی حمد کی گئی تو وہ محمد ہے' جس طرح کہا جاتا ہے اس نے تعلیم دی تو وہ معلم ہے' لہٰذا یہ (لفظ محمد) علم (نام) بھی ہے اور صفت بھی اور آپ کے حق میں یہ دونوں چیزیں جمع ہیں۔

نیز علامہ ابن قیم لکھتے ہیں۔

"والوصفية فيهما لا تنافي العلمية وان معنا هما مقصود"

(جلاء الافہام ص ۱۱۳)

ترجمہ: محمد اور احمد میں وصفیت علمیت (نام ہونے) کے منافی نہیں ہے اور ان دونوں معنوں کا قصد کیا جاتا ہے۔

ملا علی قاری رحمۃ الباری لکھتے ہیں:

"او قصد به المعنى الوصفي دون المعنى العلمي" (مرقات جلد اول ص ۵۱) مطبوعہ امدادیہ ملتان ۱۳۹۰ھ

جب حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آپ کو "یا محمد" (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کہا تو اس سے لفظ "محمد" کے وصفی معنی کا ارادہ کیا اور علمی (نام کے) معنی کا ارادہ نہیں کیا۔ مولوی شبیر احمد عثمانی نے بھی ملا علی قاری علیہ الرحمۃ کے حوالے سے اس جواب کا ذکر کیا ہے۔ (فتح الملہم جلد اول ص ۱۶۲) مطبوعہ مدینہ پریس بجنور۔

(ج) لفظ "محمد" (علیہ الصلوٰۃ والسلام) سے آپ کا علم اور نام ہی مقصود ہو۔ لیکن آپ کو بلانا مقصود نہ ہو صرف اظہار محبت اور ذوق وشوق سے محض آپ کے نام کا نعرہ لگانا مقصود ہو، جیسا کہ اس حدیث میں ہے۔

امام مسلم حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک طویل حدیث روایت کرتے ہیں اس میں ہے کہ

فصعد الرجال والنساء فوق البيوت و تفرق الغلمان والخدم في الطريق ينادون يا محمد، يا رسول الله، يا

محمد، یا رسول الله (صحیح مسلم جلد ۲ ص ۴۱۹)

ترجمہ: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو مرد اور عورتیں گھروں کی چھتوں پر چڑھ گئے اور بچے اور خدام، راستوں میں پھیل گئے اور وہ نعرے لگا رہے تھے ''یا محمد'' یا رسول، یا محمد، یا رسول۔ حافظ ابن کثیر، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ خلافت کے احوال میں لکھتے ہیں۔

وکان شعارهم یومئذ یا محمداه (البدایہ والنہایہ جلد ۶ ص ۳۲۴) دار الفکر بیروت۔

اس زمانہ میں مسلمانوں کا شعار ''یا محمد'' (علیک الصلوٰۃ والسلام) کہنا تھا۔ حافظ ابن اثیر نے بھی اسی طرح لکھا ہے۔ (الکامل فی التاریخ جلد ۲ ص ۲۴۶) عربیہ بیروت

(د) لفظ ''یا محمد'' (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کا ذکر کرنا اور آپ کو یاد کرنا مقصود ہو پھر بھی ''یا محمد'' کہنا جائز ہے۔ امام بخاری علیہ الرحمۃ روایت کرتے ہیں۔

''عن عبدالرحمن بن سعد قال خدرت رجل ابن عمر فقال له رجل اذکر احب الناس الیک فقال یا محمد'' (الادب المفرد ص ۲۵۰)

ترجمہ: عبدالرحمٰن بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا پیر سن ہو گیا، ایک شخص نے کہا اس کو یاد کرو جو تم کو سب سے زیادہ محبوب ہو، حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہا ''یا محمد'' (علیہ الصلوٰۃ والسلام)

''یا محمد'' کہنے کے جواز پر سب سے واضح اور صریح دلیل یہ ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک نابینا کو دعا فرمائی جس میں ''یا محمد'' کے الفاظ موجود ہیں۔ (سنن ابن ماجہ ص ۹۹)

حافظ ابن تیمیہ نے اس حدیث کو جامع ترمذی، سنن نسائی اور متعدد کتب حدیث کے حوالوں سے نقل کیا ہے اور اس میں ''یا محمد'' کے الفاظ ہیں (مجموعہ الفتاویٰ جلد اول ص ۲۶۷)

غیر مقلدین کے مشہور عالم عبدالرحمٰن مبارک پوری نے اس حدیث کو امام ابن ماجہ، امام ابن خزیمہ، امام حاکم اور طبرانی کے حوالوں سے نقل کیا ہے اور اس حدیث کو صحیح کہا ہے اور اس میں ''یا محمد'' کے الفاظ ہیں۔ (تحفۃ الاحوذی جلد ۴ ص ۳۸۲) نشر السنۃ ملتان

اور امام ابو یعلیٰ اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں۔

عن ابی هريرة قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول والذى نفس ابى القاسم بيده لينزلن عيسىٰ بن مريم اماماً مقسطاً وحكما عدلا فليكسرن الصليب وليقتلن الخنزير، وليصلحن ذات البين و ليذهبن الشحنا و ليعرضن عليه المال فلا يقبله ثم لئن قام على قبرى فقال يا محمد لا جبة (مسند ابو یعلیٰ جلد ۶ ص ۱۰۱)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول

اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں ابوالقاسم کی جان ہے۔عیسیٰ بن مریم ضرور نازل ہوں گے۔ وہ منصف امام، اول عادل حاکم ہوں گے۔ وہ صلیب کو توڑ دیں گے۔خنزیر کو قتل کریں گے، لوگوں کی صلح کرائیں گے۔بغض کو دور کریں گے۔ ان پر مال پیش کیا جائے گا وہ اس کو قبول نہیں کریں گے۔ پھر بہ خدا اگر وہ میری قبر پر کھڑے ہو کر ''یا محمد'' کہیں تو میں ان کو ضرور جواب دوں گا۔

اس حدیث کا حافظ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ نے بھی ذکر کیا ہے، اور اس حدیث سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر میں حیات پر استدلال کیا ہے۔
(المطالب العالیہ جلد۴ ص ۳۴۹) مطبوعہ مکہ مکرمہ

اللہ تعالیٰ کا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ''یا محمد'' کے ساتھ ندا اور خطاب کرنا:

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز تحریر فرماتے ہیں۔
بیہقی، امام علقمہ و امام اسود اور ابونعیم، امام حسن بصری و امام سعید بن جبیر سے تفسیر کریمہ مذکورہ میں راوی ''**لا تقولوا یا محمد ولکن قولوا یا رسول الله یا نبی الله**''
یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یا محمد نہ کہو یا نبی اللہ، یا رسول اللہ کہو، اسی طرح امام قتادہ تلمیذ انس بن مالک سے روایت کی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین۔ لہٰذا علماء تصریح فرماتے ہیں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نام لے کر ندا کرنی حرام ہے اور واقعی محل انصاف ہے جسے اس کا مالک و مولیٰ تبارک و تعالیٰ نام لے کر نہ پکارے غلام کی کیا

مجال کہ راہ ادب سے تجاوز کرے۔ (تجلی الیقین ص ۲۶)

ہوسکتا ہے کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کی مراد یہ ہو کہ اللہ تعالیٰ جل مجدہ نے قرآن مجید میں سیدنا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نام لے کر نہیں پکارا۔ وگرنہ احادیث قدسیہ میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو بکثرت ''یا محمد'' کے ساتھ خطاب کیا ہے اور ندا کی ہے اور ہمارے نزدیک احادیث بھی حجت ہیں۔

امام بخاری، حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے معراج کی ایک طویل حدیث روایت کرتے ہیں اس میں ہے۔

فقال الجبار یا محمد قال لبیک و سعدیک قال انہ لا یبدل القول لدی کما فرضت علیک فی ام الکتاب فکل حسنۃ بعشر امثالھا فھی خمسون فی ام الکتاب وھی خمس علیک (صحیح بخاری جلد۲ص ۱۱۲۱)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''یا محمد'' آپ نے کہا میں حاضر ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرے قول میں تبدیلی نہیں ہوتی۔ میں نے جس طرح آپ پر ام الکتاب میں (نمازیں) فرض کی ہیں۔ تو ہر نیکی دس گنی ہے۔ لہٰذا ام الکتاب میں پچاس نمازیں ہیں اور آپ پر پانچ نمازیں (فرض) ہیں۔

امام مسلم، حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث معراج روایت کرتے ہیں اس میں ہے۔

فلم ارجع بین ربی وبین موسیٰ علیہ السلام حتیٰ قال یا محمد

انهن خمس صلوات کل یوم ولیلة" (صحیح مسلم جلد اول ص ۹۱)
میں اپنے رب اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے درمیان مسلسل آتا جاتا رہا۔
حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "یا محمد" ہر دن اور رات میں پانچ نمازیں (فرض) ہیں۔

امام ترمذی حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک حدیث روایت کرتے ہیں۔ اس میں ہے کہ:

فاذا بربی تبارک وتعالیٰ فی احسن صورة فقال یا محمد قلت ربی لبیک قال فیم یختصم الملاء الاعلیٰ الحدیث قال ابو عیسیٰ هذا حدیث صحیح سالت محمد بن اسماعیل عن هذا الحدیث فقال هذا صحیح (جامع ترمذی ص ۴٦٦)

ترجمہ: اچانک میں نے اپنے رب تبارک وتعالیٰ کو بہترین صورت میں دیکھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "یا محمد" میں نے کہا اے میرے رب میں حاضر ہوں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ملاء اعلیٰ کس چیز میں بحث کر رہے ہیں۔ الحدیث امام ترمذی کہتے ہیں یہ حدیث صحیح ہے۔ میں نے امام بخاری سے اس حدیث کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے کہا یہ حدیث صحیح ہے۔

نیز امام ترمذی علیہ الرحمۃ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے اس حدیث کو روایت کرتے ہیں اس میں ہے۔

قال اتانی ربی فی احسن صورة فقال یا محمد قلت لبیک ربی وسعدیک (جامع ترمذی ص ۴٦٦)

ترجمہ: میں نے (خواب میں) اپنے رب کو حسین ترین صورت میں دیکھا میرے رب نے کہا یا محمد! میں نے کہا اے میرے رب میں حاضر ہوں۔

یہ دونوں حدیثیں جامع ترمذی کے قدیم نسخوں کے متن میں درج ہیں۔نور محمد نے اپنے ایڈیشن میں ان حدیثوں کو حاشیہ میں نسخہ کے عنوان سے درج کیا ہے۔تحفۃ الاحوذی میں بھی یہ حدیثیں ترمذی کے متن میں درج ہیں۔امام احمد علیہ الرحمۃ نے اس حدیث کو حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے۔ اس میں ہے۔

اتـانـی ربی عزوجل اللیلة فی احسن صورة احسبه یعنی فی النـوم فـقـال یـا مـحـمـد تـدری فیما یختصم الملا الاعلیٰ الحدیث (مسند احمد جلد اول ص ۳۶۸) مطبوعہ اسلامی بیروت

ترجمہ: ایک رات کو یعنی خواب میں میرے پاس میرا رب عزوجل حسین ترین صورت میں آیا اور فرمایا "یا محمد" کیا آپ (ازخود) جانتے ہیں کہ ملا اعلیٰ کس چیز میں بحث کررہے ہیں؟

امام احمد، عبدالرحمٰن بن عائش کی سند کے ساتھ اس حدیث کو روایت کرتے ہیں اس میں ہے

اتانی ربی عزو جل اللیلة فی احسن صورة قال یا محمد

ترجمہ: آج رات میرے پاس میرا رب عزوجل بہترین صورت میں آیا اور فرمایا یا محمد (مسند احمد جلد ۴ ص ۶۶)

امام بن جوزی نے اس حدیث کو حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سند کے ساتھ روایت کیا ہے اس میں ہے۔

رایت ربی تعالیٰ فی احسن صورۃ فقال یا محمد (العلل المتناہیر جلد اول ص ۱۶) مطبوعہ اثریہ فیصل آباد

ترجمہ: میں نے اپنے رب کو بہترین صورت میں دیکھا اس نے فرمایا یا محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام

امام ابن جوزی نے اس حدیث کو عبدالرحمٰن بن عائش کی سند کے ساتھ روایت کیا ہے اس میں ہے کہ

یا محمد فیما یختصم الملاء الاعلیٰ (الیٰ ان قال) یا محمد! اذا صلیت فقل اللھم انی اسئلک الطیبات وترک المنکرات وحب المساکین وان تتوب علی واذا اردت فتنه فی الناس فتر فنی غیر مفتون (العلل المتناہیر جلد اول ص ۱۹-۱۸)

ترجمہ: یا محمد (علیہ الصلوٰۃ والسلام) ملاء اعلیٰ کس چیز میں بحث کر رہے ہیں (اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا) یا محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام جب آپ نماز پڑھیں تو یہ دعا کریں۔ اے اللہ! میں تجھ سے اچھی چیزوں کے حصول اور بری چیزوں کے ترک کا سوال کرتا ہوں اور مسکینوں سے محبت کا اور میری توبہ کی قبولیت کا اور جب تو لوگوں کو فتنہ میں مبتلا کرنے کا ارادہ کرے تو مجھے بغیر فتنہ کے اٹھا لینا

امام ابن جوزی حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس حدیث کو

روایت کرتے ہیں اس میں ہے کہ

فاذا انا بربی عزو جل فی احسن صورۃ فقال یا محمد اندری فیما یختصم الملاء الاعلیٰ (العلل المتناہیر جلد اول ص ۱۹)

ترجمہ: پس اچانک میرے سامنے میرا رب عزوجل حسین ترین صورت میں تھا اس نے فرمایا یا محمد! کیا آپ جانتے ہیں ملاء اعلیٰ کس بات میں جھگڑ رہے ہیں امام ابن جوزی علیہ الرحمۃ دیگر اسانید سے بھی اس حدیث کو روایت کیا ہے۔

علامہ زبیدی نے اس حدیث کو امام ترمذی، امام طبرانی اور امام حاکم کے حوالوں سے بیان کیا ہے۔ (اتحاف السادۃ المتقین جلد ۵ ص ۷۸-۷۷) میمنہ مصر امام بخاری حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے شفاعت کی ایک طویل حدیث روایت کرتے ہیں اس میں ہے۔

فیقال یا محمد ارفع راسک وقل یسمع لک وسل تعطہ واشفع تشفع (بخاری شریف جلد دوم ص ۱۱۱۸)

ترجمہ: پھر کہا جائے گا یا محمد اپنا سر اٹھایئے، کہیے آپ کی بات سنی جائے گی اور مانگیے آپ کو دیا جائے گا اور شفاعت کیجیے آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی۔ اس حدیث کو امام مسلم، امام ابن ماجہ، امام احمد علیہم الرحمۃ نے بھی روایت کیا ہے۔ (صحیح مسلم جلد اول ص ۱۰۹ سنن ابن ماجہ ص ۳۲۹، مسند احمد جلد اول ص ۱۹۸)

نیز امام بخاری حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث شفاعت روایت کرتے ہیں (صحیح بخاری جلد دوم ص ۱۱۰۸)

امام ابوعوانہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس حدیث کو روایت کرتے ہیں۔

حوالہ (مسند ابوعوانہ جلد اول ص ۱۷۷) التوزیع مکہ مکرمہ

امام ابویعلی حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس حدیث کو روایت کرتے ہیں۔ (مسند ابویعلی الموصلی جلد ۳ ص ۲۶۹) ترات بیروت

امام ابویعلی اپنی سند کے ساتھ روایت کرتے ہیں۔ (مسند ابویعلی الموصلی جلد ۳ ص ۱۸۸)

امام ابوالرزاق روایت کرتے ہیں

عن الحسن ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم اتخذ عسیبا یسکت بہ الناس فارحی اللہ الیہ یا محمد لا تکسر قرون امتک فما رئی العسیب معہ بعد" (المصنف جلد ۳ ص ۱۸۵)

ترجمہ: حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شاخ رکھی جس سے لوگوں کو خاموش کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی کی "یا محمد" اپنی امت کے سروں کو نہ توڑیں۔ اس کے بعد آپ کے پاس وہ شاخ نہیں دیکھی گئی۔

علامہ علی متقی ہندی نرسی کے حوالے سے لکھتے ہیں۔

عن علی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن الروح الامین جبرائیل عن اللہ عزوجل قال یا محمد اکثر من صنائع المعروف فانھا تقی مصارع السوء الحدیث (کنزل العمال جلد ۶ ص ۵۹۷)

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بیان کیا کہ جبرائیل علیہ السلام بیان کرتے ہیں کہ اللہ عزوجل نے فرمایا یا محمد! بہ کثرت نیک کام کیا کریں کیونکہ نیکیاں ناگہانی آفات سے بچاتی ہیں۔

امام بخاری نے کہا اس حدیث کی سند میں ایک راوی نصر بن باب ہے جس پر لوگ جھوٹ کی تہمت لگاتے ہیں۔ یعنی یہ حدیث ضعیف ہے۔ لیکن فضائل اعمال میں حدیث ضعیف معتبر ہوتی ہے۔

عن عیاض بن حمار المجاشعی ان نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال ذات یوم فی خطبۃ الا ربی او ان ربی امرنی ان اعلمکم ما جھلتم علمنی یوم ھذا فذکر الحدیث قال یا محمد انما بعثتک لا بتلیک وابتلی بک وانزلت علیک کتاباً لا یغسلہ الماء تقراہ نائما ویقظان الحدیث (سنن کبریٰ جلد ۹ ص ۲۰)

ترجمہ: عیاض بن حمار مجاشعی بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک دن دوران خطبہ فرمایا۔ سنو میرے رب نے مجھے یہ حکم دیا ہے کہ جو

چیزیں تم کو نہیں معلوم وہ تم کو بتلاؤں جن کا اللہ تعالیٰ نے مجھے آج علم دیا ہے پھر فرمایا ''یا محمد'' (علیہ الصلوٰۃ والسلام) میں نے تم کو امتحان میں ڈالنے کے لیے مبعوث کیا ہے اور میں تمہاری وجہ سے (بھی) امتحان لوں گا اور میں نے تم پر ایسی کتاب نازل کی ہے جس کو پانی نہیں دھو سکتا۔ تم اس کو نیند اور بیداری میں پڑھتے ہو۔ الحدیث

نیز امام بیہقی علیہ الرحمۃ نے ایک حدیث روایت کی ہے جس میں ندا کے الفاظ موجود ہیں۔

عن ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنه ان نبی اللہ صلی اللہ علیه وسلم قال ان اللہ عزوجل ذوی لی الارض حتیٰ رایت مشارقها ومغا ربها واعطانی الکنزین الاحمر والابیض فان ملک امتی سیبلغ ما ذوی لی منها و انی سالت ربی عزوجل ان لا یهلکهم بسنة عامة وان لا یسلط علیهم عدوا من غیرهم فیهلکهم وان لا یلبسهم شیعا ویذیق بعضهم باس بعض فقال "یا محمد" اذا اعطیت عطاء فلا مرد له انی اعطیتک لا متک ان لا یهلکوا بسنة عامة وان لا اسلط علیهم عدوا من غیرهم فیستبیحهم ولو اجتمع علیهم من اقطارها الحدیث

(سنن کبریٰ جلد ۹ ص ۱۸۱) نشر السنۃ ملتان

ترجمہ: حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ عزوجل نے میرے لیے تمام روئے زمین کو سمیٹ دیا ہے۔ حتیٰ کہ میں نے اس کے تمام مشارق اور مغارب کو دیکھ لیا اور مجھے سرخ اور سفید دو خزانے دیے ہیں' پس میری امت کی حکومت اس جگہ تک پہنچے گی جو مجھے دکھائی دی گئی اور میں نے اپنے رب عزوجل سے یہ سوال کیا ہے کہ وہ میری امت کو عام قحط میں مبتلا نہ کرے اور ان کے اوپر کوئی ایسا دشمن مسلط نہ کرے جو ان کو ہلاک کر دے اور ان کو مختلف ٹکڑوں میں تقسیم نہ کرے کہ وہ ایک دوسرے سے لڑتے رہیں' اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''یا محمد'' جب میں کوئی چیز دیتا ہوں تو اس کو کوئی واپس لینے والا نہیں ہے۔ میں نے آپ کی امت کے لیے یہ دعا قبول کر لی ہے کہ وہ عام قحط سے ہلاک نہیں ہوں گے اور میں ان پر کوئی دشمن جو ان کا غیر ہو' مسلط نہیں کروں گا جو ان سب کو ہلاک کر دے خواہ وہ تمام روئے زمین سے جمع ہوں۔ الحدیث

علامہ زبیدی' امام ابونعیم اور امام ابن عساکر کے حوالے سے لکھتے ہیں۔

عن علی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لی جبرائیل قال اللہ عزوجل یا محمد من امن بی ولم یومن بالقدر خیرہ وشرہ فلیلتمس ربا غیری" (اتحاف السادۃ المتقین جلد ۹ ص ۶۵۱)

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ سے حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ''یا محمد'' جو شخص مجھ پر ایمان لایا ہو اور اچھی اور بری تقدیر پر ایمان نہ لایا ہو وہ میرے

علاوہ کوئی اور رب تلاش کر لے۔

یہ بیس احادیث قدسیہ ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یا محمد کے ساتھ ندا خطاب کیا ہے۔

انبیاء علیہم السلام کا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ''یا محمد'' کے ساتھ ندا اور خطاب کرنا:

امام بخاری علیہ الرحمۃ حدیث معراج میں روایت کرتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کہا۔

''یا محمد واللہ قدر اودت بنی اسرائیل قومی علی ادنی من هذا فضعفوا وترکوہ (صحیح بخاری جلد دوم ص ۱۱۲۱) نور محمد کراچی۔

ترجمہ: یا محمد بہ خدا میں نے اپنی قوم بنو اسرائیل کا اس سے کم نمازوں میں تجربہ کیا ہے وہ کمزور ہو گئے اور انہوں نے ان نمازوں کو ترک کر دیا۔ علامہ علی متقی، امام ابو نعیم اور امام ابن النجار کے حوالوں سے حدیث معراج میں بیان کرتے ہیں۔

فقال ابراهیم یا محمد مرامتک فلیکثروا من غراس الجنة فان ارضها واسعة وتربته طیبة فقال محمد لابراهیم وما غراس الجنة فقال ابراهیم، لا حول ولا قوة الا باللہ (کنز العمال جلد دوم ص ۲۵۲)

ترجمہ: حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا "یا محمد" (علیہ الصلوٰۃ والسلام) اپنی امت کو حکم دیں کہ جنت کے درختوں میں اضافہ کریں کیونکہ اس کی زمین وسیع ہے اور اس کی مٹی پاکیزہ ہے۔ حضرت سیدنا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے فرمایا۔ جنت کے درخت کیا چیزیں ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا لا حول ولا قوۃ الا باللہ

حافظ ابن حجر عسقلانی' امام ابو یعلی کے حوالے سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ذکر کرتے ہیں

ولئن قام علی قبری فقال یا محمد لاجیبنۃ (المطالب العالیہ جلد ۶ ص ۳۴۹)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام میری قبر پر کھڑے ہو کر ندا کریں "یا محمد" تو میں اس کا جواب دوں گا۔

امام ابو یعلی کی وہ روایت یہ ہے۔

عن ابی ہریرۃ یقول سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول والذی نفس ابی القاسم بیدہ لینزلن عیسیٰ ابن مریم اماما مقسطا وحکما عدلا فلیکسرن الصلیب ولیقتلن الخنزیر ولیصلحن ذات البین ولیذہبن الشحناء ولیعرضن علیہ المال فلا یقبلہ ثم لئن قام علی قبری فقال یا محمد لا جیبنہ (مسند ابو یعلی الموصلی جلد ۶ ص ۱۵۱)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ وقدرت میں ابوالقاسم کی جان ہے۔ حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام ضرور نازل ہوں گے وہ انصاف کرنے والے امام اور عدل کرنے والے حاکم ہوں گے۔ وہ ضرور صلیب کو توڑیں گے اور خنزیر کو قتل کریں گے اور لڑنے والوں میں صلح کرائیں گے اور بغض کو دور کریں گے۔ ان پر مال ضرور پیش کیا جائے گا اور وہ اس کو قبول نہیں کریں گے۔ پھر اگر وہ میری قبر پر کھڑے ہو کر کہیں ''یا محمد'' (علیہ الصلوٰۃ والسلام) تو میں ان کو ضرور جواب دوں گا۔

ہم نے بیس مستند احادیث بیان کی ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ''یا محمد'' کے ساتھ ندا کی ہے اور پانچ احادیث بیان کی ہیں۔ جن میں انبیاء علیہم السلام نے آپ کو ''یا محمد'' کے ساتھ ندا کی ہے اور صحابہ اکرم علیہم الرضوان اور عام مسلمانوں کے ''یا محمد'' کے ساتھ ندا کے حوالے ہم نے پہلے بیان کر دیے ہیں۔ اب ہم خود اعلیٰ حضرت احمد رضا رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی کتاب مذکور کے حوالہ سے بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ''یا محمد'' (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے ساتھ ندا کی ہے۔

اعلیٰ حضرت امام اہل سنت احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ تحریر فرماتے ہیں۔

ابن مردویہ اپنی تفسیر میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی حضور

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

ما حلف اللہ بحیوۃ احد قط الا بحیوۃ محمد صلی اللہ علیہ وسلم قال تعالیٰ لعمرک انھم لفی سکرتھم یعمھون وحیاتک یا محمد

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے کبھی کسی کی زندگی کی قسم یاد نہ فرمائی، سوائے محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آپ لعمرک میں فرمایا مجھے تیری جان کی قسم اے محمد (تجلی الیقین ص ۲۸)

اس کتاب کے صفحہ نمبر ۲۶ پر اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ نے لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یا محمد کے ساتھ ندا کرنا حرام ہے۔ جسے اس کا مالک و مولیٰ تبارک وتعالیٰ نام لے کر نہ پکارے۔ غلام کی کیا مجال کہ راہ ادب سے تجاوز کرے اور صفحہ نمبر ۲۸ پر یہ روایت اور تسامح سے صرف نظر کرتے ہوئے صرف یہ بیان کرنا چاہتے ہیں کہ احادیث اور آثار کی روشنی میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو "یا محمد" کے ساتھ ندا کرنا جائز ہے اور یہ ندا ادب واحترام کے خلاف نہیں ہے۔ اگر ندا کرنا ادب واحترام کے خلاف ہوتا تو یہ کہنا کہ یا اللہ بھی حرام ہوتا، ندا کا معنی ہے منادی کو اپنی طرف متوجہ کرنا۔ ہم یا محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کہہ کر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنی طرف متوجہ کرتے ہیں، ادب کے خلاف یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نام سے پکار کر بلایا جائے جیسے زید، عمرو کو نام لے کر بلاتے ہیں اور ایک تفسیر کے مطابق اس کی قرآن مجید میں ممانعت ہے۔

نیز ''محمد'' علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ کا نام بھی ہے اور آپ کی صفت بھی سو اگر اس لفظ سے آپ کی صفت کا قصد کر کے ندا کی جائے تو کوئی اشکال ہی نہیں ہے اور کبھی ندا کسی کو یاد کرنے کے لیے بھی کی جاتی ہیں۔ لہٰذا ''یا محمد'' اگر بہ طور ذکر کیا جائے یا اظہار مسرت کے لیے نعرہ لگاتے ہوئے ''یا محمد'' کہا جائے تو یہ بھی جائز ہے اور صحابہ اکرام علیہم الرضوان نے جو ''یا محمد'' علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ندا کی ہے وہ اسی معنی پر محمول ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ صحابہ اکرام علیہ الرضوان نے جو ''یا محمد'' کہا تھا وہ سورہ نور کی آیت۔ لا تجعلوا دعاء الرسول (الخ:٦٣) سے منسوخ ہو گیا۔ یہ جواب صحیح نہیں ہے کیونکہ اگر ''یا محمد'' علیہ الصلوٰۃ والسلام کہنے میں بے ادبی تھی تو کیا اس آیت کے نازل ہونے سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بے ادبی العیاذ باللہ جائز تھی؟ جب کہ اس آیت کے نزول کے بعد بلکہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال کے بعد بھی صحابہ اکرام اور تابعین عظام علیہم الرضوان یا محمد کے ساتھ ندا کرتے رہے ہیں۔

اس مسئلہ میں زیادہ تفصیل اور تحقیق اس لیے کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ''یا محمد'' صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ ندا کرنے کو مسلمان حرام سمجھنے سے باز رہیں اور رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اطاعت' صحابہ کرام' تابعین عظام' سلف صالحین اور اخیار امت کی اتباع کے دامن کو ہاتھ سے نہ چھوڑیں۔

واخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين والصلوٰة والسلام على سيدنا محمد خاتم النبيين وعلى اله واصحابه وازواجه اجمعين

یہ ساری عبارت (شرح صحیح مسلم جلد اول ص ۳۱۰) علامہ غلام رسول سعیدی صاحب دامت برکاتہم العالیہ سے لی ہے۔

ابن قیم اور قاضی سلیمان منصور پوری:

ابن قیم اور قاضی سلیمان منصور پوری جو کہ دیو بندی اور وہابی حضرات کی مقتدر شخصیتیں ہیں۔ انہوں نے بھی اپنی کتاب جلاء الافہام ص ۲۵۸ مصری الصلوٰۃ والسلام اردو ص ۲۵۸، ۲۵۹ میں یہ واقعہ درج کیا ہے کہ حضرت شبلی علیہ الرحمۃ ہر فرض نماز کے بعد لقد جاء کم رسول من انفسکم آخر تک پڑھتے اور تین دفعہ صلی اللہ علیک یا محمد (علیک الصلوٰۃ والسلام) پڑھتے۔

ابن قیم و قاضی سلیمان کا مرتبہ غیر مقلدین کے نزدیک:

غیر مقلدین وہابیہ حضرات کے مولوی محمد صاحب دہلوی نے ابن قیم کو مجدد وقت لکھا ہے۔ (اخبار محمدی دہلی)

مفسر الوہابیہ محمد دہلوی نے قاضی سلیمان منصور پوری کے بارے لکھا ہے کہ قاضی صاحب موصوف کا انداز بیان نہایت دلکش اور مدلل ہوتا ہے۔ (اخبار محمدی دہلی ص ۱۵، ۱۵ جولائی ۱۹۴۳ء)

مولوی ثناء اللہ امرتسری نے قاضی سلیمان منصور پوری کو قابل مصنف لکھا ہے۔ (اہلحدیث امرتسری ص ۲ نومبر ۱۹۴۳ء)

مولوی داؤد غزنوی لکھتے ہیں کہ قاضی سلیمان منصور پوری کے علم و تحقیق کی

بلندیوں کو کوئی نہیں چھو سکا۔ (الاعتصام لاہور ص ۳ یکم جولائی ۱۹۶۰ء)

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی علیہ الرحمۃ کا بیان

ندا غیر اللہ:

اس میں تحقیق یہ ہے کہ ندا سے مقاصد واغراض مختلف ہوتے ہیں۔ کبھی محض شوق اظہار شوق، کبھی منادی کو سنانا، کبھی اس کو پیغام پہنچانا، سو مخلوق غائب کو پکارنا اگر محض واسطے تذکرہ اور شوق وصال اور حسرت فراق کے ہے۔ جیسے عاشق اپنے محبوب کا نام لیا کرتا ہے اور اپنے دل کو تسلی دیا کرتا ہے۔ اس میں تو کوئی گناہ نہیں۔ مجنوں کا قصہ مثنوی شریف میں مذکور ہے۔

دید مجنوں را کے صحرا نورد
در بیابان غمش بنشستہ فرد
ریگ کاغذ بود انگشتاں قلم
می نمودے بہر کس نامہ رقم
گفت اے مجنوں شیدا چیست ایں
می نویسی نامہ بہر کیست ایں
گفت مشق نام لیلیٰ
خاطر خود را تسلی می دہم

ترجمہ: کسی صحرا نورد نے مجنوں کو دیکھا کہ اپنے غم وحزن کی ویران دنیا میں تنہا

بیٹھا ہوا ہے۔ ریت کاغذ ہے اور انگلیاں قلم کسی کو خط لکھا رہا ہے۔ پوچھا گیا اے مجنوں شیدا! یہ سب کیا ہے کس کے لیے یہ خط نویسی ہو رہی ہے۔ کہنے لگا کہ میں تو لیلیٰ کے نام کی مشق کر رہا ہوں۔

ایسی ندا صحابہ کرام علیہ الرضوان سے بکثرت روایات میں منقول ہے۔

کما لا یخفی علی المتبحر المتسع النظر

اور اگر مخاطب کا اسماع یعنی سنانا مقصود ہے تو اگر تصفیہ باطن سے منادی کا مشاہدہ کر دیا ہے تو بھی جائز ہے اور اگر مشاہدہ نہیں کرتا۔ لیکن سمجھتا ہے کہ فلاں ذریعہ سے اس کو یہ خبر پہنچ جائے گی اور ذریعہ ثابت بالدلیل ہو تب بھی جائز ہے۔ مثلاً ملائکہ کا درود شریف حضور اقدس علیک الصلوٰۃ والسلام میں پہنچانا احادیث سے ثابت ہے۔ اس اعتقاد سے کوئی شخص الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ کہے کچھ مضائقہ نہیں اور اگر نہ مشہود، نہ پیغام پہنچانا مقصود ہو، نہ پیغام پہنچانے کا کوئی ذریعہ دلیل سے موجود ہو، وہ ندا ممنوع ہے۔ مثلاً کسی ولی کو دور سے ندا کرنا اس طرح اس کو سنانا منظور ہے اور رو برو نہیں، نہ ابھی تک اس شخص کو یہ امر ثابت ہوا کہ ان کو کسی ذریعہ سے خبر پہنچے گی یا ذریعہ متعین کیا مگر اس پر کوئی دلیل شرعی قائم نہیں۔ یہ اعتقاد افتراء علی اللہ اور دعویٰ علم غیب ہے بلکہ مشابہ شرک کے ہے مگر بے دھڑک اس کو کفر و شرک کہنا جرات ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اگر اس بزرگ کو خبر پہنچا دے، ممکن ہے اور ممکن کا اعتقاد شرک نہیں اگرچہ چونکہ امکان کا وقوع لازم نہیں اس لیے ایسی ایسی ندا لا یعنی کی اجازت نہیں ہے۔

البتہ جو ندا نص میں وارد ہے۔مثلاً یا عبدا اللہ اعینونی

وہ بالاتفاق جائز ہے اور یہ تفصیل حق عوام میں ہے اور جو اہل خصوصیت ہیں ان کا حال جدا ہے اور حکم بھی جدا کہ ان کے حق میں یہ فعل عبادت ہو جاتا ہے۔ جو خواص میں سے ہوگا خود سمجھ لے گا۔ بیان کی حاجت نہیں یہاں سے معلوم ہو گیا حکم وظیفہ "یا شیخ عبدالقادر شیئاً للہ" کا لیکن اگر شیخ کو متصرف حقیقی سمجھے تو منجرالی الشرک ہے۔ ہاں اگر وسیلہ ذریعہ جانے یا ان الفاظ کو بابرکت سمجھ کر خالی الذہن ہو کر پڑھے۔ کچھ حرج نہیں یہ تحقیق ہے اس مسئلہ میں۔ اب بعض علماء اس خیال سے کہ عوام فرق مراتب نہیں کرتے اس ندا سے منع کرتے ہیں ان کی نیت بھی اچھی ہے۔

انما الاعمال بالنیات (الحدیث)

مگر مصلحت یوں ہے کہ ندا کرنے والا سمجھ دار ہو تو اس پر حسن ظن کیا جائے اور جو محض عامی جاہل ہو تو اس سے دریافت کیا جائے۔ اگر اس کے عقیدے میں کوئی خرابی ہو تو اس کی اصلاح کر دی جائے اور کسی وجہ سے اصل عمل سے منع کرنا مصلحت ہو' بالکل روک دیا جائے لیکن ہر موقع پر اصل عمل سے منع کرنا مفید نہیں ہوتا۔

حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی ندا:

یا محمداہ یا محمداہ صلی علیک اللہ وملک السماہ ھذا حسین باعداہ مزمل بالدماہ مقطع الاعضاء یا محمداہ

وبناتک سبایا وزریتک مقتلة تسفی علیها ابعباء یا محمداہ یا محمداہ

ترجمہ: یا محمد یا محمد علیک الصلوٰۃ والسلام۔ اللہ تعالیٰ اور آسمان کے فرشتے آپ پر درود بھیجیں۔ یہ حسین (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ہیں جو دشمنوں کے درمیان خون سے لت پت پڑے ہیں۔ اعضا کٹ چکے ہیں یا محمد علیک الصلوٰۃ والسلام آپ کی بیٹیاں قید ہیں اور آپ کی اولاد قتل کر دی گئی ہے۔ ہوا نے ان پر خاک ڈال دی ہے۔ (البدایہ والنہایہ جلد ہشتم (۱۹۳) مطبوعہ المعارف بیروت

فریاد جو کرے امتی حال زار میں
ممکن نہیں کہ خیر البشر کو خبر نہ ہو

حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ندا:

ان نلت یا ریح الصبا یوماً الی ارض الحرم
بلغ سلامی روضة فیها النبی المحترم
یا رحمة اللعالمین ادرک لذین العابدین
محبوس اید الظالمین فی المرکب والمزدھم

ترجمہ: اے صبا اگر تو مدینہ پاک پہنچے تو میرا سلام اس ذات سے کہنا جو گنبد خضریٰ میں آرام فرما ہیں۔ اے رحمۃ اللعالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خبر گیری فرمایئے وہ ظالمین کی قید میں مقید ہے۔

انتباہ: بادصبا کو کہنے کا یہ مطلب نہیں کہ ان کا عقیدہ تھا کہ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دور سے نہیں سنتے۔ یہ تو ایک عربی دستور ہے جو عموماً فصاحت و بلاغت کے طور پر ہوا کرتا ہے جسے جاہل تو ٹھکرا سکتا ہے اہل علم نہیں۔ ہاں مخالف کو اس سے لازمی طور پر ماننا ہوگا کہ امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عقیدہ تھا کہ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم زندہ ہیں اور امت کے حالات سنتے اور ان کی مشکلات باذن اللہ تعالیٰ حل فرماتے ہیں۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ کی ندا:

یا اکرم الثقلین یا کنز الوری
جدنی بجودک وارضنی برضاک
انا طامع بالجود منک ولم یکن
لابی حنیفۃ فی الانام سواک
یا سید السادات جئتک قاصدا
ارجو رضاک واحتمی بحماک

ترجمہ: اے ساری مخلوق سے بزرگ ترین! اے نعمت الٰہی کے خزانے اپنی سخاوت سے مجھے بھی عطا فرمایئے اور اپنی رضا سے مجھ کو بھی پسند فرمایئے۔ میں آپ کی سخاوت کا طمع کرنے والا ہوں۔ کیونکہ سوائے آپ کے تمام مخلوق میں ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ کا کوئی حامی و مددگار نہیں۔ یا سید السادات میں آپ کی بارگاہ میں

امام بوصیری علیہ الرحمۃ کی ندا:

یا اکرم الخلق مالی من الوذبہ

سواک عند حلول الحادث العم

ترجمہ: یا اکرم الخلق (مخلوق میں سب سے زیادہ کریم) مصیبت کے وقت آپ کے بغیر میرا کوئی نہیں جس کی میں پناہ لوں۔

ولن یضیق رسول اللہ جاھک بی

اذ الکریم تجلی باسم منتقم

ترجمہ: جب خداوند کریم قیامت کے روز منتقم کی صفت میں جلوہ گر ہوگا تو اے رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میری شفاعت کرنے میں آپ کا بلند مرتبہ کم نہ ہوگا۔ (قصیدہ بردہ شریف)

حضرت مولانا شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ محدث دہلوی کی ندا:

وصلی علیک اللہ یا خیر خلقہ

ویا خیر مامول ویا خیر واھب

ویاخیر من یرجیٰ لکشف رزیۃ

ومن جوزہ قد فاق جود السحائب

انت مجیری من ھجوم ملمۃ

اذا نشبت فی القلب شر المخالب

ترجمہ: اے بہترین خلق خدا! اے امیدوں کے بہترین مرکز اور اے بہترین عطا فرمانے والے خدائے تعالیٰ آپ پر رحمت بھیجے۔

اے بہترین ذات، جس کی امید رکھی جائے ازالۂ مصیبت کے لیے اور اے بہترین شخصیت جس کی سخاوت بادلوں کی بارش سے زیادہ ہے۔

جب مصیبت دل میں بدترین پنجہ مارے اس وقت مصیبتوں کے ہجوم سے آپ ہی مجھے پناہ دینے والے ہیں۔ (قصیدہ اطیب النعم فی مدح سید العرب والعجم)

شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمۃ کا نظریہ:

انا لمریدی جامع لشتاتہ

اذا ما سطا جور الزمان بنکبۃ

وان کنت فی ضیق و کرب و وحشۃ

فناد بیا زروق آن بسرعۃ

ترجمہ: احمد زروق فرماتے ہیں کہ میں اپنے مرید کی مشکلات کے لیے جامع ہوں جس وقت زمانہ اس پر ستم ظریفی کرے اور اگر تم تنگی و کرب اور وحشت میں مبتلا ہو جاؤ تو اس طرح ندا کرو "یا زروق" تو میں فوراً آ جاؤں گا۔ (بستان المحدثین)

شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمۃ محدث دہلوی کی ندا:

یا صاحب الجمال و یا سید البشر

من وجھک المنیر لقد نور القمر

لا یمکن الثناء کما کان حقہ

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

ترجمہ: اے حسن و جمال والے اور اے بشروں کے سردار بے شک چاند آپ کے چہرہ کے نور سے منور ہے۔ یہ ممکن نہیں کہ آپ کی تعریف کما حقہ ہو سکے۔ سوا اس کے اور کیا کہیں کہ خدا تعالیٰ کے بعد ساری مخلوق سے برتر ہیں۔ (تفسیر عزیزی پارہ ۳۰ سورہ والضحیٰ)

حضرت مولانا شاہ عبدالحق علیہ الرحمۃ کی ندا:

ہر صورت کہ باشد یا رسول اللہ کرم فرما بلطف خود بے سروسامان را جمع سروسامان کن

ترجمہ: یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر حال میں ہم پر کرم فرمایئے۔ ہم بے سروسامان ہیں ہمارا سروسامان آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا لطف وکرم ہے۔ (اخبار الاخیار)

مولوی محمد قاسم نانوتوی کی ندا:

بہت دنوں سے تمنا ہے کیجیے عرض جاں
اگر ہو اپنا کسی طرح تیرے در تک بار
اگر جواب دیا بے کسوں کو تو نے بھی
تو کوئی اتنا نہیں کہ جو کرے کچھ استفسار
کروڑوں جرم کے آگے یہ نام کا اسنام
کرے گا یا نبی (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کیا یہ میری پکار
مدد کر اے کرم احمدی کہ تیرے سوا
نہیں ہے قاسم بے کس کا کوئی حامی کار

(قصائد قاسمی ص ٦)

مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی کی ندا:

یا شفیع العباد خذ بیدی
انت فی الاضطرار معتمدی
یا رسول الالہ بابک بی
من غمام الغموم ملتحری

ترجمہ: اے لوگوں کے شفیع میری دست گیری فرمایئے آپ ہی بوقت مصیبت میرے مددگار ہیں۔

یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں غموں کے بادلوں میں گھرا ہوا ہوں میری پناہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہی کا دروازہ ہے۔ (نشر الطیب ص ۱۹۴ تاج کمپنی۔

اشرف علی تھانوی کا نظریہ:

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ بصیغہ خطاب میں بعض لوگ کلام کرتے ہیں یہ اتصال معنوی ہیں۔

له الخلق و لا من عالم امر مقيد بجهت وطرف وقرب و بعد

وغیرہ نہیں ہے پس اس کے جوار میں شک نہیں۔ (امداد المشتاق ۵۹ شمائم امدادیہ ص ۵۲)

نواب صدیق حسن خان بھوپالی غیر مقلد کی ندا:

یا سیدی یا عروتی و وسیلتی

یا عدتی فی شدة ورخاء

ترجمہ: اے میرے سردار! اے میرے سہارے اور میرے وسیلے' اے میرے سختی' نرمی کی حالت کے ساز وسامان۔

قد جئت بابک ضارعاً متضرعاً

متاوها بنفسی الصعداء

ترجمہ: میں عاجزی کرتا' فریادیں کرتا حضور علیک الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ

میں آیا میرا سانس پھولا ہوا ہے اور میں آہ وزاری کرتے ہوئے۔

مالي ورائق مستغاث فارحمن

يا رحمة اللعالمين بكائی

ترجمہ: میرے لیے حضور علیک الصلوٰۃ والسلام کے سوا اور کوئی ایسی ہستی نہیں جس کی بارگاہ میں فریاد کی جا سکے تو اے رحمۃ اللعالمین علیک الصلوٰۃ والسلام میرے رونے پر ضرور رحم فرمائیے۔ (ہدیۃ المھد جلد اول ص ۲۰ حاشیہ پر)

حضرت عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کا نظریہ:

محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں۔

''ذکر کشف ارواح یا احمد یا محمد در دو طریق است یک طریق آنست یا احمد رادر راستا بگوئید و یا محمد در چپا بگوید و در دل ضرب کند یا رسول اللہ طریق دوم آن ست کہ یا محمد رادر راست بگوید و چپا یا محمد و در دل وہم کند یا مصطفیٰ دیگر ذکر یا محمد یا علی یا حسن یا حسین یا فاطمہ شش طرف ذکر کند کشف جمیع ارواح شود و دیگر اسمائے ملائکہ مقرب ہمیں تاثیر دارند، یا جرائیل، یا میکائیل، یا اسرافیل، یا عزرائیل، چہار ضربی دیگر ذکر ہم شیخ یعنی بگوئید یا شیخ یا شیخ ہزار بار، بگوئید کہ حرف ندا را از دل بکشد طرف راستا ہر دو لفظ شیخ رادر دل ضرب کند (اخبار الاخیار) ص ۴۹۵ (شبیر برادرز لاہور)

ترجمہ: یا احمد، یا محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارواح کشف کے ذریعہ ذکر کرنے کے

دو طریقہ ہیں۔

۱۔ یا احمد (علیک الصلوٰۃ والسلام) کو دائیں طرف اور بائیں طرف یا محمد (علیک الصلوٰۃ والسلام) کہے اور دل پر یا رسول اللہ علیک الصلوٰۃ والسلام کی ضرب لگائے۔

۲۔ یا محمد علیک الصلوٰۃ والسلام دائیں طرف اور یا محمد بائیں طرف کہے اور دل میں یا مصطفیٰ علیک الصلوٰۃ والسلام کا وہم کرے۔

اور یا محمد' یا محمد' یا علی' یا حسن' یا حسین' یا فاطمہ علیہم الصلوٰۃ والسلام ان کا چھ طرف ذکر کرے سارے ارواح کا کشف حاصل ہو جائے گا اور دوسرے ملائکہ مقرب کے اسماء بھی تاثیر رکھتے ہیں۔ یا جبرائیل' یا میکائیل' یا اسرافیل' یا عزرائیل چار ضربیں لگائے۔

اپنے شیخ کا بھی ذکر کرے یا شیخ' یا شیخ ہزار مرتبہ کہے حرف ندا کو دل سے کھینچے دائیں طرف پھر لفظ شیخ کا دل پر ضرب لگائے۔

مولوی سرفراز گکھڑوی دیوبندی کا اعتراف:

اگر کوئی شخص محض عشق و محبت کے نشہ میں سرشار ہو کر یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم و یا نبی اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہے تو بالکل جائز ہے اور صحیح ہے۔ ہم اور ہمارے اکابر اس کے قائل ہیں۔ (تبریز النواظر ص ۴۹)

مولوی مطیع الحق دیوبندی کا نظریہ:

علمائے دیوبند ندا رسول (علیک الصلوٰۃ والسلام) کو منع نہیں کرتے۔ یا رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اگر بلحاظ معنی بے ساختہ اس طرح نکلا جیسے عام طور پر مصیبت کے وقت لوگ ماں باپ کو پکارتے ہیں تو بلاشک جائز ہے۔ اگر درود شریف میں معنی کا لحاظ رکھتے ہوئے یا رسول اللہ علیک الصلوٰۃ والسلام کہا جائے تو جائز ہے غلبہ عشق ومحبت اور وجد وجوش میں پکارا جائے تب بھی جائز ہے۔ اگر اس عقیدے سے پکارا جائے کہ اللہ تعالیٰ ہماری اس ندا کو حضور اکرم علیک الصلوٰۃ والسلام تک اپنے فضل وکرم سے پہنچا دے گا تو اس طرح بھی جائز ہے۔ (عقائد علماء دیوبند مطبوعہ دیوبند)

ندا وتوسل بعد از وصال کے متعلق غیر مقلد عالم وحید الزمان کا نظریہ:

اذا ثبت التوسل بغير الله فاى دليل يخصه بالاحياء وليس في اثر عمر ما يدل على منع التوسل بالنبى وهو انما توسل بالعباس لا شراكه في الدعاء مع الناس والانبياء احياء في قبورهم وكذا الشهداء والصالحون وقد ادعىٰ ابن عطاء على شيخنا ابن تيميه ثم لم يثبت منها شيئا غير هٰذا انه يقول لا تجوز الاستعانة بمعنى العبادة من رسول الله صلى الله عليه وسلم نعم يجوز التوسل به صلى الله تعالىٰ عليه وسلم

وقـد عـلـم عثـمـان بن حنيف بعد وفاة رسول الله صلى الله
عـليـه وسـلـم رجـلاً كان يختلف الى عثمان فلا يلتفت اليه
دعـاء وفيـه الـلهم انى اسئلک واتوجه اليک بنبينا محمد
صـلى الله عليه وسلم نبى الرحمة الىٰ آخره اخرجه البيهقى
بـاسـنـاد متصل ورجاله ثقات وليت شعرى اذا جاز التوسل
الـىٰ الـله الاعمال الصالحة بنص من الكتاب والسنة فيقاس
عـليها التوسل بالصالحين ايضا قال الجزرى فى الحصن فى
آداب الـدعـاء منهـا ان يتـوسـل الـىٰ الـلّـه تـعالىٰ بالانبياء
والـصـالحين من عباده و ورده فى حديث اخر يا محمد انى
اتوجه بک الىٰ ربى قال السيدانه حديث حسن لا موضوع
وقـد صـحيـحـه الـترمذى الحافظ وورد فى حديث الدعاء
بـحمد نبيک وبموسىٰ ذكر ة ابـن الاثير فى النهاية والفتنى
فى المجمع وروى الحاكم واطبرانى والبيهقى حديث دعاء
ادم وفيـه يـارب اسـئلک بحق محمد و اخرجه ابن المنذر
وفيـه اللهـم انـى اسـئـلک بـجـاه محمد عندک وكرامة
عـليک قـال السبـكـى يحسن التوسل والاستغاثة والتشفع
زاد الـقـسـطـلانى والتضرع والتجوه والتوجه بالنبى الىٰ ربه
ولـم يـنـكـر ذلک احـد من السلف والخلف حتىٰ جاء ابن
تيـميـه فانكره (الىٰ قوله) قال شوكانى لا باس بالتوسل بنبى

من الانبیاء او ولی من الاولیاء او عالم من العلماء والذی جاء الی القبر زائرا او دعا اللہ وحدہ و توسل بذلک المیت کان یقول اللھم انی اسئلک ان تشفینی من کذا واتوسل الیک بھٰذا العبد الصالح فھٰذا لا تردد فی جوازہ انتھی (ہدیۃ المھدی ص۴۹-۴۷) مطبوعہ میور پریس دہلی ۱۳۲۵)

ترجمہ: جب دعا میں غیر اللہ کے وسیلہ کا جواز ثابت ہے تو اس کو زندوں کے ساتھ خاص کرنے پر کیا دلیل ہے؟ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جو حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وسیلہ سے دعا کی تھی، وہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وسیلہ سے ممانعت پر دلیل نہیں ہے۔ انہوں نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وسیلہ سے اس لیے دعا کی تا کہ حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لوگوں کے ساتھ دعا میں شریک کریں اور انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ اسی طرح شہداء اور صالحین بھی زندہ ہیں۔

ابن عطا نے ہمارے شیخ ابن تیمیہ کے خلاف دعویٰ کیا پھر اس کے سوا اور کچھ ثابت نہیں کیا کہ بطور عبادت نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے استعانت کرنا جائز نہیں ہے۔ ہاں نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وسیلہ پیش کرنا جائز ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وفات کے بعد حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس شخص کو آپ کے وسیلہ سے دعا تعلیم کی جو حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس جاتا تھا اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کی طرف التفات نہیں کرتے

تھے۔اس دعا میں یہ الفاظ تھے۔

''اے اللہ عزوجل میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور ہمارے نبی رحمت کے وسیلہ سے تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں۔اس حدیث کو امام بیہقی نے سند متصل کے ساتھ ثقہ راویوں سے روایت کیا ہے۔کاش میری عقل ان منکرین کے پاس ہوتی جب کتاب اور سنت کی تصریح سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اعمال صالحہ کا وسیلہ پیش کرنا جائز ہے۔تو صالحین کے وسیلہ کو بھی اس پر قیاس کیا جائے گا اور امام جزری نے حصن حصین کے آداب دعا میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں انبیاء علیہم السلام اور صالحین کا وسیلہ پیش کرنا چاہیے اور ایک اور حدیث میں ہے کہ یا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں آپ کے وسیلہ سے اپنے رب تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوتا ہوں۔سید نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن ہے موضوع نہیں ہے' امام ترمذی نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔ایک حدیث میں ہے میں تیرے نبی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور موسیٰ علیہ السلام کے وسیلہ سے سوال کرتا ہوں' اس کو علامہ ابن اثیر نے نہایہ میں اور علامہ طاہر پٹنی نے مجمع بحار الانوار میں ذکر کیا ہے اور امام حاکم' امام طبرانی اور امام بیہقی نے ایک حدیث میں حضرت آدم علیہ السلام کی اس دعا کو روایت کیا ہے۔

''اے اللہ! میں تجھ سے بحق محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سوال کرتا ہوں'' اور ابن منذر نے روایت کیا ہے اے اللہ ترے نزدیک محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جو وجاہت اور عزت ہے میں اس کے وسیلہ سے سوال کرتا ہوں۔علامہ سبکی نے کہا

ہے کہ وسیلہ پیش کرنا مدد طلب کرنا اور شفاعت طلب کرنا مستحسن ہے۔ علامہ قسطلانی نے یہ اضافہ کیا ہے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو کر آہ وزاری کرنے کا متقدمین اور متاخرین میں سے کسی نے انکار نہیں کیا تھا۔ حتیٰ کہ ابن تیمیہ آیا اور اس نے انکار کیا۔ قاضی شوکانی نے کہا کہ انبیاء علیہم السلام میں سے کسی نبی، اولیاء میں سے کسی ولی اور علماء میں سے کسی عالم کا بھی وسیلہ پیش کرنا جائز ہے جو شخص قبر پر جا کر زیارت کرے یا فقط اللہ تعالیٰ سے دعا کرے اور اس میت کے وسیلہ سے دعا کرے کہ اے اللہ تعالیٰ میں تجھ سے یہ دعا کرتا ہوں کہ تو مجھے فلاں بیماری سے شفا دے اور میں اس نیک بندے کے وسیلہ سے تجھ سے سوال کرتا ہوں تو اس دعا کے جواز میں کوئی شک نہیں ہے۔ قاضی شوکانی کا کلام ختم ہوا۔ (شرح صحیح مسلم) (ہدیۃ المہدی ص ۴۹-۴۷ پریس دہلی)

ندائے یا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور توسل میں علماء دیوبند کا موقف:

شیخ رشید احمد گنگوہی ''یا رسول اللہ انظر حالنا' یا نبی اللہ اسمع قالنا کے جواز یا عدام کی بحث میں لکھتے ہیں:

یہ آپ کو خود معلوم ہے کہ ندا غیر اللہ تعالیٰ کو دور سے شرک حقیقی جب ہوتا ہے کہ ان کو عالم سامع مستقل عقیدہ کرے ورنہ شرک نہیں۔ مثلاً یہ جانے کہ حق تعالیٰ ان کو مطلع فرما دیوے گا یا باذنہ تعالیٰ انکشاف ان کو ہو جائے گا یا باذنہ تعالیٰ ملائکہ پہنچا دیں گے۔ جیسا کہ درود کی نسبت وارد ہے یا محض شوقیہ کہتا ہو محبت میں یا عرض

حال محل تحسر و حرمان میں ایسے مواقع میں اگر چہ کلمات خطابیہ بولتے ہیں لیکن ہر گز نہ مقصود اسماع ہوتا ہے نہ عقیدہ- پس ان ہی اقسام سے کلمات مناجات و اشعار بزرگان ہوتے ہیں کہ فی ذاتہ نہ شرک ہیں' نہ معصیت مگر ہاں بوجہ موہم ہونے کے ان کلمات کا مجامع میں کہنا مکروہ ہے کہ عوام کو ضرر ہے اور فی حد ذاتہ ابہام بھی ہے- لہٰذا نہ ایسے اشعار کا پڑھنا منع ہے اور نہ اس کے مولف پر طعن ہو سکتا ہے (الی قولہ) مگر ایسی طرح پڑھنا اور پڑھوانا کہ اندیشہ عوام کا ہو بندہ پسند نہیں کہتا- گو اس کو معصیت بھی نہیں کہہ سکتا مگر خلاف مصلحت وقت کے جانتا ہے- (فتاویٰ رشید کامل ص ۶۸ مطبوعہ محمد سعید اینڈ سنز کراچی)

گویا یا محمد' یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نعروں سے علماء دیوبند کا منع کرنا ذاتی پسندیدگی کی وجہ سے ہے کوئی حکم شرعی نہیں ہے-

شیخ دیوبند گنگوہی سے سوال کیا گیا-

سوال: اشعار اس مضمون کے پڑھنے ''یا رسول کبریا فریاد ہے' یا محمد مصطفیٰ فریاد ہے' مدد کر بہر خدا حضرت محمد مصطفیٰ میری تم سے ہر گھڑی فریاد ہے' کیسے ہیں؟

جواب: ایسے الفاظ پڑھنے محبت میں اور خلوت میں بایں خیال کہ حق تعالیٰ آپ کی ذات کو مطلع فرما دے یا محض محبت سے بلا کسی خیال سے جائز ہیں اور بعقیدہ عالم الغیب اور فریاد درس ہونے کے شرک ہیں اور مجامع میں منع ہیں کہ عوام کے عقائد کو فاسد کرتے کرتے ہیں- لہٰذا مکروہ ہوں گے- (فتاویٰ رشیدیہ کامل ص ۹۵)

عام مسلمان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عالم الغیب نہیں سمجھتے - عالم الغیب صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے- البتہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسی صفت عطا فرمائی ہے جس سے آپ پر حقائق غیبیہ منکشف ہو جاتے ہیں- جس طرح ہم کو ایسی صفت عطا فرمائی ہے جس سے ہم پر عالم شہادت کے واقعات منکشف ہو جاتے ہیں- نہ ہم بذاتہ شہادت (عالم ظاہر) کے عالم ہیں نہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بذاتہ غیب کے عالم ہیں- ہم پر اللہ تعالیٰ نے عالم شہادت منکشف کیا اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اللہ عزوجل نے عالم غیب بھی منکشف کیا- یہی عام مسلمانوں کا عقیدہ ہے اور شیخ گنگوہی کی تصریح کے مطابق یہ شرک اور معصیت نہیں ہے بلکہ جائز ہے- علماء اہل سنت اپنی تقاریر اور تصانیف میں عوام کو یہ فرق ہمیشہ سے ہر دور میں بتاتے رہے ہیں اور عام مسلمان اس فرق کو جانتے ہیں- اس لیے عوام کے جلسوں میں بھی اس قسم کے اشعار پڑھنا جائز ہیں- کیونکہ جو شخص اللہ تعالیٰ کو وحدہ لاشریک مانتا ہے اور اس کی عبادات بجالاتا ہے اس کے متعلق یہ تصور نہیں کیا جا سکتا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مستقبل سامع یا مستقل عالم گردانتا ہے- البتہ ذاتی ناپسندیدگی کا ہمارے پاس کوئی جواب نہیں ہے-

شیخ رشید احمد گنگوہی لکھتے ہیں-

اور اولیاء کی نسبت بھی یہ عقیدہ ایمان ہے کہ حق تعالیٰ جس وقت چاہے ان کو علم و تصرف دے اور عین حالت تصرف میں حق تعالیٰ ہی مصرف ہے- اولیاء ظاہر

میں مصرف ہی معلوم ہوتے ہیں۔عین حالت کرامت وتصرف میں حق تعالیٰ ہی ان کے واسطے سے کچھ کرتا ہے۔(فتاویٰ رشیدیہ کامل ص ۴۹)

شیخ محمود الحسن ایاک نستعین کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔

اس کی ذات پاک کے سوا کسی سے حقیقت میں مدد مانگنی بالکل ناجائز ہے۔ ہاں اگر کسی مقبول بندہ کو محض واسطہ رحمت الٰہی اور غیر مستقل سمجھ کر استعانت ظاہری اس سے کرے تو یہ جائز ہے کہ یہ استعانت درحقیقت حق تعالیٰ ہی سے استعانت ہے۔(حاشیۃ القرآن الحکم ص ۲)

شیخ رشید احمد گنگوہی اس سوال کے جواب میں لکھتے ہیں کہ دعا میں بحق رسول ولی اللہ کہنا ثابت ہے یا نہیں۔بعض فقہا محدثین منع کرتے ہیں اس کا کیا سبب ہے؟

بحق فلاں کہنا درست ہے اور معنی یہ ہیں کہ جو تو نے اپنے احسان سے وعدہ فرمالیا ہے اس کے ذریعہ سے مانگتا ہوں مگر معتزلہ اور شیعہ کے نزدیک حق تعالیٰ پر حق لازم ہے اور وہ بحق فلاں کے یہی معنی مراد رکھتے ہیں۔سو اس واسطے معنی موہم اور مشابہ معتزلہ ہو گئے تھے۔لہذ فقہا نے اس لفظ کا بولنا منع کر دیا ہے تو بہتر ہے کہ ایسا لفظ نہ کہے جو رافضیوں کے ساتھ تشابہ ہو جائے فقط

(فتاویٰ رشیدیہ ص ۹۴) محمد سعید اینڈ سنز کراچی

شیخ محمد سرفراز خاں صفدر لکھتے ہیں۔

یہاں ہم صرف المہند کی عبارت پر اکتفا کرتے ہیں جو علماء دیوبند کے

نزدیک ایک اجماعی کتاب کی حیثیت رکھتی ہے۔

ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک دعاؤں میں انبیاء و اولیاء وصدیقین کا توسل جائز ہے۔ ان کی حیات میں یا بعد وفات کے بایں طور کہے کہ یا اللہ میں بوسیلہ فلاں بزرگ کے تجھ سے دعا کی قبولیت اور حاجت روائی چاہتا ہوں۔ اسی جیسے اور کلمات کہے چنانچہ اس کی تصریح فرمائی ہے۔ ہمارے شیخ مولانا شیخ احمد اسحاق دہلوی ثم المکی نے پھر مولوی رشید احمد گنگوہی نے بھی اپنے فتاویٰ میں اس کو بیان فرمایا ہے جو چھپا ہوا آج کل لوگوں کے ہاتھ میں موجود ہے اور یہ مسئلہ اس کی پہلی جلد کے صفحہ نمبر ۹۳ پر مذکور ہے جس کا جب جی چاہے دیکھ لے۔ (انتہی المہند ص ۱۲، ۱۳ تسکین الصدور ص ۴۱۳)

شیخ اشرف علی تھانوی، امام طبرانی اور امام بیہقی کے حوالوں سے حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔

(ف) اس سے توسل بعد الوفات بھی ثابت ہوا اور علاوہ ثبوت بالروایۃ کے درایۃً بھی ثابت ہے کیونکہ روایت اول کے ذیل میں توسل کا حاصل بیان کیا گیا ہے۔ وہ دونوں حالتوں میں مشترک ہے۔ (نشر الطیب ص ۲۵۳) تاج کمپنی کراچی۔

حضرت بلال بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے روضہ مبارک پر حاضر ہو کر بارش کی دعا کے لیے درخواست کی تھی اس کے متعلق شیخ محمد سرفراز خاں صفدر لکھتے ہیں۔

اس روایت کے سب راوی ثقہ ہیں اور حافظ ابن کثیر' حافظ ابن حجر اور علامہ سمہودی وغیرہ اس روایت کو صحیح کہتے ہیں۔

امام ابن جریر اور حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ یہ واقعہ ۱۷ھ اور ۱۸ھ کی ابتدا کا ہے تاریخ طبری میں جلد ۴ ص ۹۸' البدایہ والنہایہ جلد' ۷ ص ۹۱ اور مورخ عبدالرحمٰن بن محمد بن خلدون المتوفی ۸۰۸ فرماتے ہیں کہ یہ واقعہ ۱۸ھ کا ہے۔ (ابن خلدون جلد ۲ ص ۹۶۹)

یہ واقعہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وفات حسرت آیات سے تقریباً ساٹھ سال بعد پیش آیا۔ اس وقت بکثرت حضرات صحابہ کرام علیہم الرضوان موجود تھے۔ خواب دیکھنے والے کوئی مجہول شخص نہیں تھے۔ بلکہ جلیل القدر صحابی حضرت بلال بن حارث مزنی (متوفی ۶۷ھ) رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھے۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر مبارک کے پاس حاضر ہو کر طلب دعا اور سوال شفاعت شرک نہیں۔ ورنہ یہ جلیل القدر صحابی یہ کاروائی ہرگز نہ کرتے۔

یہ معاملہ نرے خواب کا نہیں بلکہ اس سچے خواب کو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تائید و تصویب حاصل ہے اور اس کارروائی کا حکم پہلے تو "علیکم بسنتی وسنۃ الخلفا الراشدین الحدیث کے تحت سنیت کا ہوگا ورنہ استحباب اور اقل درجہ جواز سے کیا کم ہوگا۔

یہ واقعہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب دیگر حضرات صحابہ کرام علیہم الرضوان سے بیان فرمایا تو انہوں نے صدق بلال فرما کر اس کی پرزور تائید و

تصدیق کی- لہٰذا اس واقعہ کو نرا خواب یا اعرابی اور جنگلی کا قصہ تصور کر کے گلو خلاصی چاہنا یا جلیل القدر اور معروف و مشہور صحابی کو مجہول العین و الحال کہنا دین سے خالص تمسخر اور تلعب ہے، حضرات صحابہ اکرام کے نقش قدم پر چلنا بمضمون حدیث ما انا علیہ واصحابی باعث نجات اور رشد و فلاح ہے- (تسکین الصدور ص ۳۴۹-۳۵۲) گوجرانوالہ

نیز محمد سرفراز خان صفدر لکھتے ہیں-

علاوہ ازیں متعدد کتابوں میں آپ کی قبر مبارک پر حاضر ہو کر طلب دعا کا تذکرہ ہے- چنانچہ حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں کہ ایک جماعت نے عتبی سے یہ مشہور حکایت نقل کی ہے جس جماعت میں شیخ ابو منصور الصباغ بھی ہیں انہوں نے اپنی کتاب الشامل میں بیان کیا ہے کہ عتبی فرماتے ہیں کہ میں آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک اعرابی آیا اور اس نے کہا السلام علیک یا رسول اللہ میں نے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد سنا ہے اور اگر بے شک وہ لوگ جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا تھا تیرے پاس آتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتے اور ان کے لیے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتا تو وہ ضرور اللہ تعالیٰ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پاتے- اس لیے میں اپنے گناہوں کی معافی مانگنے کے لیے آپ کو اللہ تعالیٰ کے ہاں سفارشی پیش کرنے آیا ہوں- اس کے بعد اس نے درد دل سے چند اشعار پڑھے اور جذبہ محبت کے پھول نچھاور کر کے چلا گیا اور اسی واقعہ کی آخر میں مذکور ہے کہ خواب میں اس کو کامیابی کی بشارت بھی مل گئی-

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عتبی جا کر اس اعرابی سے کہہ دو کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی مغفرت کر دی ہے۔ (تفسیر ابن کثیر جلد اول ص ۵۲۰)

یہ واقعہ امام نووی نے کتاب الاذکار ص ۱۸۶ طبع مصر میں اور علامہ ابو البرکات عبداللہ بن احمد النسفی الحنفی المتوفی ۷۱۰ھ نے اپنی کتاب تفسیر مدارک جلد اول ص ۳۹۹ میں اور علامہ تقی الدین سبکی نے شفاء السقام ص ۴۶ میں اور شیخ عبدالحق علیہ الرحمۃ نے جذب القلوب ص ۱۹۵ میں اور علامہ بحرالعلوم عبدالعلی نے رسائل الارکان ص ۲۷۰ طبع لکھنو میں نقل کیا ہے اور علامہ علی بن عبدالکافی السبکی اور علامہ سمہودی لکھتے ہیں کہ عتبی کی حکایت اس میں مشہور ہے اور تمام مذاہب کے مصنفین نے مناسک کی کتابوں میں اور مورخین نے اس کا ذکر کیا ہے اور سب نے اس کو مستحسن قرار دیا ہے۔ اسی طرح دیگر متعدد علماء کرام نے قدیماً وحدیثاً اس کو نقل کیا ہے اور تھانوی لکھتے ہیں کہ مواہب میں بسند امام ابومنصور صیاغ اور ابن النجار اور ابن عساکر اور ابن الجوزی رحمہم اللہ تعالیٰ نے محمد بن حرب ہلالی سے روایت کیا ہے کہ میں قبر مبارک کی زیارت کر کے سامنے بیٹھا تھا کہ اعرابی آیا اور زیارت کر کے عرض کیا یا خیر الرسل اللہ تعالیٰ نے آپ پر ایک سچی کتاب نازل فرمائی جس میں ارشاد ہے۔

ولو انهم اذ ظلموا انفسهم جاء وک فاستغفروا الله
واستغفر لهم الرسول لو جدوا الله توا باً رحيماً

اور میں آپ کے پاس اپنے گناہوں سے استغفار کرتا ہوا اپنے رب کے

حضور میں آپ کے وسیلہ سے شفاعت چاہتا ہوا آیا ہوں۔ پھر دو شعر پڑھے اور اس محمد بن حرب کی وفات ۲۲۸ھ میں ہوئی ہے۔ اھ غرض زمانہ خیر القرون کا تھا اور کسی سے اس وقت نکیر منقول نہیں۔ بس حجۃ ہو گیا (نشر لطیب ص ۲۵۴) اور مولوی نانوتوی یہ آیت کریمہ لکھ کر فرماتے ہیں۔

کیونکہ اس میں کسی کی تخصیص نہیں۔ آپ کے ہم عصر ہوں یا بعد کے امتی ہوں اور تخصیص ہو تو کیونکر ہو آپ کا وجود تربیت تمام امت کے لیے یکساں رحمت ہے کہ پچھلے امتیوں کا آپ کی خدمت میں آنا اور استغفار کرنا اور کرانا جب ہی متصور ہے کہ قبر میں زندہ ہوں۔ اھ (آب حیات ص ۴۰) اور مولوی ظفر احمد عثمانی یہ سابق واقعہ ذکر کر کے آخر میں لکھتے ہیں کہ پس ثابت ہوا کہ اس آیت کریمہ کا حکم آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بھی باقی ہے (اعلاء السنن جلد اول ص ۳۳۰) ان اکابر کے بیان سے معلوم ہوا کہ قبر پر حاضر ہو کر شفاعت مغفرت کی۔ درخواست کرنا قرآن کریم کی آیت کے عموم سے ثابت ہوا۔ بلکہ امام السبکی فرماتے ہیں کہ یہ آیت کریمہ اس معنی میں صریح ہے۔ (شفاء السقام ص ۱۲۸) اور خیر القرون میں یہ کارروائی ہوئی مگر کسی نے انکار نہیں کیا جو اس کے صحیح ہونے کی واضح دلیل ہے۔ (تسکین الصدور ص ۳۶۵-۳۶۲)

رسول اللہ تعالیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مبارک پر حاضر ہو کر دعا کی درخواست کرنے کو ناجائز ثابت کرنے کے لیے شیخ ابن تیمیہ، ابن قیم، ابن الہادی وغیرہ کی ایک یہ دلیل ہے کہ حضرات صحابہ کرام، ائمہ دین اور سلف صالحین سے ایسی

کارروائی ثابت نہیں- اگر یہ جائز ہوتی تو وہ ضرور ایسا کرتے' اس کے جواب میں محمد سرفراز خان صفدر لکھتے ہیں کہ یہ ان حضرات کا ایک علمی مغالطہ ہے کیونکہ قبر کے پاس حاضر ہو کر سفارش کرانا اور طلب دعا' نہ تو فرض و واجب ہے اور نہ سنت موکدہ تا کہ یہ حضرات اس پر خواہ مخواہ ضرور عمل کر کے دکھاتے اور اس کارروائی کے نہ کرنے پر وہ ملامت کیے جاتے- اس کارروائی کے مقر اس کو صرف جائز ہی کہتے ہیں اور جواز کے اثبات کے لیے حضرت بلال بن الحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ فعل جس کی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور دیگر حضرات صحابہ کرام علیہم الرضوان نے تائید کی ہے- کیا کم ہے؟ اگر حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما صحابی ہیں جنہوں نے ایسا نہیں کیا تو یقین جانیے کہ حضرت بلال بن الحارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور ان کی اس کارروائی کے مصدقین بھی صحابہ ہی ہیں- اگرچہ حافظ ابن تیمیہ یہ کارروائی تسلیم نہیں کرتے لیکن اس کا اقرار کرتے ہیں- یہ کارروائی بعض متاخرین سے ثابت ہے- (محصلہ قاعدہ جلیلہ ص ۲۷' تسکین الصدور ص ۳۵۴)

خلاصہ یہ ہے کہ تمام اکابر اور اصاغر علماء دیوبند کے نزدیک ''یا رسول اللہ'' علیہ الصلوٰۃ والسلام کہنا جائز ہے اور رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور دیگر مقربین کے وسیلہ سے دعا کرنا اور ان سے دعا کی درخواست کرنا بھی جائز ہے- بلکہ سنت اور مستحب ہے اور ہم بھی اس سے زیادہ نہیں کہتے-

سید المفسرین عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور امام فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ کا عقیدہ:

امام المفسرین، فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ نے تفسیر کبیر میں

واذا قال ربک للملئکة انی جاعل فی الارض خلیفة

آیہ کریمہ کے تحت سید المفسرین عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت درج ہے کہ جو جنگل میں پھنس جائے تو کہے۔اعینونی عباد الله یرحمکم الله

اللہ عزوجل کے بندو میری مدد کرو اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے گا۔

درخت نے یارسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام پکارا:

قاضی عیاض علیہ الرحمۃ نے کتاب الشفاء شریف، بتعریف حقوق المصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام میں علامہ شامی علیہ الرحمۃ نے ردالمختار میں علامہ فقیہ سمرقندی علیہ الرحمۃ نے تنبیہ الغافلین علامہ کروی اربلی علیہ الرحمۃ نے تنویر القلوب میں ایک روایت حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کی ہے کہ ایک اعرابی نے احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے معجزہ طلب کیا۔آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا۔

قل لتلک الشجر رسول الله صلی الله تعالیٰ علیه وسلم یدعوک

ترجمہ: اس درخت کو کہو کہ تجھ کو رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام بلاتے ہیں۔

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے کہ وہ درخت دائیں بائیں آگے اور پیچھے جھکا جس سے اس کی جڑیں ٹوٹ گئیں۔ پھر وہ زمین کو کھودتا اپنی جڑوں کو کھینچتا ہوا خاک اڑاتا ہوا' اور آگے بڑھتا ہوا۔ بارگاہ بے کس پناہ میں حاضر ہو کر عرض کرتا ہے۔ ''السلام علیک یارسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام'' اعرابی نے کہا اب اس کو اپنی جگہ پر لوٹنے کا حکم فرمائیے۔ تو نبی مختار حبیب کردگار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرمان پر درخت واپس اسی جگہ جا کر کھڑا ہو گیا۔ معجزہ دیکھ کر اعرابی نے عرض کیا اذن لی اسجد لک مجھے اجازت دیں کہ میں آپ کو سجدہ کروں تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ اگر میں کسی کو حکم فرماتا کہ وہ کسی کو سجدہ کرے تو بلاشک عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے بعد ازیں اس نے عرض کیا۔

اء ذن لی ان اقبل یدیک ورجلیک فاذن له ٥

مجھے اجازت مرحمت فرمائیے کہ میں آپ کے مبارک ہاتھوں اور پاؤں کو بوسہ دوں تو ہادی سبل' ختم الرسل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہاتھ اور پاؤں کو بوسہ دینے کی اجازت عنایت فرمادی۔ (شفاء شریف جلد اول ص ۱۹۶' تنبیہ الغافلین ص ۲۶۲' شامی شریف جلد نمبر ۵' تنویر القلوب لکروی ص ۱۹۹)

جاءت لدعوته الاشجار ساجدةً

تمشی الیه علیٰ ساق بلا قدام

حضرت علامہ امام ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ کی ندا:

یا سیدی یا رسول اللہ قد شرنت قصائدی بمدیح قد رصفاء

اے میرے سردار! اے اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ کی مدح وثنا سے میرے قصیدے عمدہ اور شرف والے ہوں گے۔

حسین احمد مدنی کا نظریہ:

وہابیہ عرب کی زبان سے بارہا سنا گیا کہ وہ الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کو سخت منع کرتے ہیں اور اہل حرمین پر سخت نفرتیں اس ندا اور خطاب پر کرتے ہیں اور ان کا مذاق اڑاتے ہیں۔

حالانکہ ہمارے مقدس بزرگان دین اس صورت اور جملہ درود شریف کو اگرچہ بصیغہ خطاب وندا کیوں نہ ہوں۔ مستحب ومستحسن جانتے ہیں اور اپنے متعلقین کو اس کا امر کرتے ہیں۔ (الشہاب الثاقب ص ۲۴۴)

ہے جب تک اہل سنت کا کوئی اک فرد بھی زندہ

فضاؤں میں سدا گونجے گا نعرہ یا رسول اللہ

مولوی محمد زکریا کا نظریہ:

بندہ کے خیال میں اگر ہر جگہ درود وسلام دونوں کو جمع کیا جائے تو زیادہ بہتر ہے۔ یعنی بجائے الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) السلام یا

نبی اللہ وغیرہ کے الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ، الصلوٰۃ والسلام یا نبی اللہ اسی طرح اخیر تک السلام کے ساتھ الصلوٰۃ کا لفظ بھی بڑھا دے تو زیادہ اچھا ہے۔
(تبلیغی نصاب موجودہ نام فضائل اعمال ص ۷۰۲)

نعرہ کیجیے یا رسول اللہ کا
مفلسو سامان دولت کیجیے
(حدائق بخشش)

ولادت باسعادت سے پہلے انبیاء علیہم السلام نے یارسول اللہ علیک الصلوٰۃ والسلام پکارا:

قالت آمنة لما حملت بحبيبي محمد صلى الله عليه وسلم في اول شهر من حملي وهو شهر رجب الاصم بينما انا ذات ليلة في لذة المنام، اذا دخل على رجل مليح الوجه طيب الرائحة وانواره لائحة، وهو يقول مرحباً بک يا محمد قلت له من انت؟ قال انا آدم ابو البشر، قلت له ما تريد، قال البشرى يا آمنة فقد حملت بسيد البشر و فخر ربيعة ومضر ٥ ولما كان الشهر الثاني دخل على رجل وهو يقول السلام عليک يا رسول الله قلت له من انت قال انا شيث قلت له ما تريد قال ابشري يا آمنة فقد حملت بصاحب التاويل والحديث ٥ ولما كان الشهر الثالث دخل

علی رجل وھو یقول السلام علیک یا نبی اللہ قلت لہ من
انت قال انا ادریس؟ قلت ما ترید قال ابشری یا آمنۃ فقد
حملت بالنبی الرئیس ٥ ولما کان الشھر الرابع دخل علی
رجل وھو یقول السلام علیک یا حبیب اللہ قلت لہ من
انت قال انا نوح؟ قلت لہ ما ترید قال ابشری یا آمنۃ فقد
حملت بصاحب النصر والفتوح٥ ولما کان الشھر الخامس
دخل علی رجل وھو یقول السلام علیک یا صفوۃ اللہ قلت
لہ من انت قال انا ھود؟ قلت ما ترید قال ابشری یا آمنۃ فقد
حملت بصاحب الشفاعۃ العظمی فی الیوم الموعود، ولما
کان الشھر السادس دخل علی رجل وھو یقول السلام
علیک یا رحمۃ اللہ قلت لہ من انت قال انا ابراھیم
الخلیل ٥ قلت لہ ما ترید قال ابشری یا آمنۃ فقد حملت
بالنبی الجلیل، ولما کان الشھر السابع دخل علی رجل وھو
یقول السلام علیک یا من اختارۃ اللہ قلت لہ من انت قال
انا اسماعیل الزبیح ٥ قلت لہ منا ترید قال ابشری یا آمنۃ
فقد حملت بالنبی الرجیح الملیح، ولما کان الشھر الثامن
دخل علی رجل وھو یقول السلام علیک یا خیرۃ اللہ،
فقلت لہ من انت قال انا موسی بن عمران ٥ قلت لہ ما ترید
قال ابشری یا آمنۃ فقد حملت بمن ینزل علیہ القرآن ٥

ولما كان الشهر التاسع دخل علی رجل وهو يقول السلام
عليک يا خاتم رسل الله دني القرب منک يا رسول الله
قلت له من انت قال انا عيسیٰ ابن مريم' قلت له ما تريد قال
ابشری يا آمنة فقد حملت بالنبی المكرم الرسول المعظم'
صلی الله تعالیٰ عليه وسلم وزال عنک البوس والعنا
والسقم والالمo

ترجمہ: حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتی ہیں کہ جب نور محمدی میرے
بطن میں جلوہ گر ہوا تو حمل کے پہلے مہینے جو رجب المرجب کا مہینہ تھا۔ایک رات
جب میں اپنے گھر میں سو رہی تھی۔خواب میں کیا دیکھتی ہوں کہ مرد کامل جس کے
چہرے سے ملاحت ٹپک رہی تھی۔جسم سے عمدہ خوشبو آ رہی تھی اور جس کے انوار
پر سوضیا بار تھے' میرے پاس آیا اور کہنے لگا' مرحبا یا محمد علیک الصلوٰۃ والسلام میں
نے ان سے پوچھا آپ کون ہیں' کہا میں ابو البشر آدم (علیک الصلوٰۃ والسلام)
ہوں۔میں نے پوچھا آپ کس لیے تشریف لائے ہیں فرمایا اے آمنہ (رضی اللہ
تعالیٰ عنہا) بشارت ہو کہ تم سید البشر اور فخر ربیعہ و مضر سے بارور ہو۔

جب دوسرا مہینہ ہوا تو اسی طرح ایک اور شخص خواب میں میرے پاس آیا اور
کہہ رہا تھا۔السلام علیک یا رسول اللہ (اے اللہ کے رسول آپ پر سلام ہو) میں
نے کہا۔آپ کون ہیں؟ فرمایا میں شیث (علیہ الصلوٰۃ والسلام) ہوں' میں نے
کہا۔آپ کیا چاہتے ہیں؟ کہنے لگے' اے آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا خوشخبری ہو کہ تم

صاحب تاویل وحدیث نبی محترم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بارور ہو۔

جب تیسرا مہینہ آیا تو ایک اور صاحب میرے پاس آئے اور کہنے لگے۔

السلام علیک یا نبی اللہ

اے اللہ کے نبی آپ پر سلام ہو۔

میں نے پوچھا آپ کون ہیں؟ فرمایا میں ادریس (علیہ الصلوٰۃ والسلام) ہوں، میں نے کہا، آپ کیا چاہتے ہیں۔ فرمایا اے آمنہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) بشارت ہو کہ تم نبی رئیس سے بارور ہو، یعنی ایسے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حمل سے جو سب کے سردار ہیں۔ جب چوتھا مہینہ ہوا تو حسب سابق ایک بزرگ میرے پاس آئے اور کہنے لگے۔

السلام علیک یا حبیب اللہ

اے اللہ کے محبوب آپ پر سلام ہو۔

میں نے پوچھا آپ کون ہیں فرمایا میں نوح (علیہ الصلوٰۃ والسلام) ہوں۔ میں نے کہا آپ کیا چاہتے ہیں۔ فرمایا اے آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا خوشخبری ہو کہ تم اس نبی محترم سے بارور ہو، جو صاحب نصر وفتوح ہیں یعنی فتح ونصرت کے مالک ہیں۔ جب پانچواں مہینہ ہوا تو اسی طرح ایک حضرت میرے پاس آئے اور کہنے لگے۔

السلام علیک یا صفوۃ اللہ

اے اللہ کے برگزیدہ رسول، آپ پر سلام ہو۔

میں نے پوچھا آپ کون ہیں؟ فرمایا میں ہود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہوں- میں نے کہا- آپ کیا چاہتے ہیں؟ فرمایا اے آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا خوشخبری ہو کہ تم اس نبی معظم سے باردار ہو- جو قیامت کے دن شفاعت عظمیٰ کے مالک ہوں گے-

جب چھٹا مہینہ ہوا تو پہلے کی طرح ایک بزرگ میرے پاس آئے اور کہنے لگے-

السلام علیک یا رحمۃ اللہ

اے اللہ کی رحمت آپ پر سلام ہو-

میں نے پوچھا آپ کون ہیں؟ فرمایا میں ابراہیم خلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام ہوں- میں نے کہا آپ کیا چاہتے ہیں؟ فرمایا اے آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا خوشخبری ہو کہ تم نبی جلیل صلی اللہ علیہ وسلم سے باردار ہو-

جب ساتواں مہینہ ہوا تو اسی طرح ایک بزرگ میرے پاس آئے اور کہنے لگے-

السلام علیک یا من اختارہ اللہ

اے اللہ کے منتخب رسول آپ پر سلام ہو-

میں نے پوچھا آپ کون ہیں؟ فرمایا میں اسماعیل ذبیح علیہ الصلوٰۃ والسلام ہوں- میں نے کہا آپ کیا چاہتے ہیں؟ فرمایا اے آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا خوشخبری ہو کہ تم نبی رجیح وملیح یعنی افضل اور حسن نمک پاش والے نبی سے باردار ہو-

جب آٹھواں مہینہ ہوا تو حسب دستور ایک صاحب میرے پاس آئے اور کہنے لگے

السلام علیک یا خیرۃ اللہ

اے اللہ کے پسندیدہ رسول آپ پر سلام ہو۔

میں نے پوچھا آپ کون ہیں؟ فرمایا میں موسیٰ بن عمران علیہ الصلوٰۃ والسلام ہوں میں نے کہا۔ آپ کیا چاہتے ہیں۔ اے آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا خوشخبری ہو کہ تم اس نبی معظم سے بارور ہو جن پر قرآن پاک نازل ہوا۔

جب نواں مہینہ ہوا تو اسی طرح ایک اور حضرت میرے پاس آئے اور کہنے لگے۔

السلام علیک یا خاتم رسل اللہ

اے رسولان الٰہی کو ختم کرنے والے آپ پر سلام ہو۔

آپ کا وقت ظہور قریب ہے میں نے پوچھا آپ کون ہیں۔ فرمایا میں عیسیٰ بن مریم ہوں علیہما الصلوٰۃ والسلام میں نے کہا۔ آپ کیا چاہتے ہیں؟ فرمایا اے آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا خوشخبری ہو کہ تم نبی مکرم اور رسول معظم سے بارور ہو۔ تم سے ہر قسم کی تکلیف درد دکھ اور بیماری زائل ہو گئی ہے۔ (نعمت کبریٰ ص ۴۴)

سب سے بالا اولیٰ واعلیٰ ہمارا نبی
سب سے بالا و والا ہمارا نبی
ملک کونین میں انبیاء تاجدار
تاجداروں کا آقا ہمارا نبی
(حدائق بخشش)

فرشتوں کے سردار جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یا محمد علیک الصلوٰۃ والسلام پکارا:

ایک مرتبہ حضرت جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ کے پاس آئے اور اللہ تعالیٰ کا سلام پہنچایا اور کہا کہ اگر آپ چاہیں تو کوہ احد اور دوسرے پہاڑوں کو آپ کے لیے سونا اور چاندی بنا دیا جائے مگر آپ نے فرمایا اے جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام

الدنیا دار من لا دار له ومال من لا مال له قید جمعها من لا عقل له

ترجمہ: دنیا اس کے لیے گھر ہے جس کا کوئی گھر نہیں دنیا اس کے لیے دولت ہے جس کے پاس کوئی دولت نہیں دنیا کے مال ودولت کو وہی جمع کرتا ہے جس کے پاس کوئی عقل نہیں۔ جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا؟

ثبتک الله یا محمد بالقول الثابت

اے محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ نے قول صحیح سے بالکل سچ فرمایا ہے۔

(معارج النبوت ص ۵۷۶)

اونٹ نے یارسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام پکارا:

ایک بار حضور اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم مومنین کو صدقہ کی تلقین فرما رہے تھے کہ ایک اعرابی آیا جس کے پاس بڑا خوبصورت اونٹ تھا۔ بڑا خوش رفتار اور

خوش وخرم حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اشارہ کیا کہ یہ اونٹ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں پیش کیا جائے۔ چنانچہ اسے ایک جگہ کھڑا کر دیا گیا۔ سحری کے وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام گھر سے نکلے تو اونٹ نہایت فصیح و بلیغ انداز میں پڑھ رہا تھا۔

"السلام علیک یا زین القیامۃ السلام علیک یا خیر البشر السلام علیک یا فاتح الجنان' السلام علیک یا شافع الامم' السلام علیک یا قائد المومنین فی القیامۃ الجنۃ السلام علیک یا رسول رب العالمین"

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ کلمات سنتے ہی اونٹ کی طرف توجہ فرمائی اور اس کا حال پوچھا تو کہنے لگا۔ "یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اس اعرابی کے پاس تھا وہ مجھے ایک سنسان جنگل میں باندھ دیا کرتا۔ رات کے وقت جنگل کے جانور میرے اردگرد جمع ہو جاتے اور کہتے "لا نوردو ہا فانہ مرکب محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم" اسے نہ چھیڑنا یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سواری ہے) میں اس دن سے آپ کے ہجر وفراق میں تھا۔ آج اللہ تعالیٰ نے احسان فرمایا ہے کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام تک پہنچا ہوں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اونٹ سے یہ باتیں سنیں تو بڑے خوش ہوئے اور اس کی طرف زیادہ التفات فرمانے لگے اور اس کا نام "غضبا" رکھا۔ ایک روز غضبا نے کہا "یا رسول اللہ" علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک درخواست ہے آپ نے فرمایا وہ کیا ہے؟ عرض کی آپ اللہ تعالیٰ سے یہ بات

منظور کروا لیجیے کہ جنت میں مجھے آپ کی ہی سواری بنایا جائے۔ دوسری بات یہ ہے کہ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال شریف سے پہلے ہی موت آ جائے تا کہ میری پشت پر کوئی دوسرا سوار نہ ہو سکے۔ کیونکہ میں یہ برداشت نہ کرسکوں گا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یقین دلایا کہ ایسا ہی ہوگا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال شریف کا وقت قریب آیا تو آپ علیہ السلام نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بلا کر وصیت کی کہ غضبا پر میرے بعد کوئی سواری نہ کرے۔ کیونکہ میں نے اس سے عہد کیا ہوا ہے بیٹی تم خود اس کی نگرانی کرنا اور دیکھ بھال کرنا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے بعد اونٹ نے کھانا پینا چھوڑ دیا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فراق وغم میں گم سم رہنے لگا۔ (معارج النبوت جلد ۳ ص ۲۰۲)

نور الٰہی کیا ہے محبت حبیب کی
جس دل میں یہ نہ ہو وہ جگہ خوک وخر کی ہے
(حدائق بخشش)

شیر خوار بچے کی ندا:

بریدہ بن الحصیب کہتے ہیں ایک بار ایک عورت اپنا دو ماہ کا بچہ کندھے پر اٹھائے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس سے گزری، یہ عورت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تکلیفیں دینے میں پیش پیش تھی۔ بچے کی نگاہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر پڑیں تو کہنے لگا ''السلام علیک یا رسول اللہ، السلام علیک یا محمد بن عبداللہ'' حضور

علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس بچے کے سلام کا جواب دیا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا بچے تو کیسے جانتے ہو کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں محمد بن عبداللہ ہوں۔ بچے نے عرض کی یہ معرفت مجھے اللہ تعالیٰ نے دی ہے۔ یہ دیکھیں جبرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ کے پاس کھڑے ہیں۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھ رہے ہیں۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بچے کا نام پوچھا عرض کی ''عبدالعزیٰ'' لیکن یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں عزیٰ سے سخت نفرت کرتا ہوں۔ آپ میرا کوئی نام تجویدفرمائیں۔ حضور سرکار دو عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بچے کا نام عبداللہ رکھا۔ پھر بچے نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ میرے لیے دعا فرمائیں کہ میں بڑا ہو کر آپ کا غلام اور خادم بنوں اور بہشت میں آپ کے ساتھ رہوں۔ آپ نے اس بچے کے لیے دعا فرمائی۔ بچے نے پھر کہا وہ لوگ بڑے نیک بخت ہیں جو آپ پر ایمان لاتے ہیں اور وہ لوگ بڑے بد بخت ہیں جو آپ سے محروم رہتے ہیں اور پھر بچے نے نعرہ مارا اور جان دے دی۔ اس کی ماں نے کہا اس معجزہ کے بعد آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نبوت کے انکار کی کوئی گنجائش نہ رہی۔ کلمہ شہادت پڑھا اور اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار کیا۔ حضور علیہ السلام کی رسالت کی گواہی دی اور کہنے لگی اب مجھے عمر رفتہ پر حسرت ہے جو آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایذا رسانی میں گزری۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تمہیں مبارک ہو فرشتے تمہارے لیے جنت سے کفن لا رہے ہیں۔ عورت نے خوشی کے عالم میں ایک نعرہ مارا اور جان دے دی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تجہیز و

تکفین کر کے اس عورت کی نماز جنازہ ادا کی جائے۔ ماں اور بچے کو ایک قبر میں دفن کر دیا گیا۔ (معارج النبوت جلد ۳۰ ص ۶۱۴)

کیوں کہوں بے کس ہوں میں کیوں کہوں بے بس ہوں میں
تم ہو میں تم پہ فدا تم پہ کروڑوں درود
(حدائق بخشش)

اعرابی کی ندا اور عدل رسالت علیہ الصلوٰۃ والسلام:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن آسمان پر بادل چھائے ہوئے تھے۔ تمام صحابہ کرام علیہم الرضوان جمع تھے' ہمارا گمان تھا کہ نماز ظہر بے وقت ادا کر رہے ہیں۔ ایک اعرابی آیا اور کہنے لگا ابھی تک آپ لوگوں نے ظہر کی نماز ادا نہیں کی۔ ہم نے بتایا نہیں ابھی رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام گھر میں ہی تشریف فرما ہیں۔ وہ اٹھا اور زور سے کہنے لگا ''الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ'' اور آ کر خاموش بیٹھ رہا۔ ابھی تھوڑا ہی وقت گزرا تھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام غصے میں لاٹھی ہاتھ میں لیے تشریف لائے اور پوچھا کہ یہ کون شخص تھا جو آوازیں دے رہا تھا؟ اعرابی اٹھا اور کہنے لگا ''یا رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام میں تھا آپ نے لاٹھی سے اسے ادب سکھایا' ہم نے نماز پڑھی تو بادل کا پردہ دور ہو گیا اور سورج ابھی ظہر کی نماز تک بھی نہ پہنچا تھا۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اعرابی کہاں ہے؟ اعرابی سامنے آیا تو

آپ نے فرمایا، تم نے مجھے بے وقت تکلیف دی ہے۔ میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے گھر میں ایک نہایت ضروری کام میں مشغول تھا۔ خدا تعالیٰ کی قسم حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام جب کام میں مشغول ہوتے تھے تو اللہ تعالیٰ سورج کی رفتار کو روک دیتا۔ سورج اس وقت تک کھڑا رہتا جب تک آپ فارغ نہ ہوتے تو یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ میں کام میں مشغول ہوں تو سورج نماز کے وقت سے آگے نکل جائے، آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پھر اعرابی کو کہا کہ میں نے غصے کے عالم میں تجھے مارا ہے اور تم بدلہ یعنی قصاص لے لو، میں تو قصاص نہیں لے سکتا۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا پھر بخش دو۔ اس نے کہا میں تو خود محتاج ہوں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک اونٹ خرید کر اسے دے دیا اور فرمایا

"العدل من ربکم جل جلاله"

(معارج النبوت جلد۳ ص ۶۲۷)

ہم نے خطا میں نہ کی تم نے عطا میں نہ کی
کوئی کمی سرورا تم پہ کروڑوں درود
(حدائق بخشش)

دریا بردلڑکی زندہ ندایا رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام:

امیر المومنین حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دربار میں حاضر ہوا اور کہنے لگا۔ "یا رسول

اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں نے زمانہ جہالت میں اپنی لڑکی کو ایک دریا میں ڈبو دیا تھا۔

کیونکہ ان دنوں عربوں میں یہ رسم تھی کہ نوجوان لڑکی کو زندہ درگور کر دیتے یا دریا برد کر دیتے تھے۔ وہ شخص چاہتا تھا کہ اس کی لڑکی زندہ ہو جائے اس کی آہ و زاری سے متاثر ہو کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اسے اس مقام پر لے گئے جہاں وہ لڑکی ڈبوئی گئی تھی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کا نام لے کر بلایا کہ تم اللہ تعالیٰ کے حکم سے زندہ ہو جاؤ چنانچہ یہ آواز سنتے ہی لڑکی پکار اٹھی۔ "لبیک وسعدیک یا رسول الله" علیک الصلوٰۃ والسلام نے اسے فرمایا تمہارے والدین اسلام قبول کر چکے ہیں، کیا تم چاہتی ہو کہ تمہیں والدین کے سپرد کر دیا جائے۔ لڑکی نے کہا "یا رسول اللہ تعالیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام میرا اللہ تعالیٰ میرے والدین سے بہت ہی زیادہ مہربان اور کریم ہے مجھے اسی کے حوالے فرما دیں۔ اب مجھے ماں باپ کی ضرورت نہیں۔ (معارج النبوت جلد ۳، ص ۶۳۴)

میت نے یا رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام پکارا:

نعمان بن بشیر انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مسلمان مدینہ پاک میں وفات پا گیا۔ اسے ایک تختے پر لٹا دیا گیا اور اوپر چادر دے دی گئی۔ بہت سی عورتیں اس کی نعش کے ارد گرد جمع ہو گئیں اور رونے دھونے لگیں اسی اثنا میں نعش سے آواز بلند ہوئی کہ خاموش ہو جاؤ اور سنو۔

"محمد رسول النبی الامی و خاتم النبین کان ذلک فی الکتاب مسطورا"

اور پھر کہنے لگا یہ سچ ہے اسی وقت صحابہ اکرام علیہم الرضوان کے اسماء گرامی بھی یاد کیے اور کہا "السلام علیک یا رسول اللہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ" یہ کلمات کہتے ہی وہ اپنی اصلی حالت میں آ گیا اور پھر واصل بحق ہو گیا۔ (معارج النبوت جلد ۳ ص ۶۳۴)

میں وہ سنی ہوں جمیل قادری مرنے کے بعد
میرا لاشہ بھی کہے گا الصلوٰۃ والسلام

فاطمہ بنت اسد نے فوتگی کے بعد یا رسول اللہ علیک الصلوٰۃ والسلام پکارا:

جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ مکرمہ فاطمہ بن اسد فوت ہوئیں تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اطلاع دی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بڑے غمزدہ ہوئے فرمانے لگے۔ اس نے میری پرورش ماں کی طرح کی میرے ساتھ اچھا سلوک کرتی کہ میرے چچا ابو طالب نے بھی سلوک نہیں کیا۔ یہ کہتے ہوئے آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی چادر مبارک دی اور اپنا کرتہ مبارک عنایت فرمایا تا کہ اس کو تکفین کے وقت کام میں لایا جا سکے' آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جب غسل کر چکیں تو مجھے اطلاع دینا' تو جب تجہیز و تکفین

کی جا چکی تو اسے تختے پر لٹا کر جنازہ گاہ لایا گیا۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کی نماز جنازہ ادا کی اور قبر میں رکھا گیا۔ تو آپ نے زور سے فرمایا۔ فاطمہ! جواب میں آواز آئی ''لبیک یا رسول اللہ''

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا تو نے جس بات کی ضمانت مجھ سے چاہی تھی وہ میں نے پوری کر دی ہے۔ تو نے جس ایمان کو قبول کیا تھا اس کے بدلے اللہ تعالیٰ تجھے زندگی اور موت کے بعد بھی جزائے خیر دے گا۔ اس کے بعد اس کی قبر پر مٹی ڈال دی گئی۔

اس قریشی نے آگے بڑھ کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سوال کیا کہ ''یا رسول اللہ'' علیہ الصلوٰۃ والسلام اس سے بیشتر آپ نے کسی مردے سے یوں معاملہ نہیں کیا؟ آج کیا بات ہے کہ آپ مردے سے بھی گفتگو فرما کر اس کی بخشش کی ضمانت دے رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ وہ میرے پاس ایک دن بیٹھی ہوئی تھیں۔ میں نے قرآن کریم کی یہ آیت سنائی۔

ولقد جئتمونا فرادا کما خلقنا کم اول مرۃ''

اس نے مجھ سے پوچھا کہ فرادا کا کیا مطلب ہے؟ میں نے فرمایا اس کا مطلب ہے' ننگا' برہنہ' لباس سے خالی بدن' کہنے لگی۔ واسواناہ! اللہ تعالیٰ اس برہنگی سے مجھے محفوظ رکھے۔ میں نے اس وقت ضمانت دے دی تھی کہ موت کے وقت بے ستری نہیں ہوگی اور قبر میں بھی لباس سے عاری نہیں ہوگی۔ اس کے بعد منکر و نکیر کی آمد کے بارے میں دریافت فرمایا میں نے ان کے آنے کی کیفیت

اور سوالات کرنے کے طریقہ کی وضاحت کی۔

اس نے کہا و الغوثاہ باللہ منھا (میں اللہ تعالیٰ سے فریاد چاہتی ہوں) میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اس کی قبر میں منکر نکیر اچھی شکل و صورت میں آئیں۔ اچھا سلوک کریں اور قبر کشادہ ہو جائے اور حشر میں بھی وہ کفن کے ساتھ اٹھے۔ اللہ تعالیٰ نے میری دعا کو قبول فرمالیا میں نے اسی لیے اس کی قبر پر یہ سوال کیا تھا "ھل رایت ما ضمنت لک (کیا تم نے دیکھ لیا جس کی میں نے ضمانت دی تھی وہ درست نکلی) اس نے میرے جواب میں کہا "جزاک اللہ عنی خیر الجزاء فی المحیاء والممات "اس کے بعد حضور سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے دست پاک سے قبر کو کشادہ ہونے کا اشارہ کیا تو یہ قبر بہت کشادہ ہو گی۔ (معارج النبوت جلد ۳ ص ۶۲۰)

مختلف الفاظوں کے ساتھ ان کتابوں میں بھی موجود ہے۔ المعجم الکبیر للطبرانی ۲۴: ۲-۳۵۱ المعجم الاوسط للطبرانی ۱: ۳-۱۵۲ حلیۃ الاولیاء لابی نعیم ۳: ۱۲، مجمع الزوائد ۹: ۷-۲۵۶ العلل المتناہیۃ للجوزی ۱: ۹-۲۶۷

نہ ہو مایوس آئی ہے صدا گور غریباں سے

نبی امت کا حامی ہے خدا بندوں کا والی ہے

(حدائق بخشش)

خلیفہ اول نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وفات پر یا محمد علیک الصلوٰۃ والسلام پکارا:

امام قسطلانی، ابن منیر سے نقل کرتے ہیں کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی

اللہ تعالیٰ عنہ کو حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال کی اطلاع ملی تو روتے ہوئے حاضر ہوئے اور چہرہ انور سے کپڑا اٹھا کر یوں عرض کرنے لگے۔

ولو ان موتک کان اختیار الجد نا لموتک بالنفوس اذ کرنا یا محمد عند ربک ولنکن من بالک۔ بحواله (احمد بن محمد القسطلانی، امام (م ۹۲۳ھ) مواهب للدنیه (مع شرح الزرقانی) ج ۸ ص ۳۲۲

ترجمہ: اگر آپ کی موت میں ہمیں اختیار دیا جاتا تو ہم آپ کے وصال کے لیے اپنی جانیں قربان کر دیتے۔ یا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے رب کے پاس ہمیں یاد کرنا اور ہمارا خیال ضرور رکھنا۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال شریف کے بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ندا:

جب نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصال مبارک ہوا تو سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہجر و فراق کے ان لمحات میں یہ کلمات عرض کیے۔

السلام علیک یا رسول الله بابی انت وامی لقد کنت تخطبنا علی جزع نخلة فلما کثر الناس اتخذت منبرا لتسمعهم فحن الجزع لفراقک حتیٰ جعلت یدک علیه مسکن فامتک اولیٰ بالخین الیک لما فارقتها بابی انت وامی "یا رسول الله" لقد بلغ من فضیلتک عنده ان جعل طاعتک طاعته فقال عزوجل من یطع الرسول فقد اطاع

الله (الرسول ۲۲-۲۳)

ترجمہ: یارسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام آپ پر میرے ماں باپ قربان اور سلام ہو آپ ہمیں کھجور کے تنے کے ساتھ کھڑے ہو کر خطبہ دیتے تھے۔ کثرت صحابہ اکرام علیہم الرضوان کے پیش نظر منبر بنایا گیا جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس تنے کو چھوڑ کر منبر پر جلوہ افروز ہوئے تو اس نے سسکیاں لے کر رونا شروع کر دیا۔ آپ نے اس پر دست شفقت رکھا تو وہ خاموش ہو گیا جب اس بے جان کھجور کے تنے کا یہ حال ہے تو اس امت کو آپ کے فراق پر نالہء شوق کا حق زیادہ ہے۔ ''یارسول اللہ'' علیک الصلوٰۃ والسلام میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو کتنی فضیلت عطا کی ہے کہ آپ کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیا ہے۔ پس اللہ عزوجل نے فرمایا ''جس نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔''

دوسری روایت:

بابی انت وامی یا رسول الله لقد بلغ من تواضعک انک جالستنا وتزوجت منا واکلت معنا وبست الصوت ورکبت الدواب واردقت خلفه ووضعت طعامک علی الارض تواضعا منک (الرسول۲۲-۲۳)

ترجمہ: یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ پر میرے ماں باپ قربان ہوں آپ کی تواضع اور انکساری کی حد ہے کہ (عرش کے مہمان ہو کر ہم فرشیوں

کے ساتھ رہے ہماری خاطر نکاح کیا اور کھایا' صوف کا لباس پہنا' گھوڑے پر سواری فرمائی بلکہ ہم جیسوں کو پیچھے بٹھایا۔

درود پاک کی برکت

حضرت شیخ احمد بن ثابت مغربی قدس سرہ نے فرمایا کہ میں نے درود پاک کے فضائل جو دیکھے ان میں سے ایک یہ ہے کہ ایک رات میں نے خواب دیکھا کہ دو آدمی آپس میں جھگڑتے ہیں۔ ایک نے کہا آ میرے ساتھ چل رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے فیصلہ کرالیں۔

چنانچہ وہ دونوں چلے تو میں بھی ان کے پیچھے ہولیا۔ دیکھا تو سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ایک بلند جگہ پر جلوہ افروز ہیں۔ جب حاضر ہوئے تو ایک نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس شخص نے مجھ پر گھر جلا دینے کا الزام لگایا ہے۔

یہ سن کر شاہِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اس نے تجھ پر افترا کیا ہے۔ اسے آگ کھا جائے گی۔ پھر میں بیدار ہو گیا اور میں دربارِ رسالت میں کوئی عرض نہ کر سکا۔ پھر میں نے دربارِ الٰہی میں دعا کی یا اللہ عزوجل! مجھے پھر زیارت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے مشرف فرما۔ دعا کے بعد میں سو گیا' دیکھتا ہوں ندا آتی ہے کہ جو شخص رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت کرنا چاہتا ہے وہ

ہمارے ساتھ چلے اور میں نے دیکھا کہ کافی لوگ ندا کرنے والے کے پیچھے جا رہے ہیں جن کے لباس سفید ہیں تو میں نے ایک سے پوچھا کہ خدا تعالیٰ اور رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے لیے مجھے بتاؤ کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہاں تشریف فرما ہیں؟

اس نے کہا کہ سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فلاں مکان میں جلوہ گر ہیں۔ یہ سن کر میں نے دعا کی یا اللہ عزوجل! درود پاک کی برکت سے مجھے اپنے حبیب پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تک ان لوگوں سے پہلے پہنچا دے تاکہ میں تنہائی میں زیارت کرسکوں اور اپنی مراد حاصل کرسکوں تو مجھے کسی چیز نے بجلی کی طرح حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے دربار میں حاضر کر دیا اور میں نے دیکھا کہ سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تنہا قبلہ رو تشریف فرما ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور سے نور چمک رہا ہے۔ میں نے عرض کی الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ یہ سن کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ''مرحبا'' فرمایا تو میں اپنے چہرے کے ساتھ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی گود مبارک میں لوٹ پوٹ ہو گیا۔ پھر میں نے عرض کی یا رسول اللہ علیک الصلوٰۃ والسلام مجھے کوئی نصیحت فرمایئے جس سے اللہ تعالیٰ مجھے نفع دے۔ فرمایا درود پاک کی کثرت کرو۔ پھر میں نے عرض کی حضور! آپ اس بات کے ضامن ہو جائیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کے ولی بن جائیں۔

تو فرمایا میں تیرا ضامن ہوں کہ تیرا ایمان پر خاتمہ ہوگا۔ پھر میں نے وہی عرض کی تو فرمایا کیا تجھے معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ولی سارے کے سارے اللہ

تعالیٰ سے دعائیں کرتے ہیں کہ خاتمہ ایمان پر ہو جائے- لہٰذا میں تیرا ضامن ہوں کہ تیرا خاتمہ ایمان پر ہوگا-

میں نے عرض کی ہاں- یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجھے منظور ہے-

پھر میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ اللہ تعالیٰ مجھے خضر علیہ السلام کی زیارت کرائے- میں یہ دربار رسالت میں عرض کرنے ہی والا تھا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا مجھ پر درود پاک کی کثرت کو لازم پکڑ و اور اس مقام کی زیارت اور ہر وہ بات جو تجھے درجات تک پہنچانے والی ہے ہم اس کو پورا کریں گے- پھر میرے دل میں اس بات کی حشمت و رعب پیدا ہوا کہ جب میں کون و مکاں زمین و آسماں کے آقا کی زیارت سے نوازا گیا ہوں تو مجھے اور کیا چاہیے؟ تو میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر نبی و رسول ہر ولی حضرت خضر علیہ السلام نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے ہی اقتباس کیا ہے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بحر و ذخار سے سب نے چلو بھرا ہے- تو جب مجھے صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت ہوگئی تو گویا میں نے سب کی زیارت کر لی- اللہ تعالیٰ کا شکر ہے-

ازاں بعد باقی لوگ جن کو میں پیچھے چھوڑ آیا تھا وہ حاضر ہو گئے اور بلند آواز سے پڑھتے آ رہے تھے الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ جب وہ حاضر ہوئے تو میں آقائے دو جہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ایک جانب بیٹھا تھا-

رسول اکرم شفیع معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کی طرف متوجہ ہوئے اور ان

کو بشارتیں دیں، لیکن ان کے ساتھ ایک شخص اور بھی آیا تھا۔ اس کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دھتکار دیا اور فرمایا اے مردود! اے آگ کے چہرے والے تو پیچھے ہٹ جا، میں نے اس کی صورت دیکھی تو وہ ان آنے والوں جیسی نہ تھی کیونکہ وہ شیطان تھا اور جب سید دو عالم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان حاضرین کے ساتھ گفتگو سے فارغ ہوئے فرمایا اب تم جاؤ۔ اللہ تعالیٰ تمہیں برکتیں عطا فرمائے اور مجھے میرے پوتے کے ساتھ (میری طرف اشارہ کر کے) رہنے دو۔

تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میں سید ہوں؟ فرمایا ہاں! تو سید ہے میں نے عرض کی کیا میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اولاد پاک سے ہوں۔ فرمایا ہاں تو میری نسل پاک سے ہے۔ تو میں نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ پھر میں نے عرض کیا حضور مجھے نصیحت فرمایئے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ مجھے نفع دے تو فرمایا تجھ پر لازم ہے کہ درود پاک کی کثرت کرے اور تو کھیل تماشے سے پرہیز کرے۔

میں بیدار ہوا تو سوچا وہ کونسا کھیل تماشا ہے کہ اسے ترک کر دوں۔ بہتیرا غور کیا مگر مجھے معلوم نہ ہو سکا کہ وہ کیا ہے؟ پھر میں نے خیال کیا شاید کوئی آئندہ رونما ہونے والی بات ہو لاحول ولا قوۃ الا باللہ، فعل بد سے وہی بچ سکتا ہے جس پر اللہ تعالیٰ رحم فرمائے۔ (سعادۃ دارین ص ۱۰۵)

شب و روز حضور کے روضے پہ جبرائیل امین بھی آتا ہے
جو روضے پہ آتا ہے ارے خالی کب وہ جاتا ہے
میرے آقا کے دربار سے دیکھو ارے منہ مانگا مل جاتا ہے

یا ایہا النبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وظیفہ

عارف باللہ علی بن علوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو جب کوئی مشکل درپیش ہوتی تو ان کو شفیع معظم نبی محترم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہو جاتی اور وہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پوچھ لیتے اور نبی محترم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جواب سے سرفراز فرما دیتے اور جب شیخ موصوف تشہد یا غیر تشہد میں عرض کرتے

''السلام علیک ایها النبی ورحمة الله وبرکاته''

تو سن لیتے کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ وعلیک السلام یا شیخ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اور کبھی کبھی السلام علیک ایہا النبی کو بار بار پڑھتے جب ان سے پوچھا گیا کہ آپ بار بار کیوں پڑھتے ہیں تو فرماتے ہیں جب تک آقائے دو جہاں سے جواب نہ سن لوں آگے نہیں پڑھتا۔ نیز امام شعرانی قدس سرہ سے منقول ہے فرمایا کہ کچھ حضرات ایسے بھی ہیں جو پانچوں نمازیں سرور دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پیچھے پڑھتے ہیں۔

اور حضرت سیدی علی الخواص رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ کسی کا ولایت محمدیہ میں قدم راسخ نہیں ہوسکتا جب تک کہ سید الوجود رحمت دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور خضر والیاس علیہما السلام کی زیارت سے مشرف نہ ہو۔ پھر فرمایا کہ بعض لوگ جو اس دولت سے محروم ہیں ان کے انکار کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔ (سعادۃ الدارین ص ۱۴۱)

اورادِ فتحیہ میں سترہ بار ندائے یا رسول اللہ علیک الصلوٰۃ والسلام

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

الصلوٰۃ والسلام علیک یا حبیب اللہ

الصلوٰۃ والسلام علیک یا خلیل اللہ

الصلوٰۃ والسلام غیلک یا نبی اللہ

الصلوٰۃ والسلام علیک یا صفی اللہ

الصلوٰۃ والسلام علیک یا خیر خلق اللہ

الصلوٰۃ والسلام علیک یا من افتادہ اللہ

الصلوٰۃ والسلام علیک یا من رسلہ اللہ

الصلوٰۃ والسلام علیک یا من زینہ اللہ

الصلوٰۃ والسلام علیک یا من شرفہ اللہ

الصلوٰۃ والسلام علیک یا کرمہ اللہ

الصلوٰۃ والسلام علیک یا من عظمہ اللہ

الصلوٰۃ والسلام علیک یا سید المرسلین

الصلوٰۃ زالسلام علیک یا امام المتقین

الصلوٰۃ والسلام علیک یا خاتم النبیین

الصلوٰۃ والسلام علیک یا شفیع المذنبین

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول رب العالمین

درود پاک کے متعلق فرماتے ہیں:

"فریضہ نماز بامداد گزار و چوں سلام دہد باوراء فتحیہ خواندن مشغول شود کہ از برکات انفاس چہار صد ولی کامل شدہ است

ترجمہ: جب صبح کی نماز پڑھے اور سلام پھیرے تو اوراد فتحیہ کے پڑھنے میں مشغول ہو جائے جو چار سو اولیاء اللہ کے انفاس پاک سے تکمیل کو پہنچا ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ اوراد فتحیہ کے متعلق فرمایا ہے غور و خوض کریں کہ اس کو چار سو اولیاء اللہ کی زبانوں سے مکمل کیا ہے۔ منکرین کے اعتقاد کے مطابق تو چاہیے تھا کہ ایک ولی اللہ بھی اوراد کو بنظر پسندیدگی نہ دیکھتا چہ جائیکہ اس کی تکمیل میں مدد دیتا جس میں ندائے غیبیہ سے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خطاب حاضر کیا گیا ہے تو کیا حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ جیسے محدث بھی شرک کی حقیقت کو نہ سمجھ سکے اور وہ لوگوں کو کفر و شرک کی تعلیم دیتے رہے؟ کیا ایسے جید بزرگ کو بھی معاذ اللہ مشرک گردانا جائے گا۔؟ (الانتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ)

دلائل الخیرات میں ندا کے اشعار:

یا رحمہ اللہ انی خائف وجل

یا نعمۃ اللہ انی مفلس عان

اے رحمت خدا کی بے شک میں ڈرنے والا ہوں لرزنے والا ہوں

اے نعمت خدا کی بے شک میں محتاج عاجز ہوں

ولیس لی عمل القی العلیم به

سوے مجتبک العظمیٰ و ایمانی

اورنہیں کوئی میرا عمل کہ جس سے ملوں میں خدا سے

سوائے تیری محبت بزرگ اور اپنے ایمان کے

دلائل الخیرات علماء دیوبند وہابیوں کے نزدیک:

"(دیوبندی علماء کے نزدیک) ہمارے نزدیک حضرت رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود شریف کی کثرت مستحب اور نہایت موجب اجر وثواب ہے۔ خواہ دلائل الخیرات پڑھ کر ہو یا درود شریف کے دیگر رسائل مولفہ کی تلاوت سے ہو لیکن افضل ہمارے نزدیک وہ درود ہے جس کے لفظ بھی حضرت سے منقول ہیں۔ گو غیر منقول کا پڑھنا بھی فضیلت سے خالی نہیں اور اس بشارت کا مستحق ہو ہی جائے گا (کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام) نے فرمایا کہ جس نے مجھ پر ایک بار درود پڑھا حق تعالیٰ اس پر دس مرتبہ رحمت بھیجے گا۔ خود ہمارے شیخ مولوی گنگوہی اور دیگر مشائخ دلائل الخیرات پڑھا کرتے تھے اور مولانا حاجی امداد اللہ شاہ صاحب مہاجر مکی قدس سرہ نے اپنے ارشادات میں تحریر فرما کر مریدین کو امر بھی کیا ہے کہ دلائل الخیرات کا ورد بھی رکھیں اور ہمارے مشائخ دلائل الخیرات کو روایت کرتے رہے اور مولوی گنگوہی بھی اپنے مریدین کو اجازت دیتے رہے۔" (کتاب المہند ص ۱۵)

اشرفعلی تھانوی کا نظریہ

ایک سوال کے جواب میں دیوبندی حضرات کے حکیم الامت مولوی اشرفعلی صاحب تھانوی لکھتے ہیں کہ

''دلائل الخیرات کا پڑھنا پڑھانا بغیر اجازت لیے جائز تو ہے مگر وہ فائدہ نہ ہوگا جو اجازت سے ہوتا ہے۔ اگر بلا اجازت کوئی شخص پڑھتا پڑھاتا ہو وہ بھی نفع سے محروم نہ ہوگا۔'' (فتاویٰ اشرفیہ امدادیہ مطبوعہ مجتبائی دہلی ج ۳ ص ۱۴۰)

الصلوٰۃ والسلام علیک یا سیدی یا رسول اللہ قلت حیلتی ادرکنی'' (افضل الصلوٰۃ ص ۴۵۵)

ترجمہ: اے میرے سردار اے رسول خدا آپ پر صلوٰۃ والسلام میری تدبیریں ختم ہوگئیں اب آپ ہی میری مدد کیجیے۔

غلام احمد مختار یوں پہچانے جائیں گے
محشر میں بھی ہوگا ان کا نعرہ یا رسول اللہ

مولوی اشرف علی تھانوی اور ندا:

مولوی اشرفعلی تھانوی نے لکھا ہے کہ جی چاہتا ہے کہ آج درود شریف زیادہ پڑھوں وہ بھی ان الفاظ میں۔

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) (شکر النعمۃ بذکر رحمۃ الرحمۃ ص ۱۸)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے جد امجد حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مردوں کو پکارا:

حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک مرتبہ خداوندی قدوس کے دربار میں یہ عرض کیا کہ یا اللہ عزوجل! تو مجھے دکھا دے کہ تو مردوں کو کس طرح زندہ فرمائے گا؟ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ابراہیم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کیا اس پر تمہارا ایمان نہیں ہے؟ تو آپ نے عرض کیا کہ یا اللہ عزوجل! کیوں نہیں؟ میں اس پر ایمان تو رکھتا ہوں لیکن میری تمنا یہ ہے کہ اس منظر کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لوں تاکہ میرے دل کو قرار آ جائے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم چار پرندوں کو پالو اور ان کو خوب کھلاؤ پلاؤ اچھی طرح ہلا ملا لو۔ پھر تم انہیں ذبح کر کے اور ان کا قیمہ بنا کر اپنے گردونواح کے چند پہاڑوں پر تھوڑا تھوڑا گوشت رکھ دو اور تم مردوں کے زندہ ہونے کا منظر اپنی آنکھوں سے دیکھ لو گے۔ چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایک مرغ، ایک کبوتر، ایک گدھ، ایک مور، ان چار پرندوں کو پالا اور ایک مدت تک ان چار پرندوں کو کھلا پلا کر خوب ہلا ملا لیا۔ پھر ان چاروں پرندوں کو ذبح کر کے ان کے سروں کو اپنے پاس رکھ لیا اور ان چاروں کا قیمہ بنا کر تھوڑا تھوڑا گوشت اطراف و جوانب کے پہاڑوں پر رکھ دیا اور دور سے کھڑے ہو کر ان پرندوں کا نام لے کر پکارا کہ "یاایھا الریک (اے مرغ) یا ایھا الحمامۃ (اے کبوتر) یا ایھا النر (اے گدھ) یا ایھا الطائوس (اے مور) آپ کی پکار پر ایک دم پہاڑوں سے گوشت کا قیمہ اڑنا شروع ہو گیا ہوا اور ہر پرندہ کا گوشت پوست، ہڈی پر الگ ہو کر چار پرند تیار ہو گئے اور وہ چاروں پرند بلا سروں کے دوڑتے ہوئے

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس آ گئے۔ اپنے سروں سے جڑ کر دانہ چگنے لگے اور اپنی اپنی بولیاں بولنے لگے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی آنکھوں سے مردوں کے زندہ ہونے کا منظر دیکھ لیا اور ان کے دل کو اطمینان و قرار مل گیا۔ (جمل جلد اول ص ۲۱۷ بیضاوی)

یہی واقعہ قرآن مجید کی سورۃ بقرہ میں بھی موجود ہے۔

"واذ قال ابراھیم رب ارنی کیف تحی الموتیٰ ० قال اولم تومن ० بلیٰ ولکن لیطمئن قلبی ط قال فخذ اربعۃً من الطیر فصرھن الیک ثم اجعل علیٰ کل جبل منھن جزء ثم ادعھن یاتینک سعیاً ० واعلم ان اللہ عزیز حکیم ० (البقرہ آیت نمبر ۲۶۰)

ترجمہ: اور جب عرض کی ابراہیم نے اے رب میرے مجھے دکھا دے تو کیونکر مردے جلائے گا فرمایا کیا تجھے یقین نہیں عرض کی یقین کیوں نہیں مگر یہ چاہتا ہوں کہ میرے دل کو قرار آ جائے فرمایا تو اچھا چار پرندے لے کر اپنے ساتھ ہلا لے پھر ان کا ایک ایک ٹکڑا ہر پہاڑ پر رکھ دے پھر انہیں بلا وہ تیرے پاس چلے آئیں گے پاؤں سے دوڑتے اور جان رکھ کہ اللہ غالب حکمت والا ہے۔ (کنزالایمان)

درس ہدایت:

مذکورہ بالا قرآنی واقعہ سے مندرجہ ذیل چند مسائل پر خاص طور سے روشنی پڑتی ہے۔ ان کو بغور پڑھیے اور ہدایت کا نور حاصل کیجیے اور دوسروں کو بھی روشنی دکھایئے۔

مردوں کو پکارنا:

چاروں پرندوں کو قیمہ بنا کر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پہاڑوں پر رکھ دیا تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا کہ ثم ادعھن یعنی ان مردوں کو پکارو۔ چنانچہ آپ نے چاروں کا نام لے کر پکارا تو اس سے یہ مسئلہ ثابت ہو گیا کہ مردوں کو پکارنا شرک نہیں ہے۔ کیونکہ مردہ پرندوں کو اللہ تعالیٰ نے پکارنے کا حکم فرمایا اور ایک جلیل القدر پیغمبر نے ان مردوں کو پکارا تو ہرگز ہرگز یہ شرک نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ خداوند کریم کبھی بھی کسی کو شرک کا حکم دے گا نہ کوئی نبی علیہ السلام ہرگز ہرگز کبھی شرک کا کام کر سکتا ہے۔ تو جب مرے ہوئے پرندوں کو پکارنا شرک نہیں تو وفات پائے ہوئے خدا کے ولیوں اور شہیدوں کو پکارنا کیونکر شرک ہو سکتا ہے؟ جو لوگ ولیوں اور شہیدوں کے پکارنے کو شرک کہتے ہیں اور یا غوث ''یا رسول اللہ'' علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نعرہ لگانے والوں کو مشرک کہتے ہیں انہیں تھوڑی دیر سر جھکا کر سوچنا چاہیے تا کہ اس قرآنی واقعہ کی روشنی میں انہیں ہدایت کا نور نظر آ جائے اور وہ اہل سنت و جماعت کے طریقے پر صراط مستقیم کی شاہراہ پر چل پڑیں (واللہ الموفق)

دلائل الخیرات کو جلانا' مزارات کی جگہ بیت الخلاء بنانا' اذان کے بعد درود شریف پڑھنے والے کو قتل کرنا:

مفتی حرم شریف علامہ سید احمد بن زینی علیہ الرحمۃ نے بھی ابوالوہابیہ نجدی کے قبائح بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ

احراقه كثيراً من كتب العلم وقتله كثيراً من العلماء وخواص الناس وعوافهم واستباحة دمائهم واموالهم ونبشه لقبور الاولياء وقد امر في الاحساء ان تجعل بعض قبورهم محلاً لقضاء الحاجة ومنع الناس ومن الرواتب والاذكار ومن قرادة المولد الشريف ومن الصلوٰة على النبى عليه الصلوٰة والسلام فى المنائر بعد الاذان وقتل من فعل ذالک ومنع الدعاء بعد الصلاة وكان يصرح بكفر المتوسل بالانبياء والملائكة والاولياء ويزعم ان من قال لاحد مولانا او سيدنا فهو كافر (الدرر السنیہ ص۵۲-۵۳)

ترجمہ: محمد بن عبدالوہاب نجدی نے بہت سی کتابوں کو جلادیا- بہت سے علماء اور خواص وعوام کو قتل کر دیا اور ان کے جان و مال کو حلال سمجھ کر لوٹ لیا- وتنقیص النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وسائر الانبیاء والمرسلین والاولیاء نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ودیگر انبیاء کرام ومرسلین عظام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور اولیاء الرحمٰن علیہم

الرضوان کی تنقیص کی اوران کی قبریں اکھیڑ ڈالیں۔ احساء میں حکم دے دیا کہ بعض قبور اولیاء الرحمٰن کو بیت الخلاء بنا لیا جائے۔ لوگوں کو دلائل الخیرات اور درود و وظائف اور نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا میلاد شریف پڑھنے سے منع کر دیا جس نے ایسا کیا اس کو قتل کر ڈالا۔ نماز کے بعد دعا مانگنے سے منع کر دیا۔ انبیاء ملائکہ اور اولیاء اللہ سے توسل کرنے والے کو صاف طور پر کافر کہتا تھا اور گمان کرتا۔ اس عبارت کے برعکس حاجی امداد اللہ مہاجر مکی علیہ الرحمۃ' مولوی رشید احمد گنگوہی' مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندیوں کے حکیم الامت وغیرہم نے دلائل الخیرات کو اچھا کہا ہے کہ اس کے پڑھنے سے فوائد حاصل ہوئے ہیں بلکہ اپنے مریدین کو حکم دیتے کہ اس کتاب کا وظیفہ جاری رکھیں۔ لیکن اہلحدیث و دیوبندیوں کے پیشوا محمد بن عبدالوہاب نجدی کے دلائل الخیرات پڑھنے والوں کو مشرک کہا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ دیوبندی' غیر مقلدین وہابی سب کے سب مشرک ہیں جو دلائل الخیرات کو خود بھی پڑھتے ہیں اور دوسروں کو پڑھنے کی ان کے نزدیک تلقین کرتے ہیں۔

محمد بن عبدالوہاب نجدی کا خود اعتراف:

محمد بن عبدالوہاب نجدی نے بھی اس حقیقت کا اقرار اپنے رسالہ میں ان الفاظ میں کیا ہے۔

ولا نامر باتلاف شی من المولفات اصلاً الا ما اشتمل علیٰ

ما يرقع الناس في الشرک الروض الرياحين وما يحصل
بسببه خلل في العقائد كعلم المنطق فانه قد حرمه جمع من
العلماء على انا لا نفحص عن مثل ذالک وکالدلائل

(الهدية السنية ص ۴۵-۴۶)

ترجمہ: ہم کسی کتاب کے تلف کرنے کا ہرگز حکم نہیں دیتے۔ مگر ہاں اس کتاب کو تلف کرا دیتے ہیں جن میں ایسے مضامین ہوں جو لوگوں کو شرک میں مبتلا کریں یا ان کے سبب سے عقائد میں خلل آتا ہو۔ جیسے روض الریاحین کتب منطق اور دلائل الخیرات کو تلف کرا دیا جاتا ہے۔

محمد بن عبدالوہاب نجدی کون تھا؟

اس کے متعلق خبر مخبر صادق نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پہلے ہی دے دی تھی اور طرح طرح سے اس فتنہ سے مسلمانوں کو آگاہ کر دیا تھا۔

چنانچہ مشکوٰۃ جلد دوم باب ذکر الیمن والشام میں بخاری کے حوالہ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن دریائے رحمت مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جوش میں ہے بارگاہ الٰہی میں ہاتھ اٹھا کر دعا فرمائی جارہی ہے کہ

اللهم بارک لنا في شامنا

(اے اللہ ہمارے لیے شام میں برکت دے)

اللهم بارک لنا في يمننا

اے اللہ ہم کو یمن میں برکت دے

حاضرین میں سے بعض نے عرض کیا کہ ''وفی نجدنا'' یارسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام دعا فرمائیں کہ ہمارے نجد میں برکت دے پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وہی دعا فرمائی۔ شام اور یمن کا ذکر فرمایا۔ مگر نجد کا نام نہ لیا۔ انہوں نے پھر توجہ دلائی وفی نجدنا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ بھی دعا فرمائیں کہ نجد میں برکت ہو غرض تین بار یمن اور شام کے لیے دعائیں فرمائیں۔ بار بار توجہ دلانے پر نجد کو دعا نہ فرمائی بلکہ آخر میں فرمایا۔

هناک الز لازل والفتن وبها يطلع قرن الشيطٰن''

ترجمہ: میں اس ازلی محروم خطہ کو دعا کس طرح فرماؤں۔ وہاں تو زلزلے اور فتنے ہوں گے اور وہاں شیطانی گروہ پیدا ہوگا۔

اس فرمان عالی کے مطابق بارہویں صدی میں نجد سے محمد ابن عبدالوہاب پیدا ہوا۔ اس نے کیا کیا۔ اہل حرمین و دیگر مسلمانوں پر ظلم کیے۔ اس کی داستان توسیف الجبار، بوارق محمدیہ علیٰ ارغامات النجدیہ وغیرہ کتب تواریخ میں دیکھو۔ ان کے کچھ ظلم علامہ شامی نے اپنی کتاب ردالمختار جلد سوم باب البغات کے شروع میں اس طرح بیان فرمائے ہیں۔

کما وقع في زماننا في اتباع عبدالوهاب الذين خرجوا من نجد وتغلبو على الحرمين وكانوا ينتحلون الىٰ الحنا بلة لكن هم اعتقدوا انهم هم المسلمون وان من خلف

اعتقادهم مشرکون واستباحوا بذالک قتل اهل السنة
وقتل علمآء هم حتیٰ کسر الله شوکتهم وخرب بلادهم
وظفربهم عساکر المسلمین عام ثلث وثلثین وماتین والف

ترجمہ: جیسے کہ ہمارے زمانے میں عبدالوہاب کے ماننے والوں کا واقعہ ہوا کہ یہ لوگ نجد سے نکلے اور مکہ و مدینہ شریف پر انہوں نے غلبہ کر لیا۔ اپنے کو حنبلی مذہب کی طرف منسوب کرتے تھے لیکن ان کا عقیدہ یہ تھا کہ صرف ہم ہی مسلمان ہیں اور جو ہمارے عقیدے کے خلاف ہے وہ مشرک ہے۔ اس لیے انہوں نے اہل سنت و جماعت کا قتل جائز سمجھا اور ان کے علماء کو قتل کیا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے وہابیوں کی شوکت توڑی اور ان کے شہروں کو ویران کر دیا اور اسلامی لشکروں کو ان پر فتح دی۔ یہ واقعہ سنہ ۱۲۳۳ھ میں ہوا۔

کیا محمد بن عبدالوہاب کے ماننے والوں کو وہابی کہتے ہیں؟

مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی لکھتے ہیں۔

محمد بن عبدالوہاب کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں۔ ان کے عقائد عمدہ تھے اور مذہب ان کا حنبلی تھا۔ البتہ ان کے مزاج میں شدت تھی اور ان کے مقتدی اچھے ہیں مگر ہاں جو حد سے بڑھ گئے ان میں فساد آ گیا ہے اور عقائد سب کے متحد ہیں۔ اعمال میں فرق حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی کا سا ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ جلد اول کتاب التقلید صفحہ ۱۱۹)

وہابی فتنہ کے متعلق مولوی ابراہیم صاحب میر سیالکوٹی کا بیان:

مولوی ابراہیم صاحب میر سیالکوٹی لکھتے ہیں:

جماعت اہل حدیث اپنے ناقص العلم اور غیر محتاط نام نہاد علماء کی تحریروں اور تقریروں سے دھوکہ نہ کھائے۔ کیونکہ ان میں سے بعض تو پرانے خارجی اور بے علم محض اور بعض پرانے کانگریسی ہیں جو کانگریس کا حق نمک ادا کرنے کے لیے ایک نہایت گہری زمین دوز (Underground) تجویز کے تحت انگریزی پالیسی (Devide and Conquer) تفرقہ ڈالو اور فتح کرو سے مسلمانوں کو اختلافی مسائل میں مشغول کر کے باہمی اتفاق میں رکاوٹ اور مسلمانوں میں خصوصاً اہل حدیث میں تعصب پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ (احیاء المیت ص ۲۶)

بن عشق نبی صلی اللہ علیہ وسلم جو پڑھتے ہیں بخاری
آتا ہے بخار ان کو نہیں آتی بخاری
گستاخ پیغمبر کو کب دین سمجھ آئے
شیوہ ہو سدا جس کا عیاری و مکاری

اذان میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام سن کر انگوٹھے چومنا اور یا رسول علیک الصلوٰۃ والسلام کہنا:

جب موذن کہے اشھد ان محمد الرسول اللہ تو اس کو سن کر اپنے دونوں انگوٹھے یا کلمے کی انگلی چوم کر آنکھوں سے لگانا اور ''یا رسول اللہ'' صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم پڑھنا مستحب ہے اس میں دنیاوی و دینی بہت فائدے ہیں اس کے متعلق احادیث وارد ہیں صحابہ کرام علیہم الرضوان کا اس پر عمل رہا۔ عامۃ المسلمین ہر جگہ اس کو مستحب جان کر کرتے ہیں۔ فرمایا:

یستحب ان یقال عند سماع الاولیٰ من الشهادة صلی الله علیک یا رسول الله وعند الثانية قرت عینی بک یا رسول الله ثم یقول اللهم متعنی بالسمع والبصر بعد وضع ظفری الابهامین علی العینین فانه علیه السلام یکون قائداً له الیٰ الجنة کذا فی کنز العباد قهستانی ونحوه فی الفتاویٰ الصوفیه وفی کتب الفردوس من قبل ظفری ابهامیه عنه سماع اشهد ان محمداً رسول الله فی الاذان انا قائده ومدخله فی صفوف الجنة وتمامه فی حواشی البحر للرملی۔ (شامی جلد اول باب الاذان)

ترجمہ: اذان کی پہلی شہادت پر یہ کہنا مستحب ہے۔ صلی اللہ علیک یا رسول اللہ اور دوسری شہادت کے وقت یہ کہے قرۃ عینی بک یا رسول اللہ پھر اپنے انگوٹھوں کے ناخن اپنی آنکھوں پر رکھے اور کہے اللہم متعنی بالسمع والبصر تو حضور علیہ السلام اس کو اپنے پیچھے پیچھے جنت میں لے جائیں گے۔ اسی طرح کنز العباد میں ہے اور اسی کے مثل فتاویٰ صوفیہ میں ہے اور کتاب الفردوس میں ہے کہ جو شخص اپنے انگوٹھوں کے ناخنوں کو چومے اذان میں اشہد ان محمد رسول اللہ سن کر تو میں اس کو اپنے

پیچھے پیچھے جنت میں لے جاؤں گا اور اسے جنت کی صفوں میں داخل کروں گا۔

اس کی پوری بحث بحرالرائق کے حواشی رملی میں ہے۔ اس عبارت سے چھ کتابوں کے حوالے معلوم ہوئے (شامی، کنزالعباد، فتاویٰ صوفیہ، کتاب الفردوس، قہستانی وغیرہ)

شرح نقایہ

شرح نقایہ میں ہے

وعلم انه يستحب ان يقال عند سماع الاولى من الشهادة الثانية صلى الله عليك "يا رسول الله" وعند الثانية منها قرة عين بك "يارسول الله" بعد وضع ظفرى ابها مين على العينين فانه عليه السلام يكون قائد الى الجنة كذا فى كنز العباد۔

ترجمہ: جاننا چاہیے کہ مستحب یہ ہے کہ دوسری شہادت کے پہلے کلمہ سن کر یہ کہے قرة عين بك يا رسول الله" اپنے انگوٹھوں کے ناخنوں کو آنکھوں پر رکھے تو حضور علیہ السلام اس کو جنت میں اپنے پیچھے پیچھے لے جائیں گے۔ اسی طرح کنزالعباد میں ہے۔

اکابر دیوبند کا سرکار دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پکارنا

حاجی امداداللہ مہاجر مکی کا نام نامی محتاج تعارف نہیں۔ آپ مولوی اشرف علی

تھانوی، مولوی محمد قاسم نانوتوی، احمد حسن کانپوری، مولوی رشید احمد گنگوہی وغیرہ کے پیر و مرشد، مولوی محمد قاسم نانوتوی نے ان کے متعلق کہا تھا۔
وہ عالم کیا؟ بلکہ عالم گر ہے، یہی حاجی صاحب اپنی "کتاب کلیات امدادیہ ص ۸۷ مطبوعہ دیوبند میں فرماتے ہیں

یا محمد مصطفیٰ فریاد ہے
اے حبیب کبریا فریاد ہے
سخت مشکل میں پھنسا ہوں آج کل
اے میرے مشکل کشا فریاد ہے

ندا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر اعتراضات و جواب

قرآن کریم فرماتا ہے۔

(۱) ولا تدع من دون اللہ ما لا ینفعک ولا یضرک (پ ۱۱ سورہ ۱۰ آیت ۱۰۶)

ترجمہ: اور اللہ کے سوا اس کی بندگی نہ کر جو نہ تیرا بھلا کر سکے نہ برا کر سکے۔ (کنز الایمان)

معلوم ہوا کہ غیر خدا کا پکارنا منع ہے۔

ویدعون من دون اللہ ما لا ینفعہم ولا یضرہم

ترجمہ: خدا کے سوا ان کو پکارتے ہیں جو ان کے لیے نافع و مضر نہیں۔

ثابت ہوا کہ غیر خدا کو پکارنا بت پرستوں کا کام ہے۔

ترجمہ: ان جیسی آیتوں میں جہاں بھی لفظ دعا ہے اس سے مراد بلانا نہیں بلکہ پوجنا (دیکھو جلالین اور دیگر تفاسیر) معنی یہ ہیں کہ اللہ عزوجل کے سوا کسی کو مت پوجو۔ دوسری آیات اس معنی کی تائید کرتی ہیں۔ رب فرماتا ہے

ومن یدع مع اللہ الٰھاً آخر (پ۱۸ سورہ النور آیت ۱۱۱) اور جو اللہ کے ساتھ دوسرے خدا کو پوجے (عبادت کرے) معلوم ہوا کہ غیر خدا کو خدا سمجھ کر پکارنا شرک ہے۔ کیونکہ یہ غیر خدا کی عبادت ہے۔ اگر ان آیات کے یہ معنی نہ کیے جائیں تو ہم نے جو آیات واحادیث اور علماء دین کے اقوال پیش کیے جن میں غیر خدا کا پکارا گیا ہے۔ سب شرک ہوگا۔ پھر زندہ کو پکارو یا مردہ کو۔ سامنے والے کو پکارو یا دور والے کو سب ہی شرک ہوگا۔ روزانہ ہم لوگ بھائی بہن دوست آشنا کو پکارتے ہی ہیں تو عالم میں کوئی شرک سے نہ بچا۔ نیز شرک کہتے ہیں غیر خدا کو خدا کی ذات یا صفات میں شامل کرنا کسی کو آواز دینا' پکارنا۔ اس میں کون سی صفت الٰہی میں داخل کرنا ہے پھر یہ شرک کیوں ہوا؟

(۲) فاذکروا اللہ قیاماً وقعوداً وعلیٰ جنوبکم (سورۃ النساء آیت نمبر۱۰۳)

ترجمہ: تو اللہ کی یاد کرو کھڑے اور بیٹھے اور کروٹوں پر لیٹے (کنز الایمان)

اس سے معلوم ہوا اٹھتے بیٹھتے غیر خدا کا نام جپنا شرک ہے صرف خدا ہی کا ذکر کرنا چاہیے۔

جواب: اس آیت مقدسہ سے ذکر رسول اللہ صلی تعالیٰ اللہ علیہ وسلم کو حرام یا شرک سمجھنا نادانی ہے۔ آیت تو یہ فرمارہی ہے کہ جب تم نماز سے فارغ ہو جاؤ تو ہر حال میں ہر طرح خدا کا ذکر کر سکتے ہو یعنی نماز میں تو پابندی تھی کہ بغیر وضو نہ ہو۔ سجدہ رکوع اور قعدہ میں تلاوت قرآن کریم نہ ہو بلا عذر بیٹھ کر یا لیٹ کر نہ ہو۔ مگر جب نماز سے فارغ ہو چکے تو یہ پابندیاں اٹھ گئیں۔ اب کھڑے بیٹھے لیٹے ہر طرح خدا کو یاد کر سکتے ہو۔

اس آیت میں چند امور قابل غور ہیں ایک یہ کہ یہ امر فاذکرواللہ وجوب کے لیے نہیں صرف جواز کے لیے ہے کہ نماز کے علاوہ چاہے خدا کو یاد کرو خواہ غیر خدا کو خواہ بالکل خاموش رہو ہر بات کی اجازت ہے دوسرے یہ کہ اگر یہ امر وجوب کے لیے بھی ہو تو بھی ذکر غیر اللہ ذکر اللہ کی نقیض نہیں تا کہ ذکر اللہ کے واجب ہونے سے یہ حرام ہو جائے۔ بلکہ ذکر اللہ کی نقیض عدم ذکر اللہ ہے۔ تیسرے یہ کہ اگر ذکر اللہ کی نقیض ذکر غیر اللہ مان بھی لی جائے تب بھی ایک نقیض کے واجب ہونے سے دوسری نقیض زیادہ سے زیادہ حرام ہوگی نہ کہ شرک۔ مگر خیال رہے کہ حرام یا فرض ہونا فعل کی صفت ہے نہ کہ عدم فعل کی۔ چوتھے یہ کہ حضور علیہ السلام کا ذکر بالواسطہ خدا ہی کا ذکر ہے۔

من یطع الرسول فقد اطاع اللہ (پارہ ۵ سورہ ۴ آیت ۸۰)

ترجمہ: جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم مانا بے شک اس نے اللہ کا حکم مانا (کنزالایمان)

جب کلمہ نماز حج درود خطبہ اذان غرض کہ ساری عبادات میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر داخل اور ضروری ہے تو نماز سے خارج انکا ذکر اٹھتے بیٹھتے کیوں حرام ہوگا- جو شخص ہر حال میں اٹھتے بیٹھتے درود شریف یا کلمہ پڑھے تو حضور کا ذکر کر رہا ہے ثواب کا مستحق ہے- پانچویں اس طرح کہ تبت یدا ابی لھب اور سورہ منافقون اور وہ آیات جن میں کفار یا بتوں کا ذکر ہے ان کا پڑھنا ذکر اللہ ہے یا نہیں- ضرور ہے کیونکہ یہ قرآنی آیات ہیں- ہر کلمہ پہ ثواب ہے اگرچہ ان آیات میں مذکور کفار یا بت ہیں مگر کلام تو اللہ عزوجل کا ہے- کلام الٰہی کا ذکر تو ذکر اللہ عزوجل ہو- مگر رحمت الٰہی یا نور الٰہی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ذکر اللہ نہ ہو یہ کیا انصاف ہے؟ قرآن میں ہے قال فرعون فرعون نے کہا قال پڑھے پر تیس نیکیوں کا ثواب اور لفظ فرعون پڑھنے پر پچاس کا ثواب کیونکہ ہر حرف کے بدلے دس کا ثواب ہے تو فرعون کا نام پڑھا گیا- پچاس نیکیاں ملیں اور محمد رسول اللہ'' کا نام لیا تو مشرک ہو گیا- یہ کیا عقل ہے؟ ساتویں اس طرح کہ حضرت یعقوب علیہ السلام فراق حضرت یوسف علیہ السلام میں اٹھتے بیٹھتے حضرت یوسف علیہ السلام کے نام کی رٹ فرماتے تھے اور ان کی یاد میں اس قدر روئے کہ آنکھیں سفید ہو گئیں- اسی طرح حضرت آدم فراق حضرت حوا علیہا السلام میں' حضرت امام زین العابدین فراق امام حسین میں اٹھتے بیٹھتے ان کے نام جپا کرتے تھے اور بزبان حال یہ کہتے تھے-

حال من در ہجرت والد کم از یعقوب نیست
او پسر گم کردہ بود و من پدر گم کردہ ایم

بتاؤ ان پر یہ حکم شرک جاری ہوگا یا نہیں اگر نہیں تو آج تو عاشق ہر حال میں اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یاد کرے وہ کیوں مشرک ہوگا؟ ایک تاجر دن رات تجارت کا ذکر کرتا رہتا ہے- طالب علم دن رات ہر حال میں سبق یاد کرتا ہے- وہ بھی غیر خدا کا نام جپ رہا ہے وہ کیوں مشرک نہیں؟

نوٹ: دینا نگر پنجاب میں ہمارا اور مولوی ثناء اللہ امرتسری کا اسی مسئلہ ندایا رسول اللہ پر مناظرہ ہوا- ثناء اللہ صاحب نے یہ ہی آیت پیش کی- ہم نے صرف تین سوال کیے ایک یہ کہ قرآن میں امر کتنے معنی میں آیا ہے اور یہاں کون سے معنی میں استعمال ہوا؟ دوسرے یہ کہ ایک نقیض کے واجب ہونے سے دوسری نقیض حرام ہوگی یا نہیں؟ تیسرے یہ کہ ذکر اللہ کی نقیض کیا ہے؟ ذکر غیر اللہ یا عدم ذکر اللہ؟ جس کا جواب یہ دیا کہ آپ نے ان سوالات میں اصول فقہ اور منطق کو دخل دیا ہے- یہ دونوں علم بدعت ہیں گویا کہ جاہل رہنا سنت ہے پھر ان سے سوال کیا کہ بدعت کی صحیح تعریف ایسی کر دو جس سے محفل میلاد تو حرام رہے اور اخبار اہل حدیث نکالنا سنت ہو- یہ سوالات اب تک ان تمام پر قائم ہیں- ابھی وہ زندہ ہیں کوئی صاحب ان سے جوابات دلوا دیں- ہم مشکور ہوں گے مگر اب افسوس کہ ثناء اللہ صاحب تو بغیر جواب دیے دنیا سے چلے گئے کاش کوئی ان کے معتقد صاحب جواب دے کر ان کی روح کو خوش کریں-

اعتراض:

بخاری شریف جلد دوم کتاب الاستیذان بحث مصافحہ باب الاخذ بالیدین میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ ہم کو حضور علیہ السلام نے التحیات میں السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ سکھایا۔ فلما قبض قلنا السلام علی النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب حضور علیہ السلام کی وفات ہوگئی تو ہم نے التحیات میں یوں پڑھا اسلام علی النبی۔

عینی شرح بخاری میں اس حدیث کے ماتحت فرماتے ہیں۔

فظاھر ھا انھم کانوا یقولون السلام علیک بکاف الخطاب فی حیاۃ النبی علیہ السلام لما مات ترکو الخطاب وذکر وہ بلفظ الغیبۃ فصاروا یقولون السلام علی النبی

ترجمہ: حدیث کے ظاہری معنی یہ ہیں کہ صحابہ کرام حضور علیہ السلام کی زندگی پاک میں السلام علیک کاف خطاب سے کہتے تھے۔ لیکن جب کہ حضور علیہ السلام کی وفات ہوگئی تو خطاب چھوڑ دیا اور لفظ غائب سے ذکر کیا اور کہنے لگے۔

السلام علی النبی

اس حدیث اور شرح کی عبارت سے معلوم ہوا کہ التحیات میں السلام علیک کہنا زندگی پاک مصطفیٰ علیہ السلام میں تھا۔ حضور علیہ السلام کی وفات کے بعد التحیات میں بھی ندا کو چھوڑ دیا گیا۔ تو جب صحابہ کرام نے التحیات میں سے ندا کو

نکال دیا تو جو شخص نماز کے خارج میں یا رسول اللہ وغیرہ کہے تو بالکل ہی شرک ہے
جواب: بخاری اور عینی کی یہ عبارات تو آپ کے خلاف بھی ہیں- کیونکہ آج تک کسی امام مجتہد نے التحیات کے بدلنے کا حکم نہ دیا- امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابن مسعود کی امام شافعی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم کی التحیات اختیار فرمائیں- مگر دونوں التحیات السلام علیک ایہا النبی ہے غیر مقلد بھی خواہ ثنائی ہوں یا غزنوی یہ ہی خطاب والی التحیات پڑھتے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض صحابہ اکرام نے اپنے اجتہاد سے التحیات کو بدلا اور حدیث مرفوع کے مقابل اجتہاد صحابی قبول نہیں اور ان صحابہ کرام نے بھی اس لیے تبدیل نہ کیا کہ ندا غائب حرام ہے- ورنہ زندگی میں دور رہنے والے صحابہ کرام علیہ الرضوان خطاب والی التحیات نہ پڑھتے- آخر یمن' خیبر' مکہ مکرمہ' نجد' عراق تمام جگہ نماز ہوتی تھی تو اس میں وہ ہی التحیات پڑھی جاتی تھی- ندا غائب برابر ہوتی ہے کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تو حجاز میں تشریف فرما تھے اور ندا والی التحیات ہر جگہ پڑھی جارہی تھی- نہ حضور علیہ السلام نے منع فرمایا نہ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے کچھ شبہ کیا- حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے التحیات سکھاتے وقت یہ نہ فرمایا تھا کہ یہ التحیات صرف ہماری زندگی پاک میں ہے اور ہماری وفات شریف کے بعد دوسری پڑھنا-
(فتاویٰ رشیدیہ جلد اول کتاب العقائد صفحہ نمبر ۱۷ میں ہے) لہٰذا صیغہ خطاب کو بدلنا ضروری نہیں اور اس میں تقلید بعض صحابہ کی ضروری نہیں- ورنہ حضور علیہ السلام فرماتے کہ بعد میرے انتقال کے خطاب نہ کرنا-

بہر حال صیغہ خطاب رکھنا اولیٰ ہے۔ اصل تعلیم اسی طرح ہے۔ خلاصہ جواب یہ ہوا کہ بعض صحابہ کا یہ فعل حجت نہیں ورنہ لازم آئے گا کہ حضور علیہ السلام کے زمانہ پاک میں شرک ہوتا رہا اور منع نہ فرمایا گیا۔ بعد میں بھی بعض نے بدلا نہ کہ کل نے۔ بلکہ مرقات باب التشہد اخیر فصل میں ہے۔

"واما قول ابن مسعود كنا نقول الخ فهور وايته ابى عوانته و روايته البخارى اصح فيها بينت ان ذالک ليس من قول ابن مسعود بل من فهم الراوى عنه ولفظها فلما قبض قلنا سلام يعنى على النبى فقوله قلنا سلام يحتمل انه اراد به استمرر نا علىٰ ما كنا عليه فى حياته

اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے التحیات ہرگز نہ بدلی۔ یہ صرف راوی کی فہم ہے نہ کہ اصل واقعہ

(۴) بعض وہابی یہ کہتے ہیں کہ کسی نبی علیہ السلام یا ولی اللہ رحمتہ اللہ علیہ کو دور سے یہ سمجھ کر پکارنا کہ وہ ہماری آواز سنتے ہیں شرک ہے کیونکہ دور کی آواز سننا تو خدا ہی کی صفت ہے۔ غیر خدا میں یہ طاقت ماننا شرک ہے۔ اگر یہ عقیدہ نہ ہو تو "یا رسول اللہ" یا غوث وغیرہ کہنا جائز ہے۔ جیسے ہوا کو ندا دیا کرتے ہیں۔ "سن اے بادصبا" وغیرہ کہ وہاں یہ خیال نہیں ہوتا کہ ہوا سنتی ہے آج کل عام وہابی یہ ہی عذر پیش کرتے ہیں۔ فتاویٰ رشیدیہ وغیرہ میں اسی پر زور دیا ہے۔

جواب: دور سے آواز سننا ہرگز خدا کی صفت نہیں۔ کیونکہ دور سے آواز تو وہ

سنے جو پکارنے والے سے دور ہو- رب تعالیٰ تو شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے خود فرماتا ہے-

نحن اقرب الیه من حبل الورید ٥ واذا سالک عبادی عنی فانی قریب نحن اقرب الیه منکم ولکن لا تبصرون٥

(پارہ ۲٦ سورہ قٓ آیت ۱٦' سورہ بقرہ آیت ۱۸٦' سورہ واقعہ آیت ۸۵)

ترجمہ: ہم دل کی رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں اور اے محبوب جب تم سے میرے بندے پوچھیں تو میں نزدیک ہوں اور ہم اس کے زیادہ پاس ہیں تم سے مگر تمہیں نگاہ نہیں-(کنز الایمان)

لہٰذا پروردگار تو قریب ہی کی آواز سنتا ہے ہر آواز اس سے قریب ہی ہوتی ہے کہ وہ خود قریب ہے اور اگر مان لیا جائے کہ دور کی آواز سننا اس کی صفت ہے تو قریب کی آواز سننا بھی تو اس کی صفت ہے- لہٰذا چاہیے کہ قریب والے کو بھی سامع سمجھ کر نہ پکارو- ورنہ مشرک ہو جاؤ گے- سب کو بہرا جانو- نیز جس طرح دور کی آواز سننا خدا کی صفت ہے اسی طرح دور کی چیز دیکھنا' دور کی خوشبو پالینا بھی تو صفت الٰہی ہے کہ اولیاء اللہ کے لیے دور و نزدیک یکساں ہیں- جب ان کی نظر دور و قریب کو یکساں دیکھ سکتی ہے تو اگر ان کے کان دور و نزدیک کی آوازیں سن لیں تو کیوں شرک ہوا؟ یہ وصف ان کو بہ عطا الٰہی حاصل ہوا- اب ہم دکھاتے ہیں کہ دور کی آواز انبیاء و اولیاء سنتے ہیں-

حضرت یعقوب علیہ السلام نے کنعان میں بیٹھے ہوئے حضرت یوسف علیہ

السلام کی قمیص کی خوشبو پالی اور فرمایا انی لا جد ریح یوسف بتاؤ یہ شرک ہوا یا نہیں؟ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مدینہ پاک سے حضرت ساریہ علیہا السلام کو آواز دی جو مقام نہاوند میں جنگ کر رہے تھے اور حضرت ساریہ نے وہ آواز سن لی (مشکوٰۃ باب الکرامات فصل ثالث) حضرت فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھ نے دور سے دیکھا حضرت ساریہ کے کان نے دور سے سنا۔ تفسیر روح البیان وجلالین ومدارک وغیرہ تفاسیر میں زیر آیت۔

واذن فی الناس بالحج ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خانہ کعبہ بنا کر پہاڑ پر کھڑے ہو کر تمام روحوں کو آواز دی کہ اے اللہ عزوجل کے بندو چلو قیامت تک جو بھی پیدا ہونے والے ہیں۔ سب نے وہ آواز سن لی جس نے لبیک کہہ دیا وہ ضرور حج کرے گا اور جو روح خاموش رہی وہ کبھی حج نہیں کر سکتی۔ کہیے یہاں تو دور کے علاوہ پیدائش سے پہلے سب نے حضرت خلیل علیہ السلام کی آواز سن لی۔ یہ شرک ہوا یا نہیں؟ اسی طرح حضرت خلیل علیہ السلام نے بارگاہ رب جلیل میں عرض کیا کہ مولیٰ مجھے دکھا دے کہ تو مردے کو تینک سعیاً پھر انہیں پکارو دوڑتے ہوئے آئیں گے۔ دیکھو مردہ جانوروں کو پکارا گیا اور وہ دوڑے ہوئے آئے تو کیا اولیاء اللہ ان جانوروں سے بھی کم ہیں؟ آج ایک شخص لندن میں بیٹھ کر بذریعہ ٹیلیفون ہندوستان کے آدمی سے بات کرتا ہے اور یہ سمجھ کر اس کو پکارتا ہے کہ ہندوستان کا آدمی اس آلہ کے ذریعہ میری بات سنتا ہے یہ پکارنا شرک ہے کہ نہیں؟ تو اگر کسی مسلمان کا عقیدہ یہ ہو کہ قوت نبوت ٹیلیفون کی قوت سے زیادہ ہے

اور حضرات علیہم السلام انبیاء قوت خدا تعالیٰ داد سے ہر ایک کی آواز سنتے ہیں۔ پھر پکارے "یارسول اللہ" صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم الغیاث تو کیوں شرک ہوا؟

حضرت سلیمان علیہ السلام ایک سفر میں جاتے ہیں تو ایک جنگل میں چیونٹی کی آواز دور سے سنی وہ کہتی ہے۔

یایھا النمل ادخلوا مسکنکم لا یحطمنکم سلیمٰن و جنودہ وھم لا یشعرون (پارہ۱۹سورہ۲۷ آیت نمبر۱۸)

شرک ٹھہرے جس میں تعظیم حبیب
ایسے برے مذہب پر لعنت کیجیے
(حدائق بخشش)

ترجمہ: تفسیر روح البیان وغیرہ میں اسی آیت کے تحت ہے کہ آپ نے تین میل سے چیونٹی کی یہ آواز سنی خیال کرو کہ چیونٹی کی آواز اور تین میل کا فاصلہ کہیے یہ شرک ہوا کہ نہیں؟ مشکوٰۃ باب اثبات عذاب القبر میں ہے کہ دفن کے بعد میت قبر میں سے باہر والوں کے پاؤں کی آواز سنتی ہے اور زائرین کو دیکھتی ہے اور پہچانتی ہے اسی لیے قبرستان میں جا کر اہل قبور کو سلام کرنا چاہیے۔ اس قدر مٹی کے نیچے ہو کر اتنی آہستہ آواز کو سننا کس قدر دور کی آواز سننا ہے۔ کہو شرک ہوا یا کہ نہیں؟ اسی طرح مشکوٰۃ کتاب الدعوات کی حدیث میں ہے کہ اللہ کا ولی خدائی طاقت سے دیکھتا، سنتا اور چھوتا ہے۔ جس کو خدا تعالیٰ اپنی قوت سے عطا فرما دے۔ وہ اگر دور سے سن لے تو کیوں شرک ہے؟ مخالفین کے معتمد اور معتبر عالم مولوی

عبدالحی صاحب لکھنوی فتاویٰ عبدالحی کتاب العقائد صفحہ نمبر ۴۳ میں اس سوال کے جواب میں کہ ایک شخص کہتا ہے **لم یلد ولم یولد** حضور علیہ السلام کی شان ہے اور **قل ھو اللہ احد** حضور علیہ السلام کی صفت ہے ایک حدیث نقل فرماتے ہیں۔

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا کہ ''یا رسول اللہ'' صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم چاند آپ کے ساتھ کیا معاملہ کرتا تھا جبکہ آپ چہل روزہ تھے۔ آپ نے فرمایا کہ مادر مشفقہ نے میرا ہاتھ مضبوط باندھ دیا تھا۔ اس کی اذیت سے مجھ کو رونا آتا تھا اور چاند منع کرتا تھا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ ان دنوں آپ چہل روزہ (چالیس دن) کے تھے یہ حال کیوں کر معلوم ہوا؟ فرمایا لوح محفوظ پر قلم چلتا تھا۔ حالانکہ شکم مادر میں تھا اور فرشتے عرش کے نیچے تسبیح کرتے تھے اور میں تسبیح کی آواز سنتا تھا۔

حالانکہ شکم مادر میں تھا اس روایت سے ثابت ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام والدہ ماجدہ کے شکم میں ہی عرش و فرش کی تمام آوازیں سنتے تھے۔

حدیث میں ہے کہ جب کوئی عورت اپنے نیک شوہر سے لڑے تو جنت میں حور پکار کر اسے ملامت کرتی ہے (مشکوٰۃ باب معاشرہ النساء) معلوم ہوا کہ گھر کی کوٹھڑی کی جنگ کو حور اتنی دور سے دیکھتی اور سنتی ہے اور پھر اسے علم غیب بھی ہے کہ اس آدمی کا انجام بخیر ہوگا۔ دوربین سے دور کی چیزیں دیکھتے ہیں ریڈیو ٹیلی ویژن سے دور کی آواز سنتے ہیں۔ تو کیا نبوت ولایت کی طاقت بجلی کی طاقت سے بھی کم ہے۔ معراج میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جنت میں حضرت بلال رضی

اللہ تعالیٰ عنہ کی قدم کی آہٹ سنی حالانکہ بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو معراج نہ ہوئی تھی اور اپنے گھر میں تھے۔ یہاں نماز تہجد کے لیے چل پھر رہے ہوں گے وہاں آہٹ سنی جارہی تھی اور اگر بلال رضی اللہ عنہ بھی بجسم مثالی جنت میں پہنچے تو حاضر وناظر کا ثبوت ہوا۔ ان سب باتوں کے متعلق مخالف یہ ہی کہے گا کہ وہ تو خدا نے سنایا تو ان حضرات نے سن لیا۔ پس ہم بھی یہی کہتے ہیں انبیاء واولیاء کو خدا تعالیٰ دور کی باتیں سناتا ہے تو یہ سنتے ہیں خدا تعالیٰ کی یہ صفت ذاتی ان کی عطائی' خدا کی یہ صفت قدیم' ان حضرات کی حادثات' خدا کی یہ صفت کسی کے قبضہ میں نہیں۔ ان کی یہ صفت خدا کے قبضے میں خدا تعالیٰ عزوجل کا سننا بغیر کان وغیرہ عضو کے۔ ان کا سننا کان سے اتنے فرق ہوئے شرک کیسا؟

بڑے علماں تے عقلاں والے اوتھے پل نہ اڑدے نے
میں سنیا دیکھ کے اس نوں پتھر بھی کلمہ پڑھدے نے

اعتراض:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

یا یھا الذین امنو صلو علیہ وسلمو تسلیماً

لہٰذا تم الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ کہو فقط یارسول اللہ کہنا بے ادبی ہے۔

جواب:

ہم الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ کے بھی منکر نہیں مگر یہاں سوال فقط یا رسول اللہ کا ہے اگر یا رسول اللہ کہنا بے ادبی ہے تو پھر تو (معاذ اللہ) خداوند کریم علیم وخبیر نے "یا ایھا النبی "یا ایھا الرسول 'یا ایھا المزمل 'یا ایھا المدثر پکار کر اپنی مخلوق کو بے ادبی کی تعلیم دی ہے۔قرآن پاک میں غور کرنے سے واضح ہو جاتی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو آپ کی صفات کے ذریعے پکارنا یہ تو احترام مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہے اور سنت خدا ہے۔ نیز کتب حدیث میں آتا ہے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان ہمیشہ یا رسول اللہ کہہ کر پکارتے تھے۔ کیا وہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بے ادبی کرتے تھے؟ زمانہ فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں صحابہ اکرام علیہم الرضوان میدان جنگ میں یا رسول اللہ کا نعرہ لگاتے تھے (فتوح الشام) کیا وہ نعوذ باللہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بے ادبی کرتے تھے؟

اعتراض:

صحابہ اکرام علیہم الرضوان جب پکارتے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کے پاس موجود ہوتے تھے اور آگے وہ اپنا مطلب بیان کرتے تھے لیکن تم نہ کوئی مطلب بیان کرتے ہو نہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ کے سامنے ہوتے ہیں بلکہ ویسے ہی پکارتے ہو۔

جواب:

حضورؐ اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مومنوں کے پاس ان کی جان سے بھی زیادہ قریب ہیں۔ جیسا کہ دیوبندیوں کی کتابوں ''آب حیات'' اور ''تحذیر الناس'' میں ہے اور صحیح مسلم کے آخیر میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدینہ طیبہ پہنچے تو اہل مدینہ ''یارسول اللہ'' ''یارسول اللہ'' پکارتے تھے۔ لیکن کوئی مطلب بیان نہیں کرتے تھے۔ مولوی وحید الزمان غیر مقلد کہتے ہیں کہ یہ پکارنا ان کا خوشی سے تھا۔ ثابت ہوا کہ تصور محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یا ذکر حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سن کر فرطِ محبت میں یارسول اللہ پکارنا سنت صحابہ اکرام علیہم الرضوان ہے۔

ندائے یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

ندائے یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا منفی پہلو:

اللہ تعالیٰ نے کسی کو عالم میں تصرف کرنے کی قدرت نہیں دی اور کوئی کسی کی حمایت نہیں کرسکتا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ پیغمبر خدا کے وقت میں کافر بھی بتوں کو اللہ کے برابر نہیں جانتے تھے بلکہ اسی کی مخلوق اور اسی کا بندہ سمجھتے تھے اور ان کو اس کے مقابل کی طاقت ثابت کرتے تھے۔ مگر یہی پکارنا اور منتیں مانی اور نذر و نیاز کرنی اور ان کو اپنا وکیل اور سفارشی سمجھنا بھی ان کا کفر و شرک تھا سو جو کوئی کسی سے یہ

معاملہ کرے گا کہ اس کو اللہ کا بندہ اور مخلوق ہی سمجھے سو ابوجہل اور وہ شرک میں برابر ہے۔ (تقویۃ الایمان ص ٦)

(۲) جب انبیاء علیہم السلام کو بھی علم غیب نہیں ہوتا تو یا رسول اللہ کہنا بھی ناجائز ہوگا۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص ۳ مصنف مولوی رشید احمد گنگوہی)

(۳) کسی کو دور سے پکارنا اور یہ سمجھنا کہ اس کو خبر ہوگئی کفر و شرک ہے۔ (بہشتی زیور جلد اص ۳۷)

ندائے یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اثباتی پہلو

اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ خدائے ذوالجلال نے انبیاء و اولیاء کو ایسی قوت سماعت بخشی ہے جس سے وہ دور و نزدیک کی پکار کو سن لیتے ہیں اور ان کی مدد فرماتے ہیں۔ لیکن دیوبندی مکتبہ فکر کے نزدیک غیر خدا کو پکارنا' ان کو اپنا حمایتی سمجھنا' ان سے مدد مانگنا کفر و شرک ہے۔

اگر علمائے دیوبند اس اصول کو تسلیم کرتے ہیں تو انہیں پوری جرات کے ساتھ اپنے بیگانے کا فرق کیے بغیر کفر و شرک کا فتویٰ صادر کر دینا چاہیے جنھوں نے غیر خدا کو پکارا ہے اور مدد مانگی ہے۔

مدد کر اے کرم احمدی کے تیرے سوا
نہیں ہے قاسم بے کس کا کوئی حامی کار

(قصائد قاسمی)

اس شعر میں مولوی قاسم نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند نے حضور سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نہ صرف پکارا ہے بلکہ مدد بھی مانگی ہے۔

جہاز امت کا حق نے کردیا ہے آپ کے ہاتھوں
تم اب چاہے ڈوباؤ یا تراؤ یا رسول اللہ

اس شعر میں حاجی امداداللہ صاحب نے سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پکارا ہے۔

دستگیری کیجیے میرے نبی
کشمکش میں تم ہی ہو میرے ولی
جز تمہارے ہے کہاں میری پناہ
فوج کلفت مجھ پر آ غالب ہوئی
ابن عبداللہ زمانہ ہے خلاف
اے میرے مولیٰ خبر لیجیے میری

(شمیم الطیب ترجمہ شمیم الحبیب' مصنف مولوی اشرف علی تھانوی ص ۱۴۵)

ان اشعار میں مولوی اشرف علی تھانوی نے جہاں سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پکارا ہے وہیں مدد بھی مانگی ہے۔

نانوتوی صاحب کا یہ کہنا کہ یارسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تیرے سوا قاسم کوئی حامی نہیں یا تھانوی صاحب کا کہنا کہ جز تمہارے میری پناہ کہاں ہے کیا یہ لازم نہیں آتا کہ وہ توحید کو چھوڑ کر مشرکانہ بولی بول رہے ہیں۔ الـــحـــق

ماشهدت به الاعداد

مدعی لاکھ پر بھاری ہے گواہی تیری

اور مولوی محمود الحسن دیوبندی وہابی نے رشید احمد گنگوہی دیوبندی وہابی کے مرثیہ میں لکھا۔

حوائج دین ودنیا کے کہاں لے جائیں ہم یارب
گیا وہ قبلہء حاجات روحانی و جسمانی
مردوں کو زندہ کیا زندوں کو مرنے نہ دیا
اس مسیحائی کو دیکھیں ذرا ابن مریم

علماء دیوبند سے چند سوالات

(۱) اگر تقویۃ الایمان، بہشتی زیور، فتاویٰ رشیدیہ کا فتویٰ صحیح ہے تو حاجی امداد اللہ صاحب، مولوی قاسم نانوتوی، مولوی اشرف علی تھانوی غیر خدا کے پکارنے اور ان سے مدد مانگنے کے جرم میں کافر ومشرک ہوئے یا نہیں اور اگر انہیں مسلمان ٹھہراتے ہیں تو ان کتابوں کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟

(۲) ان حضرات نے سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو خدا سمجھ کر پکارا اور مدد مانگی ہے یا خدا کا بندہ اور اس کی مخلوق سمجھ کر اگر جواب ثانی میں ہے جب بھی آپ حضرات کے لیے "تقویۃ الایمان" نے کسی تاویل کی گنجائش نہیں چھوڑی ہے۔تقریب ذہن کے لیے ایک بار پھر سے خاص خاص عبارت کا سرسری جائزہ

لے لیں۔

اللہ تعالیٰ نے عالم میں کسی کو تصرف کرنے کی قدرت نہیں دی اور کوئی کسی کی حمایت نہیں کر سکتا۔ یہی پکارنا اور منتیں ماننی اور نذر و نیاز کرنی ان کا کفر و شرک تھا۔ سو جو کوئی کسی سے یہ معاملہ کرے گو کہ اس کو اللہ عزوجل کا بندہ اور مخلوق ہی سمجھے سو ابوجہل اور وہ شرک میں برابر ہے۔

(۳) "تقویۃ الایمان" کے فتوے کو تسلیم کرنے کے بعد آپ میں یہ ہمت و جرات ہے کہ صاف لفظوں میں یہ اعلان کر دیں کہ حاجی امداد اللہ صاحب، مولوی قاسم نانوتوی صاحب، مولوی اشرف علی تھانوی اور ابوجہل سب شرک میں برابر ہیں

(۴) کیا آپ حضرات کا سکوت یا بے جا تاویل اس بات کی غمازی نہیں کر رہا ہے کہ آپ اپنے مسلمات سے گریز کر رہے ہیں؟

حفظ الایمان کا سرسری تنقیدی جائزہ

دیوبندی مکتبہ فکر کے مذہبی پیشوا اشرف علی تھانوی سے کسی نے سوال کیا کہ زید علم غیب کی دو قسمیں کرتا ہے۔ (۱) ذاتی (۲) عطائی

ذاتی علم غیب تو صرف اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے۔ رہا عطائی اس کے معنی کہ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عالم الغیب تھے۔ زید کا کہنا درست ہے یا نہیں جس کے جواب میں موصوف نے ایک کتاب "بنام حفظ الایمان" لکھی جس میں

سرور کائنات صلی تعالیٰ اللہ علیہ وسلم کے علم پاک کو جانوروں اور چوپاؤں سے تشبیہ دے کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان ارفع واعلیٰ میں کھلے بندوں توہین کی۔ کتاب کی اصل عبارت پڑھیے۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جاتا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد کل غیب ہے یا بعض غیب اگر بعض علوم غیب مراد ہیں تو اس میں حضور ہی کی کیا تخصیص ہے۔ایسا علم غیب تو ہر زید و عمر (ہر عامی انسان) بلکہ ہر صبی (بچہ) و مجنوں (پاگل) بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کو بھی حاصل ہے (نعوذ باللہ) اس عبارت پر علمائے عرب وعجم کی گرفت یہ ہے کہ اس میں لفظ ایسا کے ذریعہ رسول مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم پاک کو جانوروں اور چوپاؤں سے تشبیہ دے کر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان ارفع و اعلیٰ میں توہین کی گئی ہے اور توہین رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا مرتکب بالاتفاق کافر ہے۔

اس گرفت کو اٹھانے کے لیے مصنف سے لے کر ان کے معتمد وکلاء تک نے طرح طرح کی تاویلات پیش کی ہیں۔ہم یہاں صرف دو تاویل نقل کرتے ہیں پڑھیے اور ان کی تضاد بیانی کا دل کش نظارہ ملاحظہ فرمایئے۔

پہلی تاویل:

مولوی اشرف علی تھانوی کے معتمد خلیفہ مرتضیٰ حسن دربھنگوی نے عبارت

مذکورہ کی تاویل یوں کی ہے کہ اس عبارت میں ایسا تشبیہ کے معنی میں نہیں ہے بلکہ اتنا اس قدر کے معنی میں ہے اگر تشبیہ کے معنی میں تو البتہ تکفیر کی وجہ نکل سکتی تھی۔ اصل عبارت یوں ہے واضح ہو کہ ایسا کا لفظ فقط مانند اور مثل ہی کے معنی میں مستعمل نہیں ہوتا بلکہ اس کے معنی اس قدر اور اتنے بھی آتے ہیں جو اس جگہ متعین ہیں۔" (توضیح البیان ص ۸ بحوالہ جام نور کلکتہ اکتوبر و نومبر ۶۸ء)

دوسری تاویل

دیوبندوں کے شیخ الاسلام مولوی حسین احمد صاحب نے زیر بحث عبارت کی تاویل میں کہا ہے کہ عبارت میں لفظ ایسا کی بجائے لفظ اتنا ہوتا تو اس وقت البتہ یہ احتمال ہوتا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم شریف کو جانوروں کے علم کے برابر کردیا۔

اصل عبارت ملاحظہ فرمایئے۔

جناب یہ تو ملاحظہ کیجیے کہ حضرت مولوی (تھانوی) عبارت میں لفظ ایسا فرما رہے ہیں لفظ اتنا ہوتا تو اس وقت یہ احتمال ہوتا کہ معاذ اللہ حضور علیہ السلام کے علم کو اور چیزوں نے علم کے برابر کردیا یہ محض جہالت نہیں تو اور کیا ہے۔" (شہاب ثاقب ص ۱۰۲)

حفظ الایمان کی زیر بحث عبارت کی تاویل میں مولوی حسین احمد کہتے ہیں کہ یہاں لفظ ایسا تشبیہ کے لیے ہے اگر یہاں بجائے لفظ ایسا کے لفظ اتنا ہوتا تو البتہ

یہ احتمال ہوسکتا تھا کہ حضور علیہ السلام کے علم پاک کو جانوروں کے علم کے برابر کر دیا۔ جب کہ مولوی مرتضیٰ حسین دربھنگوی کہتے ہیں کہ اس عبارت میں لفظ ایسا ''اتنا'' کے معنی میں ہے اگر تشبیہ کے معنی میں ہوتا تو البتہ تکفیر کی وجہ نکل سکتی تھی۔ اس بے جا تاویل پر چند سوالات پیدا ہوتے ہیں۔

اگر مولوی حسین احمد کی تاویل تسلیم کر لی جائے تو مولوی مرتضیٰ حسین کے نزدیک تھانوی صاحب کی تکفیر درست ہے اور اگر مولوی مرتضیٰ حسن کی تاویل صحیح مانی جائے تو مولوی حسین احمد کے نزدیک یہ لازم آتا ہے کہ تھانوی صاحب نے حضور علیہ السلام کے علم پاک کو جانوروں کے علم کے برابر کر دیا اور چونکہ تھانوی صاحب نے اپنے دونوں وکیلوں میں سے کسی کی تردید نہیں کی لہٰذا دونوں تاویلیں اپنی اپنی جگہ صحیح اور دونوں ایک دوسرے کی تاویل پر تھانوی صاحب کے کفر پر متفق ہیں کیا فرماتے ہیں علمائے دیو بند اپنے گھر کی تضاد بیانی اور اپنے مسلمات سے گریز کے بارے میں

حب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

ہر وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے ایمان اور عقل وفہم کی دولت عطا فرمائی ہے وہ یقین کے ساتھ جانتا ہے کہ حب مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایمان کی روح ہے۔

محمد کی محبت دین حق کی شرط اول ہے
اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

شریعت مطہرہ نے ہر مسلمان پر حضور پرنور شافع یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت اس کے تمام خویش واقارت اعزہ واحباب سے زیادہ لازم کی ہے۔

قرآن پاک میں ارشاد ہے کہ

قل ان کان اباؤکم وابناؤکم واخوانکم وازواجکم وعشیرتکم واموال ن اقتر فتموھا وتجارۃ تخشون کساد ھا ومسکن ترضو نھآ احب الیکم من اللہ ورسولہ وجھاد فی سبیلہ فتربصوا حتیٰ یاتی اللہ بامرہ واللہ لا یھدی القوم الفٰسقین٥ (التوبہ۲۴)

ترجمہ: تم فرماؤ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری عورتیں اور تمہارا کنبہ اور تمہاری کمائی کے مال اور وہ سودا جس کے نقصان کا تمہیں ڈر ہے اور تمہارے پسند کا مکان یہ چیزیں اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں لڑنے سے زیادہ پیاری ہوں تو راستہ دیکھو۔ یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لائے اور اللہ فاسقوں کو راہ نہیں دیتا۔ (کنزالایمان)

ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ

مان کان لاھل المدینۃ ومن حولھم من الاعراب ان یتخلفوا عن رسول اللہ ولا یرغبوا بانفسھم عن نفسہ...... (التوبہ۱۲۰)

مدینہ والوں اور ان کے گرد دیہات والوں کو لائق نہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پیچھے بیٹھے رہیں اور نہ یہ کہ ان کی جان سے اپنی جان پیاری

سمجھیں۔ (کنزالایمان)

حضرت انس بن مالک انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا

لا یومن احدکم حتیٰ اکون احب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین (بخاری شریف ص ۷)

ترجمہ: تم میں کوئی مومن نہ ہوگا جب تک میں اس کے نزدیک اس کے ماں باپ واولاد اور سب آدمیوں سے زیادہ زیادہ محبوب نہ ہوجاؤں۔

اور انہی سے روایت ہے کہ فرمایا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے۔

ثلاث من کن فیہ وجد حلاوۃ الایمان ان یکون اللہ ورسولہ احب الیہ مما سواھما وان یحب المرء لا یحبہ الا للہ وان یکرہ ان یعوذ فی الکفر کما یکرہ ان یقزف فی النار (بخاری ص ۷)

ترجمہ: جس میں تین خصلتیں ہوں وہ ایمان کی لذت وحلاوت پائے گا۔ ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول علیہ السلام اس کو تمام ماسوا سے زیادہ پیارے ہوں۔ دوسری یہ کہ وہ کسی آدمی سے صرف اللہ تعالیٰ کے لیے محبت کرے اور تیسری یہ کہ وہ کفر میں لوٹ جانا ایسا برا سمجھتے جیسا کہ آگ میں پھینکے جانے کو برا سمجھتا ہے

حضرت سہل بن عبداللہ التستری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

ومن لم یرو لایۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم علیہ فی جمیع احوالہ ولم یرلفسہ فی ملکہ لم یذق حلاوۃ سنۃ لا نہ

صلی اللہ علیہ وسلم قال لا یومن احدکم حتیٰ اکون احب

الیہ من نفسہ

ترجمہ: جو ہر حالت میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنا مالک نہ جانے اور اپنی ذات کو ان کی ملکیت میں نہ سمجھے وہ حلاوت سنت سے محروم ہے۔ کیونکہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ تم میں سے کوئی مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ میں اس کی جان سے زیادہ اس کو محبوب نہ ہو جاؤں (زرقانی علی المواہب ص ۳۱۳ شرح شفا للقاری ص ۳۵، ۲/۲/۶) ان دو آیتوں اور تین حدیثوں سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت ماں باپ و اولاد، عزیز و اقارب، دوست و احباب، مال و دولت، مسکن و وطن اور اپنی جان غرض کہ ہر چیز کی محبت سے زیادہ ضروری و لازم ہے اور اگر کوئی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مقبول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ عقیدت و محبت نہ رکھے یا ان کی مخالفت کرے تو خواہ وہ کتنا ہی قریبی کیوں نہ ہو اس سے دوستی اور محبت رکھنا جائز نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ

یا یھا الذین امنوا لا تتخذوا اباء کم واخوانکم اولیآء ان استحبوا الکفر علی الایمان ومن یتولھم منکم فاولئک ھم الظلمون (التوبہ ۲۳)

ترجمہ: اے ایمان والو! اپنے باپ اور اپنے بھائیوں کو دوست نہ سمجھو اگر وہ ایمان پر کفر پسند کریں اور تم میں جو کوئی ان سے دوستی کرے گا وہی ظالم ہیں۔

(کنزالایمان)

نیز فرمایا

لا تجد قوماً یومنون باللہ والیوم الاخر یوآدون من حاد اللہ ورسولہ ولو کانو ابآء ھم او ابنآء ھم او اخوانھم او عشیرتھم اولئک کتب فی قلوبھم الایمان وایدھم بروح منہ ویدخلھم جنت تجری من تحتھا الانھر خالدین فیھا رضی اللہ عنھم ورضو عنہ اولئک حزب اللہ الآ ان حزب اللہ ھم المفلحون ٥ (المجادلہ۲۲)

ترجمہ: تم نہ پاؤ گے ان لوگوں کو جو یقین رکھتے ہیں اللہ اور پچھلے دن پر کہ دوستی کریں ان سے جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول سے مخالفت کی۔ اگرچہ وہ ان کے باپ یا بیٹے یا بھائی یا کنبے والے ہوں یہ ہیں جن کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش فرمادیا اور اپنی طرف کی روح سے ان کی مدد کی اور انہیں باغوں میں لے جائے گا جن کے نیچے نہریں بہیں ان میں ہمیشہ رہیں اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی یہ اللہ کی جماعت ہے سنتا ہے اللہ ہی کی جماعت کامیاب ہے۔ (کنزل الایمان)

ان آیتوں سے صراحتہً ثابت ہوا کہ جو لوگ اللہ اور رسول کی مخالفت کریں اور ایمان پر کفر کو پسند کریں اگرچہ وہ بہت ہی زیادہ قریبی ہوں ان سے دوستی و محبت رکھنا جائز نہیں بلکہ ظلم ہے اور بے دینی ہے۔ اس مضمون کی متعدد آیتیں اور

حدیثیں موجود ہیں۔ جب یہ معلوم ہو گیا کہ ایمان ونجات کا دارومدار حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت پر ہے تو جس مومن کے دل میں آپ کی محبت کامل ہو گی ورنہ ناقص اور اگر آپ کی محبت مطلقاً نہیں تو وہ قطعاً ایمان سے محروم ہے۔

اس مقام پر یہ بات بہت ہی قابل غور ہے کہ اسلام کے دعوے دار تمام فرقے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت کے مدعی ہیں۔ محبت ایسی چیز نہیں جو ظاہر ہو اس کا تعلق دل سے ہے اور ظاہر ہے کہ دلوں کا حال ہمیں معلوم نہیں۔ ایسی صورت میں ہم کس گروہ کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا محبت قرار دے کر مومن سمجھیں اور کسی فرقہ کے دعوئ محبت کو غلط جان کر اسے ناری قرار دیں؟

اس الجھن کو دور کرنے کے لیے ضروری ہے کہ ہم دین متین اور عقل سلیم کی روشنی میں محبت کا ایسا معیار تلاش کریں جس کے ذریعے حقیقت واقعہ منکشف ہو جائے اور ہم بخوبی جان لیں کہ اصلی محبت کا حامل کون ہے۔

معیار محبت:

اس سلسلے میں بعض حضرات کا مسلک تو یہ ہے کہ محبت کا معیار محبوب کی اتباع اور اس کی پیروی ہے کیونکہ محبّ، محبوب کا مطیع اور متبع ہوتا ہے۔

ان المحب لمن یحب مطیع

قرآن کریم میں بھی فرمایا

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعو نی یحببکم اللہ (آل عمران ۳۱)

ترجمہ: اے محبوب تم فرما دو کہ لوگو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا۔ (کنزالایمان)

آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ محبت کی شرط اتباع واطاعت ہے۔ لہٰذا جو گروہ متبع سنت اور پابند شریعت ہے، وہی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا محب اور صحیح معنی میں مومن ہے اس کے متعلق عرض ہے کہ اتباع واطاعت جسے معیار محبت قرار دیا گیا ہے اس سے کیا مراد ہے؟ کیا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اقوال مبارکہ و اعمال مقدسہ کے مطابق مطلقاً عمل کرنے کا نام اتباع واطاعت ہے یا اس میں کوئی قید بھی ملحوظ ہے؟ اگر ''مطلق عمل'' یعنی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ان اعمال مقدسہ کی صرف نقل کو اتباع واطاعت قرار دیا جائے جن کی موافقت شرعاً مطلوب ہے تو وہ منافقین اور دشمنان دین بھی حضور کے متبع اور اللہ تعالیٰ کے محبوب قرار پائیں گے جو باوجود منافق ہونے اور اپنے دل میں سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عداوت رکھنے کے نماز روزہ اور دیگر اعمال حسنہ کرتے تھے۔ بلکہ صحیح احادیث میں یہاں تک وارد ہوا ہے کہ ایک بے دین وگمراہ قوم آخر زمانہ میں پیدا ہوگی وہ قرآن پڑھے گی مگر قرآن ان کے حلق سے نیچے نہ اترے گا۔ سچے اور خالص مسلمان ان کی نمازوں کے مقابلے میں اپنی نمازوں کو حقیر جانیں گے۔ ان کی زبانیں شکر سے زیادہ شیریں ہوں گی اور دل بھیڑیوں کے مثل ہوں گے ان کے پاجامے ٹخنوں سے اونچے اور سر منڈے ہوئے ہوں گے۔

ایسی صورت میں اس ظاہری اتباع وسنت اور سنن کریمہ کے نقل کو کیونکر معیار

محبت اور دلیل ایمان قرار دیا جا سکتا ہے۔ یہ تو نری نقالی ہے جو کسی حال میں محمود و مستحسن نہیں ہو سکتی۔ اس لیے ضروری ہے کہ اتباع و اطاعت کے معنی پر غور کیا جائے اور صحیح معیار محبت تلاش کرنے کی کوشش کی جائے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فاتبعونی یحببکم اللہ فرما کر ہمیں یہ بتا دیا کہ اتباع رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نتیجہ اللہ تعالیٰ کی محبوبیت ہے محبوب کا دشمن کبھی محبوب نہیں ہو سکتا۔ پھر اللہ تعالیٰ کے محبوب کا دشمن اللہ تعالیٰ کا محبوب کیونکر ہو سکتا ہے۔ ثابت ہوا کہ اس آیہ کریمہ میں اتباع کے معنی محبت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بغیر صرف ان کے سنن کریمہ کی نقل کرنا نہیں بلکہ فاتبعونی کے معنی یہ ہیں کہ حبیب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت کے نشے میں مخمور اور ان کی الفت کے جذبات سے معمور ہو کر بتقاضائے الفت و محبت ان کی اداؤں کے سانچے میں ڈھل جاؤ گے تو تم بھی محبوب و پیارے ہو جاؤ گے یہ اتباع قطعاً حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی محبت کی دلیل ہے۔

مگر بات جہاں تھی وہیں رہی۔ سوال یہ ہے کہ ہمیں کیسے معلوم ہو کہ فلاں گروہ یا فلاں شخص حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی الفت و محبت کے ساتھ ان کی سنن کریمہ پر عمل کر رہا ہے اور فلاں آدمی بغیر محبت کے محض نقالی میں مصروف ہے۔ آیئے اس سوال کا حل اور معیار محبت تلاش کریں۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حبک الشیء یعمی

ویصم (مسند امام احمد، ابوداؤد ص ۳۳۴ ج ۲)

ترجمہ: حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ انسان کو جب کسی سے محبت ہو جاتی ہے تو وہ محبت اس کو (محبوب کا عیب دیکھنے سے) اندھا اور (محبوب کا عیب سننے سے) بہرہ کر دیتی ہے

اس مبارک حدیث سے روز روشن کی طرح ثابت ہو گیا کہ محبت کی نا قابل تردید دلیل اور صحیح معیار یہ ہے کہ مدعی محبت کی آنکھ اور کان محبوب کا عیب دیکھنے اور سننے سے پاک ہو۔ عقل سلیم کے نزدیک بھی محبت کا صحیح معیار یہی ہے کیونکہ محبت کا مرکز حسن و جمال ہے یہ ممکن ہی نہیں کہ محبت والی آنکھ کو محبوب کی ذات میں کوئی عیب نظر آئے اور اگر کسی کو محبوب میں عیوب و نقائص نظر آتے ہیں تو وہ دعویٰ محبت میں جھوٹا ہے۔ محبت والی آنکھ کو واقعی عیب نظر نہیں آتا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تو بے عیب ہیں۔ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بارے میں غرض کرتے ہیں۔

واحسن منک لم ترقط عینی

واجمل منک لم تلد النسآء

خلقت مبرأً من کل عیب

کانک قد خلقت کما تشآء

یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم میری آنکھ نے آپ سا حسین و جمیل اور کوئی دیکھا نہیں کیونکہ آپ سا حسین و جمیل کسی ماں نے جنا ہی نہیں آپ تو ہر

عیب سے پاک پیدا کیے گئے ہیں۔ گویا کہ آپ ایسے پیدا کیے گئے ہیں جیسا کہ آپ خود چاہتے تھے۔

ثابت ہوا کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بے عیب ہیں اور جسے بے عیب میں عیب نظر آئے اس کا دعویٰ محبت کیونکر درست ہوگا۔ اسی معیار پر موجودہ فرقوں کو پرکھ لی جیسے کوئی گروہ خلفاء راشدین علیہم الرضوان اور محبوبین رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کافر منافق کہہ کر ذات مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر کفر و نفاق کی محبت کا عیب لگا رہا ہے۔ کوئی آل اطہار کی شان میں گستاخیاں کر کے سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اذیت پہنچا رہا ہے۔ کسی نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کمال خاتمیت کا انکار کر کے تنقیص شان نبوت پر کمر باندھی ہوئی ہے۔

کوئی گروہ تاجدار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مقدس احادیث کا انکار کر کے سرکار علیہ السلام توہین و تکذیب میں مصروف ہے۔

اس نے آقا دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کمالات علمیہ و عملیہ کا انکار کر کے تنقیص رسالت علیہ السلام کی۔

کوئی کہتا ہے کہ مر کے مٹی میں مل گئے۔ (نعوذ باللہ)

(تقویۃ الایمان ص ۵۰ مطبوعہ دیوبند)

وہ ہمارے ہی جیسے بشر تھے وہ ہمارے بڑے بھائی کے برابر تھے اور ان کی تعظیم فقط بڑے بھائی کی سی کرنی چاہیے۔ (نعوذ باللہ)

(تقویۃ الایمان ص ۵۰ مطبوعہ دیوبند)

اور کوئی کہہ رہا ہے جیسا علم ان کو ہے ایسا تو ایرا' غیرا' نتھو غیرا اور ہر پاگل اور ہر نابالغ اور ہر حیوان اور ہر چار پائے کو بھی ہے۔ (نعوذ باللہ) اور کوئی کہہ رہا ہے کہ حضور علیہ السلام کا علم تو شیطان لعین اور ملک والموت کے علم سے بھی کم ہے۔ (نعوذ باللہ) (حفظ الایمان ص ۸ چھاپہ دیو بند)

اور کوئی کہہ رہا ہے کہ ان کا میلاد شریف کرنا ایسا ہی ہے جیسا کہ ہنود کنھیا کا جنم دن مناتے ہیں (نعوذ باللہ) (براہین قاطعہ ص ۱۴۸ چھاپہ دیو بند)

کوئی کہتا ہے نماز میں ان کی طرف خیال لے جانا زنا کے وسوسے اپنی بی بی کی مجامعت کے خیال اور بیل اور گدھے کے خیال میں ڈوب جانے سے بدتر ہے (نعوذ باللہ) (صراط مستقیم ضیائی ص ۹۶)

اور کوئی علی الاعلان کہہ رہا ہے کہ ان سے بے شمار غلطیاں ہوئیں اسی لیے اللہ تعالیٰ نے ان پر عتاب کیا۔ (نعوذ باللہ)

کسی نے کہا کہ جس طرح ہم بھول جاتے ہیں اسی طرح وہ بھی بھولا کرتے تھے۔ (نعوذ باللہ) غرض کہ کیا کیا لکھا جائے؟

معمولی سمجھ رکھنے والا انسان اس حقیقت کو نہایت آسانی سے سمجھ سکتا ہے کہ عقل وشرح سے جب کہ یہ بات ثابت ہوگی محبت کو محبوب میں کوئی عیب نظر آتا نہیں اور نہ ان کا کان محبوب کا عیب سن سکتا ہے تو جس قوم کا شب وروز یہی وتیرہ ہو کہ قرآن وحدیث اور دلائل عقلیہ ونقلیہ سے آقا نامدار حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات اقدس میں عیوب ونقائص ثابت کرنے کے درپے ہو وہ

کیونکر سرکار کی محبت کے دعوے میں صادق ہو سکتی ہے۔

خدا کی قسم حضور علیہ السلام تو محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور محمد کے معنی ہی بے عیب ہیں تو جس نے محمد علیہ السلام کے اندر عیب مانا اس نے محمد علیہ السلام کو محمد علیہ السلام ہی نہ مانا۔ حضور کو محمد صلی علیہ السلام وہی مانتا ہے جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بے عیب مانتا ہے۔

پس ثابت ہوا کہ وہ تمام فرقوں میں سے وہ فرقہ اپنے دعویٰ محبت میں سچا ہے جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تمام عیوب ونقاص سے منزہ اور پاک مانتا ہے۔

بے عذاب و عتاب و حساب و کتاب
تا ابد اہل سنت پہ لاکھوں سلام
میرے استاد ماں باپ بھائی بہن
اہل ولد و عشیرت پہ لاکھوں سلام
شافعی مالک احمد امام حنیف
چار باغ امامت پہ لاکھوں سلام
کاش محشر میں جب ان کی آمد ہو اور
بھیجیں سب ان کی شوکت پہ لاکھوں سلام

ماخذ

۱- تفسیر ابن جریر امام ابو جعفر محمد جریر الطبری علیہ الصلوٰۃ والسلام
۳۱۱

۲- تفسیر بیضاوی موسست الاعلمی مطبوعات بیروت لبنان علامہ
قاضی ناصر الدین ابی سعید عبداللہ بن عمر شافعی ۶۸۵

۳- تفسیر کبیر دار الکتب العلمیہ بیروت طہران امام محمد فخر الدین محمد
بن رازی ۶۰۶ھ علیہ الرحمۃ

۴- تفسیر خازن علامہ علاء الدین علی بن محمد خازن = علیہ الرحمۃ
۷۲۵ھ

۵- تفسیر جلالین قدیمی کتب خانہ کراچی علامہ حافظ جلال الدین
سیوطی ومحلی = ۹۱۱ھ علیہ الرحمۃ

۶- تفسیر روح البیان مکتبہ اسلامیہ کوئٹہ علامہ اسماعیل حقی =
۱۱۳۷ھ علیہ الرحمۃ

۷- تفسیر مظہری بلوچستان بک ڈپو کوئٹہ علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی

علیہ الرحمۃ ۱۲۲۵ھ

۸- تفسیر جمل علامہ سید سلیمان جمل = علیہ الرحمۃ

۹- تفسیر عزیزی مطبع فاروقی دہلی شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ ۱۲۳۹ھ

۱۰- تفسیر حقانی مولانا عبدالحق صاحب = علیہ الرحمۃ

۱۱- تفسیر روح المعانی دار احیاء التراث العربی بیروت علامہ سید محمود الوسی بغدادی علیہ الرحمۃ ۱۲۷۰ھ

۱۲- شعب الایمان للبیہقی امام احمد بن حسین بیہقی = ۴۵۸ھ علیہ الرحمۃ

۱۳- شرح السنۃ للبغوی امام حسین بن مسعود بغوی علیہ الرحمۃ = ۵۱۶ھ

۱۴- سراجاً منیراً مولوی ابراہیم میر سیالکوٹی

۱۵- تاریخ اہل حدیث مولوی ابراہیم میر سیالکوٹی

۱۶- خطبات مدراس مولوی سلیمان ندوی

۱۷- رحمۃ للعالمین قاضی سلیمان منصور پوری

۱۸- شرح نسیم ریاض شہاب خفاجی امام شہاب الدین خفاجی ۱۰۶۹

۱۹- تاریخ ابن جریر امام محمد بن جریر طبری

۲۰- فتوح الشام مطبوعہ مصر ابو عبداللہ محمد بن واقدی

۲۱- مسلک الختام نواب صدیق حسن بھوپالی ۱۳۰۷ھ
۲۲- جلاء الافہام ابن قیم ۷۵۱ھ
۲۳- کتاب الروح ابن قیم ۷۵۱ھ
۲۴- شواہد الحق امام یوسف بن اسماعیل نبھانی رحمۃ اللہ علیہ ۱۳۵۰ھ
۲۵- طبقات ابن رجب حافظ ابن ذہبی علیہ الرحمۃ
۲۶- القرآن مجید
۲۷- صحیح بخاری قدیمی کتب خانہ کراچی ۱۳۸۱ امام بن اسماعیل بخاری علیہ الرحمۃ ۲۵۶ھ
۲۸- صحیح مسلم قدیمی کتاب خانہ کراچی ۱۳۸۱ امام مسلم بن الحجاج علیہ الرحمہ ۲۶۱ھ
۲۹- جامع الترمذی فاروقی کتب خانہ ملتان امام محمد بن عیسیٰ ترمذی ۲۷۹ھ
۳۰- سنن ابوداؤد ایچ ایم سعید کمپنی کراچی امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث ۲۷۵ھ
۳۱- سنن نسائی قدیمی کتب خانہ کراچی امام احمد بن شعیب نسائی ۳۰۳ھ
۳۲- سنن ابن ماجہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی امام محمد بن یزید قزوینی بن ماجہ ۲۷۵

۳۳۔ مشکوٰۃ امام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ

۳۴۔ مسند امام احمد المکتب اسلامی بیروت امام احمد بن محمد بن حنبل

۲۴۱ھ

۳۵۔ طبرانی امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی ۳۶۰ھ

۳۶۔ سنن دارمی نشر السنۃ ملتان پاکستان امام ابومحمد عبداللہ دارمی

۲۵۵ھ

۳۷۔ الادب المفرد دار البشائر الاسلامیہ بیروت امام محمد بن اسماعیل

بخاری ۲۵۶

۳۸۔ مرقاہ شرح مشکوٰۃ امام ملا علی قاری ۱۰۱۴ھ

۳۹۔ فتح الباری امام شہاب الدین احمد قسطلانی ۹۱۱ھ

۴۰۔ عمدۃ القاری شرح بخاری امام بدرالدین عینی ۸۵۵ھ

۴۱۔ زرقانی امام محمد بن عبدالباقی ۱۱۲۲ھ

۴۲۔ شفا شریف امام علی القاری ۱۰۱۴ھ

۴۳۔ کنز العمال موسستہ الرسالہ بیروت لبنان علامہ علاء الدین

علی المتقی الہندی ۹۷۵ھ

۴۴۔ صحیح ابن حبان موسستہ الرسالہ بیروت لبنان امام محمد بن

حبان ۳۵۴ھ

۴۵۔ مسند ابویعلی امام احمد بن علی بن المثنی تمیمی ۳۰۷ھ

۴۶۔ مصنف ابن ابی شیبہ امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ ۲۳۵

۴۷۔ مسند ابو داؤد الطیاسی دار المعرفہ بیروت لبنان حافظ سلیمان بن داؤد ابو داؤد الطیاسی ۲۰۴ھ

۴۸۔ مواہب اللدنیہ امام احمد قسطلانی ۹۱۱ھ

۴۹۔ مسند ابو عوانہ امام ابو عوانۃ یعقوب بن اسحاق ۳۱۶ھ

۵۰۔ مجمع الزوائد دار الریان للتراث حافظ نور الدین علی بن ابو بکر ہیثمی ۸۰۷ھ

۵۱۔ تہذیب التہذیب امام ابن حجر احمد بن علی عسقلانی ۸۵۲ھ

۵۲۔ الخصائص الکبریٰ امام جلال الدین عبدالرحمٰن سیوطی ۹۱۱ھ

۵۳۔ الطبقات الکبریٰ امام ابو عبداللہ محمد بن سعد بصری ۲۳۰ھ

۵۴۔ تاریخ بغداد حافظ ابوبکر احمد بن علی خطیب بغدادی ۴۶۳ھ

۵۵۔ البدایہ والنہایہ حافظ عماالدین ابن کثیر متوفی ۷۷۴ھ

۵۶۔ التوسل ولوسیلۃ امام احمد بن عبدالحلیم بن تیمیہ ۷۲۸ھ

۵۷۔ الاستعاب فی معرفۃ الاصحاب امام یوسف بن عبداللہ بن محمد بن عبدالبر قرطبی ۴۶۳ھ

۵۸۔ کتاب الاذکار مطبعۃ الخیریہ امام ابوزکریا یحییٰ بن شرف نووی ۶۷۶ھ

۵۹۔ اشعہ اللمعات شرح مشکوٰۃ شاہ عبدالحق محدث دہلوی ۱۰۵۲ھ

۶۰- القول البدیع محمد بن عبدالرحمٰن سخاوی ۹۰۲ھ
۶۱- حصن حصین امام محمد بن محمد جزری ۸۳۳
۶۲- حجۃ اللہ علی العالمین امام یوسف اسماعیل نبہانی متوفی ۱۳۵۰ھ
۶۳- شرح صدور امام جلال الدین سیوطی ۹۱۱ھ
۶۴- موارد الظمان الی زوائد ابن حبان حافظ نور الدین علی بن ابو بکر ہیثمی ۸۰۷
۶۵- میزان الاعتدال امام ابوعبداللہ محمد بن احمد ذہبی ۷۴۸ھ
۶۶- رفع المنارۃ شیخ محمود سعید ممدوح
۶۷- التاریخ الکبیر امام محمد بن اسماعیل بخاری ۲۵۶ھ
۶۸- کتاب الثقات امام ابو محمد عبدالرحمٰن بن ابی حاتم رازی ۳۶۷ھ
۶۹- کتاب الارشاد فی معرفۃ علماء اہل حدیث امام ابو یعلی خلیل بن عبداللہ خلیلی قزوینی ۴۴۵ھ
۷۰- کتاب الجرح و التعدیل امام ابو محمد عبدالرحمٰن بن ابی حاتم رازی ۳۶۷
۷۱- دلائل النبوہ امام ابوبکر احمد بن حسین بیہقی ۴۵۸ھ
۷۲- شفاء السقام فی زیارۃ خیر الانام امام تقی الدین علی بن عبدالکافی سبکی ۷۵۶ھ

۷۳- نشر الطیب مولوی محمد اشرف علی تھانوی ۱۳۶۲ھ

۷۴- شامی امام ابن عابدین ۱۲۵۲ھ

۷۵- الحاوی للفتاوی حافظ جلال الدین عبدالرحمٰن سیوطی ۹۱۱ھ

۷۶- ابن اثیر

۷۷- فیصلہ ہفت مسئلہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی علیہ الرحمۃ متوفی ۱۳۱۷ھ

۷۸- کتاب المیزان امام شعرانی علیہ الرحمۃ ۹۷۳ھ

۷۹-

۸۰- عون المعبود مولوی شمس الحق عظیم آبادی متوفی ۱۳۲۹ھ

۸۱- اوجز المسالک شیخ محمد زکریا

۸۲- مدارج النبوت شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ ۱۰۵۲ھ

۸۳- معارج النبوت مولانا ملا معین واعظ الکاشفی الہروی

۸۴- افاضات الیومیہ مولوی اشرف علی تھانوی متوفی ۱۳۶۲ھ

۸۵- اخبار محمدی دہلی

۸۶- مقدمہ المقاصد الحسنہ

۸۷-

۸۸- الفتوح الکبیر سیف بن تمیمی

۸۹- اخبار الاخیار شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ متوفی ۱۰۵۲

۹۰- توضیح البیان خلیفہ مرتضی حسن دربھنگی

۹۱- شرح نقایہ ایچ ایم سعید کمپنی ملا علی بن سلطان محمد القاری متوفی ۱۰۱۴ھ

۹۲- فتویٰ رشیدیہ رشید احمد گنگوہی ۱۳۲۳ھ

۹۳- کنز العباد

۹۴- فتاویٰ صوفیہ

۹۵- کتاب الفردوس

۹۶- الرسول عبدالحلیم محمود شیخ الازہر

۹۷- امداد المشتاق مولوی اشرف علی تھانوی متوفی ۱۳۶۲ھ

۹۸- تبریز النواظر مولوی سرفراز گکھڑوی

۹۹- عقائد دیوبند مولوی مطیع الحق دیوبندی

۱۰۰- تنبیہ الغافلین امام فقیہ نصر بن محمد ابو اللیث سمرقندی متوفی ۳۷۵

۱۰۱- فتویٰ عالمگیری ملا نظام الدین علیہ الرحمۃ متوفی ۱۱۶۱

۱۰۲- التوسل احکامہ النواعہ علامہ ناصر الدین البانی

۱۰۳-

۱۰۴- ارغام المبتدی الغبی بجواز التوسل بالنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم امام عبداللہ بن صدیق الغماری علیہ الرحمۃ

۱۰۵- سلسلہ الاحادیث الصحیحہ

۱۰۶- جمال الاولیاء مولوی اشرف علی تھانوی ۱۳۶۲ھ

۱۰۷- احیاء العلوم حجۃ الاسلام امام محمد غزالی ۵۰۵ھ علیہ الرحمہ

۱۰۸- قصیدہ نعمان امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ۱۵۰ھ

۱۰۹- تحذیر الناس قاسم نانوتوی دیوبندی ۱۲۹۷ھ

۱۱۰- تقویۃ الایمان مولوی اسماعیل دہلوی ۱۲۴۶

۱۱۱- اطیب النعم فی مدح سید العرب العجم شاہ ولی اللہ دہلوی علیہ الرحمۃ ۱۱۷۶ھ

۱۱۲- بہار شریعت صدر الشریعۃ مولانا امجد علی صاحب متوفی ۱۳۷۶ھ

۱۱۳- حدائق بخشش اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں صاحب بریلوی رحمۃ اللہ علیہ ۱۳۴۰ھ

۱۱۴- مثنوی شریف مولانا جلال الدین رومی ۶۷۲ھ علیہ الرحمہ

۱۱۵- شواہد النبوت حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی علیہ الرحمۃ ۸۹۸ھ

۱۱۶- قصیدہ بردہ شریف امام شرف الدین بوصیری علیہ الرحمۃ

۱۱۷- آب حیات قاسم نانوتوی ناظم دیوبند متوفی ۱۲۹۷ھ

۱۱۸- ردالمحتار علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی ۱۲۵۲ھ

۱۱۹- ہدایہ شریف علامہ ابوالحسن بن ابی بکر مرغینانی ۵۹۳ھ

۱۲۰- الاعتصام ابراہیم بن موسیٰ شاطبی ۷۹۰ھ

۱۲۱- مجمع البرکات شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ متوفی ۱۰۵۲ھ

۱۲۲- ضیاء القلوب حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۱۳۱۷ھ

۱۲۳- انیس الجلیس امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ ۹۱۱ھ

۱۲۴- ''عیون الحکایات'' محدث ابن جوزی علیہ الرحمۃ ۵۹۷ھ

۱۲۵- تنویر القلوب علامہ کروی اربلی علیہ الرحمۃ

التاریخ الکبیر	امام محمد بن اسماعیل بخاری علیہ الرحمۃ ۲۵۶ھ
تقریب التہذیب	حافظ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ
شرح السنۃ	امام حسین بن مسعود بغوی علیہ الرحمۃ ۵۱۶ھ
طبقات ابن رجب	حافظ ابن ذہبی علیہ الرحمۃ
طبقات ابن سعد	
افضل الصلوٰۃ	حضرت علامہ نبھانی علیہ الرحمۃ
الرالسنہ	علامہ احمد بن ذینی وحلان مکی
الہدیۃ السنیۃ	سلیمان بن سحمان نجدی
احیاء المیت	مولوی ابراہیم میر سیالکوٹی
تاریخ اہل حدیث	مولوی ابراہیم میر سیالکوٹی
الجہد المقل	مولوی محمود الحسن
ہدیۃ المہدی	مولوی وحید الزماں حیدر آبادی
ما ثبت من السنۃ	شیخ عبد الحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ ۱۰۵۲ھ
التوسل بالنبی	علامہ ابو حامد مرزوق علیہ الرحمۃ
ذوق نعت	مولانا حسن میاں علیہ الرحمۃ
فتاویٰ ثنائیہ	مولوی ثناء اللہ امرتسری

خلاصہ الوفاء	امام علامہ سمہودی علیہ الرحمۃ	
تاریخ ابن خلدون	علامہ عبدالرحمٰن ابن خلدون متوفی ۸۰۷ھ	
رسائل الارکان	علامہ بحرالعلوم عبدالعلی	

نام کتاب	نام مصنف	متوفی
الرسول	عبدالحلیم محمود شیخ الازہر	
اعلاء السنن	مولوی ظفر احمد عثمانی	۱۳۶۲ھ
الکامل فی التاریخ	علامہ ابوالحسن بن ابی الکرم شیبانی	۶۳۰ھ
تحفۃ الاحوذی	عبدالرحمٰن مبارک پوری	۱۳۲۵ھ
المطالب العالیہ	حافظ ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ	۸۵۲ھ
العلل المتناہیہ	امام ابوالفرج عبدالرحمٰن بن علی الجوزی	۵۹۷ھ
اتحاف السادۃ المتقین	علامہ سید محمد بن محمد مرتضٰی حسین زبیدی حنفی علیہ الرحمۃ	۱۲۰۵ھ
سنن کبریٰ	امام ابوبکر احمد حسین بیہقی	۴۵۸ھ
التوسل والوسیلہ	امام احمد بن عبدالحلیم بن تیمیہ	۷۲۷ھ

الحمد لله رب العالمين واجمل الصلوات واحسن التسليمات واكمل البركات واطيب التحيات علیٰ صاحب المقام المحمود و حامل لواء الحمد سيدنا محمد المبعوث رحمة العالمين وعلیٰ اله الطيبين الطاهرين وازواجه الطاهرات امهات المومنين وعلٰی سائر الصابة والتابعين واولياء امته الكاملين وعلماء ملت الربانيين وعلينا معه الٰی يوم الدين

الهم صلی وسلم وبارک علی طور التجليات الاحسانية ومهبط الانوار الرحمانية عبدک وحبيبک محمد وعلٰی اله واصحابه ومن احبه اتبعه الٰی يوم الدينo

عبدک المسکين

خادم اہل سنت قاری محمد اجمل نقشبندی رضوی

تمت بالخیر

۲۵ ربیع الاول ۱۴۲۳ھ